

# شہادۃ الی اللہ کا رسالہ سیرت

سرور المحزون فی ترجمۃ نور العیون

مرتبہ

پروفیسر محمد یحییٰ مظهر صدیقی ندوی

ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سِل  
ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

شاہ ولی اللہ اکیڈمی

پھلت، ضلع مظفرنگر، پوپی، ۲۵۱۲۰۱

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi  
Preserved in Punjab University Library.**

**پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ  
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ**





# شاہ ولی اللہؒ کا رسالہ سیرت سرور المحزون فی ترجمۃ نور العیون



مرتبہ

پروفیسر محمد یسین مظہر صدیقی

ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل  
ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

شاہ ولی اللہ اکیڈمی

پھلت، ضلع مظفرنگر، یو پی ۲۵۱۲۰۱

(C) جملہ حقوق محفوظ ۲۰۰۶ء

129579

- تالیف : شاہ ولی اللہ کار سالہ سیرت :  
سرور الحرمون فی ترجمہ نور العیون  
مؤلف : محمد یسین مظہر صدیقی  
صفحات : ۲۴۰  
قیمت : ایک سو روپے  
ناشر : حضرت شاہ ولی اللہ اکیڈمی، بھلت، ۲۵۱۲۰۱  
(ضلع مظفرنگر، یوپی)  
اشاعت : اول : ۱۰-۱۱ نومبر ۲۰۰۶ء

دادا استاد حضرت مولوی سید سعید احمد خیر آبادیؒ

اور

استاذ اول حضرت مولانا غلام محمد قاسمیؒ

کے نام



## فہرست

	انتساب	پیش لفظ	تقدیم:
۷۵-۱			
۲۲-۱			سیرت نگاری کے اہم رجحانات:
			مختصرات سیرت، حافظ مقدسی کی سیرۃ النبی کے موضوعات،
			امام محبت طبری کے موضوعات اور طریقہ تالیف،
			امام ابن سید الناس، طریقہ تالیف امام ابن سید الناس
۵۲-۲۳			سرور الحجرون
			اضافات شاہ: تشریحی اضافے، ضعیف روایات کی تیسح شاہ،
			ترتیب عبارت میں تبدیلی، نقصانات ترجمہ شاہ، استدراک شاہ کا فقدان
۷۵-۵۳			نور العیون کا بنیادی ماخذ، سرور الحجرون کا بنیادی ماخذ
۱۰۴-۷۶			۱-۲ ابن سید الناس کا مختصر سیرت:
			نور العیون فی تلخیص سیرۃ الامین المامون
۱۳۸-۱۰۵			۳- شاہ ولی اللہ کا ترجمہ فارسی:
			سرور الحجرون فی ترجمہ نور العیون
۱۹۲-۱۳۹			۴- خاکسار کا ترجمہ اردو:
			ایضاح الہکنون
۲۰۳-۱۹۳			۵- کتابیات





## عرض ناشر

”سیرت و تاریخ میں شاہ ولی اللہ کی خدمات“ کے عنوان پر (۱۰/۱۱ نومبر ۲۰۰۶ء کو) منعقد ہونے والے حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ کے سلسلہ کے پانچویں سیمینار کے موقع پر ممتاز عالم دین اور صاحب نظر مفکر و محقق جناب پروفیسر محمد یسین مظہر صدیقی ندوی کی مرتب کردہ کتاب ”شاہ ولی اللہ کا رسالہ سیرت“ پیش کرتے ہوئے ہم فخر و مسرت کا احساس کر رہے ہیں، ہمیں توقع ہے کہ سیرت پاک (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے بابرکت موضوع پر سیرت نبوی کی سوانح نگاری سے وابستہ تین اہم ترین شخصیات کی یہ عظیم سوغات ہمارے قلب و نظر کو جلا بخشنے اور زندگی کا رخ مستقیم رکھنے میں ہماری مددگار ہوگی۔

حضرت شاہ ولی اللہ کے وطن مالوف اور جائے ولادت قریۃ الصالحین پھلت (ضلع مظفرنگر) میں تقریباً دس سال قبل ”شاہ ولی اللہ اکیڈمی“ کے نام سے حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی کی سرپرستی میں ایک اشاعتی ادارہ کا منصوبہ بنایا گیا تھا، جس کا آغاز چہل حدیث ولی اللہی اور نادر مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے اردو ترجمہ (مترجمہ مفتی نسیم احمد فریدی و مرتبہ پروفیسر نثار احمد فاروقی) سے کیا گیا تھا، دس سال کے عرصہ میں اکیڈمی سے اکیس علمی، تحقیقی اور دعوتی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

شاہ ولی اللہ اکیڈمی ایک خالص علمی و دینی ادارہ ہے، جس کا مقصد حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کو ایڈٹ کر کے شائع کرنا اور فکر ولی اللہی کے رموز سے امت مسلمہ کو باخبر کرنا ہے، شاہ صاحب کی کتابوں کے یونیفارم ایڈیشن شائع کرنا، اور اس سلسلہ میں منتخب تصانیف کا انگریزی اور ہندی کے علاوہ علاقائی زبانوں میں ترجمہ پیش کرنا بھی اکیڈمی کے مقاصد میں شامل ہے، بعض اہم تصانیف کے مطالب کو وضاحت کے ساتھ آسان زبان میں شائع کرنا بھی اکیڈمی کی اولین ترجیح ہوگی۔

اکیڈمی نے اپنے علمی اور اشاعتی پروگرام کے لئے ایک کتب خانہ کا بھی نظم کیا ہے جس میں سردست پانچ ہزار کے قریب اہم علمی، تاریخی اور تحقیقی کتب موجود ہیں، لیکن اکیڈمی کے وسیع ترین منصوبوں کے پیش نظر لائبریری کی کتابوں میں مزید اضافہ کی فوری ضرورت ہے، خصوصیت کے ساتھ حضرت شاہ صاحب کی جملہ عربی اور فارسی تصنیفات، خانوادہ ولی اللہی کے دوسرے اصحاب فضل و کمال کی تصنیفات، ان کے عہد پر لکھی جانے والی کتابیں اور حضرت شاہ صاحب کے فکر و فن اور علوم و معارف پر لکھی جانے والی اہم علمی کتب اور مقالات نیز شاہ صاحب کی شخصیت پر نکلنے والے ہندو پاک کے رسائل و مجلات کے خاص نمبر وغیرہ جمع کرنے کا کام بھی جاری ہے۔

اس کے علاوہ ضلع مظفرنگر کی ایک اور تاریخ ساز شخصیت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی تمام علمی مطبوعات و تصنیفات اور اس موضوع کی اہم نادر کتابوں کی فراہمی اور اس سلسلہ کے تحقیقی مجلات و رسائل کا حصول اور وقت و ضرورت کے لحاظ سے ان کی اشاعت کا انتظام بھی اکیڈمی کے پروگرام میں شامل ہے۔

مرتب کتاب پروفیسر محمد یسین مظہر صدیقی ہم سب کی جانب سے شکر یہ و تبریک کے

مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنی اس اہم علمی و تحقیقی کاوش کی اشاعت کے لئے شاہ ولی اللہ اکیڈمی کو موقع دیا اور وقتاً فوقتاً اپنے گراں قدر مشوروں اور عنایتوں سے نوازتے رہے، دو سال قبل بھی انہوں نے اپنی ایک گراں مایہ تصنیف ”شاہ ولی اللہ کی خدمات حدیث“ کی اشاعت کا موقع ہماری اکیڈمی کو عنایت فرمایا تھا، ڈاکٹر صاحب کی ان پیہم نوازشات کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں، اور توقع رکھتے ہیں کہ ان کی نوازشوں کے زیر سایہ اکیڈمی کا یہ کارواں آگے بڑھتا رہے گا۔

(وصی سلیمان ندوی)

۱۰ شوال ۱۴۲۷ھ

سکریٹری شاہ ولی اللہ اکیڈمی  
پھلت ضلع مظفرنگر (یوپی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى اصحابه  
الطاهرين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين

## پیش لفظ

اسلامی تہذیب و تمدن کی ایک متواتر روایت اس کا تسلسل اور پیشرو نسل سے جانشین نسل میں اس کی منتقلی ہے۔ دوسرے ابواب و آثار کی مانند اسلامی علوم و فنون میں اس متواتر روایت کے پختہ شواہد بہت کثرت سے ملتے ہیں۔ غیر مبدل قانون الہی کے مطابق تہذیب و تمدن کا ارتقاء اور علوم و فنون کی نشوونما ہر قوم و ملت کے دورِ عروج میں ہوتی ہے۔ اولین صدیوں یا زمانے میں جب تازہ دم قومیں اور طباعِ فکریں کارگزاری کرتی ہیں بہترین ثمراتِ علم و عمل کی کاشت ہوتی ہے۔ اس کے بعد ٹھہراؤ کا ایک زمانہ آتا ہے جب پیشروؤں اور اسلاف کے کارناموں پر اضافہ نہیں ہوتا تاہم ان کے نام کو بیٹہ بھی نہیں لگایا جاتا۔ رفتہ رفتہ ایجاد و ابداع کی قوتیں کمزور پڑتی ہیں تو کارِ سلف کی تقلیدی اور جامد پیروی اور بے عقل نقل شروع ہو جاتی ہے تاہم اس دور میں بھی ایک قوم سے دوسری قوم میں وراثتِ علمی اور ترقی تہذیبی کی منتقلی جاری ہی رہتی ہے۔

سیرتِ نبوی کے میدان میں بھی یہی متواتر روایت اور اس کے مختلف آثار و اظہارات کی سنت جاری رہی۔ اولین دو صدیوں میں موادِ سیرت زبانی ترسیل و اخذ کے ذریعہ جمع ہوتا رہا

اور اسی دوران بنیادی کتابیں اور رسائل لکھے گئے۔ بعد کی تین صدیوں میں فنی ارتقاء ہوا کہ اولین بنیادی کتابوں پر مبنی کتابیں لکھی گئی تھیں مگر ان کی نئی نئی جہات نے ان کو جدت عطا کر دی۔ ان میں سے ایک سیرت نبوی کے اختصارات و تلخیصات کی روایت تھی۔ وہ محض ابداع و ایجاد کی کمی اور قوتوں کے تھکنے کی داستان نہیں، ایک اہم عصری اور ملی ضرورت کی تکمیل بھی ہے۔ عام قارئین اور طلبائے عزیز کے مطالعہ و درس کے لئے ان کی تصنیف ہوئی۔ تیسری صدی/نویں صدی سے اس روایت تلخیص نے قدم جمائے تو اس کے بہت سے مفید اور عظیم ثمرات ملت اسلامی کو ملے۔ ساتویں-آٹھویں/تیرھویں-چودھویں صدی میں امام ابن سید الناس نے اپنے پیشروؤں سے بالخصوص معاصر پیشرو امام محبت طبری کے خلاصہ سیرت سے تحریک پاکر مختصرات میں مختصر ترین رسالہ سیرت کی طرح ڈالی جو بہت مقبول و مشکور ہوئی۔ اگرچہ فنی لحاظ سے وہ بہت زیادہ بلند پایہ تالیف نہ تھی لیکن اس کے اختصار نے اس کو جامعیت بے مثال عطا کر دی تھی۔

ان کے مختصر سیرت - نور العیون - کی مقبولیت و معتبریت کی ایک دلیل یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ دہلوی جیسے اسلامی عبقری نے ان کے رسالہ عربی کو اپنے زمانے کی علمی اور عوامی زبان فارسی میں منتقل کرنے کا بیڑا اٹھایا اگرچہ اس کی تحریک حضرت شاہ کے بعض عزیز ترین اقارب اور مکرم ترین احباب کی طرف سے ہوئی تھی۔ یہ محض دوستوں اور عزیزوں کی فرمائش کی تعمیل نہ تھی، وقت کی پکار تھی اور ملت کے عوامی اور کثیر طبقات کی ضرورت بھی تھی کہ عربی ان کے علم و فہم سے بالا تھی۔ حضرت شاہ نے اس مختصر سیرت کو فارسی زبان میں منتقل کر کے کئی خدمات انجام دی تھیں:

☆ کم استعداد اور مختصر علم و فہم کے افراد و طبقات کے لئے ایک مختصر سیرت کو ان کی

زبان میں پیش کیا تھا۔

☆ حضرت شاہ نے اس طرح امت محمدی کے فارسی داں طبقات کو ان کے رسول مکرم

صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست وابستہ کیا تھا۔

☆ یہ حضرت شاہ کی ہمہ گیر اسلامی تحریک اور علمی و عملی جہاد کا ایک شاندار حصہ اور بابِ عالی تھا۔

☆ وہ امت کے افراد بالخصوص ملتِ ہند یہ اسلامیہ کو کتاب و سنت سے جوڑنے کا کام

کر رہے تھے۔

☆ قرآن مجید کے فارسی ترجمہ و تفسیر - فتح الرحمن -، حدیث شریف کی کتابِ اول

- موطا امام مالک - کی فارسی شرح مصنفی اور فقہ و تصوف اور اخلاق کے دوسرے فارسی رسائل و

کتب کی مانند ان کا فارسی رسالہ سیرت - سرور الحجرون - بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

☆ وہ ان کے اسی علمی اور عملی جہاد کا حصہ تھا۔ وہ ان کے ذریعہ امت کو واسطوں سے نکال کر براہ

راست اللہ و رسول سے جوڑنا چاہتے تھے اور درحقیقت ان کی علمی تحریک نے بڑے برگ و بار پیدا کئے۔

☆ حضرت شاہ نے اپنے بلند تر علمی مقام اور فروزاں تر عبقری مرتبت کو ایک علمی کام میں سد

راہ نہیں ہونے دیا۔ وہ ہر لحاظ سے امام ابن سید الناس سے بہتر تھے اور ہر میدانِ علم و عمل میں ان سے آگے،

تاہم اپنے ایک پیشرو کے اچھے کام کو اپنے عوام تک پہنچانے میں انھوں نے کوئی عار نہیں محسوس کیا۔

☆ اس سے قبل وہ خاص اپنے فنی اور علمی انداز سے اپنی بنیادی شاہکار کتاب - حجۃ اللہ

البالغہ - میں سیرت نبوی پر ایک باب لکھ چکے تھے جو ایک مختصر سیرت کا درجہ رکھتا ہے لیکن وہ عربی

میں تھا اور فنی لحاظ سے عوامی فہم سے بلند۔

☆ قرآن مجید کے سلیس و سادہ مگر انتہائی ادبی زبان میں ترجمہ کی طرح ڈالنے کے بعد

اس رسالہ سیرت کے ذریعہ عوام کے لئے سادہ و دلنشین اسلوب میں حضرت شاہ نے

سرور الحجرون لکھی جو ترجمہ ہوتے ہوئے بھی طبعزاد رسالہ سیرت ہے۔

فارسی ترجمہ - سرور الحجرون - میں حضرت شاہ نے بنیادی طور سے اپنے اصل متن کی

پیروی ضرور کی ہے مگر ان کی علمی عبقریت، فنی مہارت اور قرآن و حدیث کی خصوصی تربیت نے ان کو اس متن میں اضافہ و ترمیم کرنے پر بھی مجبور کر دیا ہے۔ حضرت شاہؒ نے خود اپنے مختصر ترین مقدمے میں اس رد و بدل کا بہت ہی مختصر حوالہ دیا ہے جس کے معانی کی تفہیم ذرا کم ہوئی۔ متاخرین نے حسب معمول حضرت شاہؒ کی عبقریت سے مرعوب ہو کر یہ لکھ دیا کہ انھوں نے امام ابن سید الناسؒ کی ضعیف و کمزور روایتوں کی جگہ صحیح اور طاقتور روایات لکھ دیں۔ یہ صرف آدھا سچ ہے۔ پورا سچ ہمارے تنقیدی تبصرہ میں تفصیل کے ساتھ ملے گا۔

مختصر یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت شاہؒ نے اچھے اضافات بھی کئے ہیں اور بعض ناقابل توجیہ قسم کے تصرفات اور غیر ضروری کتر بیونت بھی کی ہے۔ بہت سی کمزور روایتوں کو جوں کا توں قبول کر لیا ہے اور ان کو نہ صرف نکالا نہیں بلکہ ان پر نقد بھی نہیں کیا ہے۔ ہماری یہ بات چھوٹا منہ اور بڑی بات کے مصداق ہے تاہم سچی ہے، کبھی کبھی چھوٹے بھی بڑی کھری اور سچی باتیں کہہ جاتے ہیں۔ وہ ان کی جزوی فضیلت ثابت کرتی ہیں اور نہ کلی فضیلت، بلکہ وہ انھیں بزرگوں کی عطا کردہ تعلیم و تربیت اور تہذیب کا عطیہ خاص ہوتی ہیں۔ عالی ظرف اکابر ان پر اپنے خوردوں کی تحسین بھی کرتے ہیں اور حوصلہ افزائی بھی، صرف کم ظرف ان پر منہ بناتے اور برامانتے ہیں۔ اصل اسلامی کسوٹی کتاب و سنت کی عطا کردہ ہے، یہی ان بزرگانِ سلف نے سکھایا اور سمجھایا ہے۔ سیرتِ نبوی کے باب میں ہو یا کسی اور میدان میں، اصل عیار اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے، اس پر کھرا ترنا ضروری ہے، دوسرا کوئی عیار نہیں۔ ہمارے اکابر نے اس معیاری اور معتبر عیار کل سے ہٹ کر کوئی بات کہی ہے تو وہ قابلِ گرفت سے زیادہ قابلِ اصلاح ہے۔ ہمارے نقد و تبصرہ کا معیار و عیار یہی ہے اور اس کی سچائی اس موازنے سے معلوم کی جاسکتی ہے جو بطور ثبوت پیش کیا گیا ہے۔



خاکسار راقم کا ہمیشہ طریقہ نگارش یہی رہا کہ اکابر ہوں یا اصغر، ان کے کاموں کے تنقیدی تجزیے میں پورا ادب و احترام ملحوظ رکھا جائے اور سچی بات کہی جائے۔ کبھی یہ بات سمجھ میں نہ آئی، اور دعا ہے کہ کبھی سمجھ میں بھی نہ آئے، کہ بزرگوں کی خطاؤں کی پیروی کی جائے۔ نہ جانے کس بے ادب اور بے اصول نے یہ قاعدہ احترام مقرر کیا ہے کہ نہ صرف ان کی غلطیوں سے چشم پوشی کی جائے بلکہ ان کی توجیہ و تاویل کر کے اور اندھی تقلید کا ثبوت دیا جائے۔ یہ اکابر پرستی تو ہے ہی، حق کا خونِ ناحق ہے۔ بلکہ، خاکم بدہن، اللہ اور اس کے معظم و مکرم رسول اللہ ﷺ کی شانِ عظمت میں گستاخی اور اسلامی روایتِ نقد و تصحیح کی توہین بھی ہے۔

(۲)

اس مطالعہ سیرت اور علمی پیشکش کی چند لائق توجہ جہات ہیں جن کا ذکر کرنا اس پیش لفظ میں ضروری ہے تاکہ کتاب کے مطالعہ کا صحیح رخ متعین ہو جائے اور زاویہ نگاہ درست ہو جائے اور مطالعہ کے اختتام پر خاکسار نہ پیشکش کا مقام بھی سمجھ میں آجائے۔ اس مطالعہ سیرت کے چار بنیادی ابواب یا ارکان ہیں:

☆ اول رکن اصل عربی متن ہے جو امام ابن سید الناس کا تحریر کردہ ہے۔ اس کے بارے میں خود مولف گرامی کا دعویٰ ہے کہ اپنی مفصل کتاب سیرت "عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسير" لکھنے کے بعد اس کی تلخیص اس رسالہ میں کی ہے۔ متاخرین نے بالعموم ان کے اس دعویٰ کو قبول کر لیا ہے۔ ہمارا تقابلی اور تنقیدی مطالعہ اس کو قبول کرنے میں مانع ہے۔

بہر حال وہ مختصر ترین متن سیرت نبوی یا صحیح معنی میں خلاصہ سیرت ہے۔ اپنی زبان و بیان

کے اعتبار سے بہت معیاری ہے۔ اس کے علاوہ اس کی دوسری خصوصیات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

نور العیون کا مختصر سیرت اپنی مقبولیت کے باوجود ذرا کم شرمندہ طباعت ہوا ہے۔

۱۹۵۳ء میں وہ مصر سے شائع ہوا تھا اور ممکن ہے کہ اس کی دوسری طباعتیں بھی ہوں مگر وہ دستیاب نہیں

ہیں۔ البتہ اس کے مخطوطات خوب ملتے ہیں۔ ہمارا پیش کردہ متن ایک مخطوطہ ہی پر مبنی ہے۔ اس کی حتی الامکان تصحیح کی گئی ہے مگر تدوین متن کے لئے مختلف مخطوطات سے اس کا موازنہ اور تدوینی اختلافات کو پیش نظر نہیں رکھا گیا کیونکہ وہ ایک دوسرا کام ہے جو شاید بعد میں انجام دیا جاسکے۔

عربی متن کی مختلف فصول کو قائم کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض مخطوطہ میں موجود ہیں اور بعض کا اضافہ کیا گیا ہے۔ خاکسارانہ اضافات کو کھڑے قوسین [ ] سے ظاہر کیا گیا ہے۔

ہر فصل کو الگ الگ رکھا گیا ہے تاکہ ہر ایک کا موضوع واضح رہے، دوسرے اس کے فارسی ترجمہ ولی اللہی اور اردو ترجمہ خاکسار سے موازنہ کیا جاسکے۔ اس کے لئے تمام فصول نور العیون و سرور الحزون اور ایضاً المکنون کی فصول کے تمام عناوین اور سرخیاں یکساں ہی قائم کی گئی ہیں۔

تصحیح عبارت کے لئے پیشرو کتابوں بالخصوص امام محبت طبریؒ کے ”خلاصة السیر“ کی عبارتوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور کہیں کہیں مولف گرامی کی مفصل کتاب سیرت ”عیون الاثر“ اور بعض دوسری کتب سیرت سے بھی مدد لی گئی ہے۔

(۳)

حضرت شاہ کے ترجمہ سرور الحزون کا متن امام ابن سید الناس کے عربی متن کے بعد رکھا گیا ہے اور اس کی فصول کے عناوین اور سرخیوں کو قائم کیا گیا ہے۔ ہمارے نظر ”سرور الحزون“ کا مطبوعہ نسخہ ہے جو مطبع مجتہبی دہلی ۱۳۰۸ء کا شائع کردہ ہے۔ وہ بہت صحیح اور عمدہ نستعلیق میں چھاپا گیا ہے اور اپنے زمانہ کے لحاظ سے خاصا معیاری بھی ہے۔ مولانا آزاد لائبریری یونیورسٹی علی گڑھ کے حبیب گنج کلکشن سے اس کا فوٹو اسٹیٹ حاصل کیا گیا اور اس پر کام کیا گیا ہے۔ وہ دراصل مولانا حبیب الرحمن شیروانی کے ذخیرہ شیروانی کا ایک نادر و کمیاب نسخہ ہے جس پر حضرت موصوف کی تحریر مع دستخط موجود ہے۔ مولانا شیروانی ”ایک صاحب دل“

ایک صاحب نظر اور صاحب طریقت بزرگ ہونے کے علاوہ علم پرور اور علماء نواز شخصیت تھے۔ ان کا یہ بڑا کارنامہ ہے کہ انھوں نے اتنا عظیم ذخیرہ مخطوطات و مطبوعات جمع کیا اور اس سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس کو محفوظ کرنے اور اس سے استفادہ عام کرنے کے لئے اسے اپنی مادرِ درساگاہ کے حوالے کر دیا۔ ان کی یہ تحریر بطور تبرک نقل کی جاتی ہے: ”تشریف باشتراہ من تاجر دہلوی فی شہر جمادی الاخریٰ ۱۲۵۹ ہجریہ“ اور اس کے نیچے حضرت موصوف کے دستخط ہیں جن کو نہ جانے کیوں روسیاہی سے بدنما کر دیا گیا ہے۔ بہر حال ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت شیروانی نے ایک دہلوی تاجر سے اس کی خرید کے شرف سے مشرف ہونے کی بات عربی میں کہی ہے جبکہ وہ کتاب فارسی کی ہے۔

سرور المحزون کے متن فارسی کے اندر فصول کے عناوین بالکل نہیں ہیں اور جو ہیں وہ اصل عبارت کے ہیں اور ان کو بطور عناوین کہیں کہیں واضح کر دیا گیا ہے۔ اس لئے یکسانیت متون ثلاثہ اور وضاحت کے لئے ان کی فصول بھی قائم کی گئی ہیں اور ان کو متن سے [ ] کے ذریعہ ممتاز کر دیا گیا ہے۔ اس کام میں مطبوعہ نسخہ کے حواشی، میمنہ و میسرہ پر ثبت عناوین سے بھی مدد لی گئی ہے بلکہ بیشتر جگہ انھیں کو محفوظ رکھا گیا ہے۔

تصحیح متن فارسی کے لئے مختلف مخطوطات سے مدد لی جاسکتی تھی جن میں سے کم از کم تین مولانا آزاد لائبریری کے شعبہ مخطوطات میں موجود ہیں: ۱۔ حبیب گنج کلکشن فارسی ۱۳/۹، ورق: ۴۰، سطر: ۱۳، سائز: ۱-۹x۶-۶؛ ۲۔ جواہر میوزیم کلکشن فارسی ۱/۱۶، اوراق: ۲۳، سائز: ۱x۶-۸؛ ۳۔ سبحان اللہ کلکشن ۵۰/۹۲۰ ف ضمیمہ، اوراق: ۳۲۔ ان مخطوطات کے اور مطبوعہ نسخہ کے تقابلی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ بعض لفظی اختلافات کے باوجود مطبوعہ نسخہ بالکل صحیح ہے۔ اس کی صحت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنے اصل عربی متن سے بالکل مطابقت معنوی اور ترتیب لفظی رکھتا ہے۔

بعض اختلافات دراصل تصرفات شاہ ہیں یا حسب معمول تصرفات کاتبین کرام۔

مذکورہ بالا تینوں مخطوطات میں سے صرف موخر الذکر (سبحان اللہ کلکشن مخطوطہ) میں ترقیم ملتا ہے جو بہت قیمتی ہے۔ اس کے کاتب واحد علی نامی ایک طالب العلم تھے جنہوں نے ”مولانا مرشدنا فضل العلماء اکمل الفضلاء بلادنا المشہر حضرت مولوی شمس الدین صاحب بسط اللہ طلب فیض کرامتہ علینا“ کے ”حسب الارشاد“ لکھا تھا۔ مخطوطہ کی تاریخ کتابت مذکور نہیں ہے۔ مگر اس سے زیادہ قیمتی اور نادر و نایاب تاریخ تالیف سرور الحجرون ہے جو ۱۱۴۸ھ ہے جیسا کہ ترقیم کی اولین عبارت ہے: ”ترقیمہ: باتمام رسید نسخہ سرور الحجرون ترجمہ نور العیون از تصانیف شاہ ولی اللہ صاحب، در سیر نبی و احوال الرسول غفر اللہ له و لوالدیہ ۱۱۴۸ھ از ہجرت پیغامبر ﷺ، الحمد للہ علی ذلک و افضل الصلوات و اکمل التحیات علی اخص خلقہ محمد ﷺ و آلہ اجمعین“۔ اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت شاہ نے سرور الحجرون کی تالیف ۱۱۴۸ھ/۱۷۳۵ء میں کی تھی یعنی اپنی وفات ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء سے قریب قریب چھبیس سال پہلے۔ عیسوی تقویم سے ۱۱۴۸ھ ہجری کا سال ۲۴ مئی ۱۷۳۵ء اور ۱۲ مئی ۱۷۳۶ء کے درمیان پڑتا ہے۔ بہر حال یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ اول الذکر سنہ عیسوی ۱۷۳۵ء کی تالیف ہے۔ اس طرح وہ حضرت شاہ کی ابتدائی عمر تالیف کا کارنامہ معلوم ہوتا ہے جب حضرت شاہ کی عمر محض ۳۴ سال تھی۔

ایک قیاس یہ ہے کہ اس رسالہ سیرت کی فارسی تالیف حضرت شاہ کے شاہکار حجۃ اللہ البالغہ کی تالیف کے معا بعد ہی وجود میں آئی تھی۔ اس کے متعدد قرائن ہیں۔ حضرت شاہ کی کتاب حجۃ، جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے، ان کی حرمین شریفین سے واپسی کے معا بعد شروع ہوئی اور تین سال کی محنت شاقہ کے بعد تکمیل کو پہنچی۔ وہ بہر حال ۱۱۴۸ھ/۱۷۳۵ء کے وسط تک نہ صرف

مکمل ہی ہوئی بلکہ مقبول عام و خواص بن گئی تھی۔ اس کتاب شاہکار کے اواخر میں حضرت شاہ نے ”سیر النبی ﷺ“ کے عنوان سے ایک شاندار باب لکھا ہے۔ وہ حکیمانہ اسلوب و دقیق انداز کا رسالہ سیرت ضرور ہے مگر عام فہمی سے کافی بلند۔ لہذا حضرت شاہ کے احباب و تلامذہ اور دوسرے دوستوں نے امام ابن سید الناس کے رسالہ سیرت کے فارسی ترجمہ کی درخواست اسی زمانے میں کی ہوگی اور حضرت شاہ نے اسے ایک مختصر مدت - دو چار دنوں کے اندر ہی - مکمل کر دیا ہوگا کہ وہ کوئی مشکل کام نہ تھا۔ بہر حال ان قرآن اور مخطوطہ سبحان اللہ کی واضح تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ سرور الحجرون ۱۱۲۸ھ / ۱۷۳۵ء ہی کی تالیف ہے (ملاحظہ ہو: مضمون خاکسار: ”حجۃ اللہ البالغہ کا سنہ تالیف“ مشمولہ ”حجۃ اللہ البالغہ - ایک تجزیاتی مطالعہ“، مرتبہ خاکسار، شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، مارچ ۲۰۰۲ء، ۱-۱۰، بالخصوص ۷-۸)۔

(۴)

”سرور الحجرون“ کی تالیف کا مقصد یہ تھا کہ عام اہل علم اور عربی سے نابلد افراد و طبقات ایک شاندار خلاصہ سیرت کے مضامین سے واقف ہو سکیں اور ان کو ایک مختصر کتابچہ میں ان کے محبوب و مکرم رسول ﷺ کی حیات طیبہ کے مختلف گوشوں سے بہ سہولت و خوبی واقفیت ہو جائے کیونکہ حضرت شاہ کے زمانے تک عربی خواص بلکہ اخص النخواس کی زبان بن کر رہ گئی تھی۔ اب یہ زمانہ آن لگا ہے کہ فارسی کو جاننے والے بہت کم رہ گئے، عوام کی زبان صرف مسلم اقلیت کی ایک اقلیت کی زبان اردو رہ گئی ہے۔ عام طلبہ و طالبات اور جدید تعلیم یافتہ بھی اس سے ناواقف ہوتے جا رہے ہیں، وجہ صرف ہماری نادانی ہے۔

بہر حال عربی و فارسی سے نابلد افراد و طبقات اور ان میں سے اردو خواص کے لئے کئی اردو

تراجم کئے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض یا سب مترجمین حضرات نے حضرت شاہ کی تالیف لطیف کا

ترجمہ اپنی زبان میں برائے تبرک و حصول سعادت بھی کیا ہوگا۔ یہ اردو تراجم حسب ذیل ہیں:

- ۱- ”عین العیون“ کے عنوان سے ابوالقاسم بن عبدالعزیز ہسوی کا ترجمہ جو ٹونک سے ۱۲۷۱ھ میں چھپا تھا۔ ۲- الکنز المکنون کے نام سے مولا بخش چشتی کا ترجمہ جو ستارہ ہند دہلی سے ۱۳۱۵ھ میں شائع ہوا تھا۔ ۳- ”الذکر المہمون“ کے عنوان سے عاشق الہی کا ترجمہ جو مطبع دہلی سے چھپا تھا۔ تاریخ طباعت نہیں معلوم ہو سکی۔ ۴- محمد عبدالرزاق نے ”گوہر مخزون“ کے نام سے اردو ترجمہ کیا تھا، تاریخ طباعت نہیں معلوم۔ ۵- خلیفہ محمد عاقل نے ”سیرت الرسول“ کے نام سے ترجمہ کیا، وہ دارالاشاعت کراچی سے شائع ہوا۔ ۶- عزیز ملک نے ”سید المرسلین“ کے نام سے لاہور ۱۹۷۶ء سے اپنا اردو ترجمہ شائع کیا۔

ممکن ہے کہ بعض دوسرے اردو تراجم بھی ہوئے ہوں اور ہمارے علم میں نہ آسکے۔ ان میں سے کوئی بھی اردو ترجمہ کوششِ بسیار کے باوجود دستیاب نہیں ہو سکا۔ کم از کم علی گڑھ میں موجود نہیں، کتب خانے میں اگر فہرست مطبوعات میں موجود ہے تو بھی دستیاب نہیں ہو سکا۔

ان سب کے باوجود خاکسار نے ایک نئے ترجمہ کی ضرورت محسوس کی۔ کچھ تو اس وجہ سے کہ وہ قدیم تراجم ہیں اور ان کی زبان و بیان قدیم ہے۔ کچھ اس بنا پر کہ ہمارے ادارہ سے ان تینوں کا بیک وقت اجراء و اشاعت ہوتا کہ اصل عربی متن، اس کے فارسی ترجمہ شاہ اور اس کے اردو ترجمہ خاکسار کا سہ آتشہ بیک وقت ہر ایک کے لئے دستیاب ہو۔ اردو ترجمہ میں یہ حقیقت واضح کرنی ضروری ہے کہ وہ حضرت شاہ کے فارسی ترجمہ کا جدید اردو ترجمہ ہے، نور العیون کا براہ راست ترجمہ نہیں، اس سے ہمیں کوئی مطلب نہیں اور اگر ہے تو حضرت شاہ کے حوالے سے ہے۔ اردو ترجمہ میں فارسی متن کی وفادارانہ پیروی کی گئی ہے اور سلیمس و سادہ زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ سب اردو داں سمجھ سکیں۔

اصل عربی متن، اس کے فارسی ترجمہ اور فارسی کے اردو روپ کو اسی ترتیب سے اس کتاب کے اواخر میں رکھنا مناسب سمجھا ہے۔ بحیثیت مرتب و مترجم خاکسار نے یہ ضروری جانا کہ اس پر ایک مفصل و مدلل مقدمہ لکھا جائے جس میں تحلیل و تنقید بھی پوری ہو۔ یہ خاکسارانہ پیشکش ہے لہذا اس کی خصوصیات و اوصاف کا بیان قلم خاکسار سے اپنے منہ مٹھومیاں بننے کے مرادف ہوگا لہذا ان کے بعض مباحث کی تھوڑی تھوڑی تفصیل دی جا رہی ہے تاکہ کاوشِ خاکسار کی جگر کاوی کا کچھ اندازہ دوسرے فرہادان جوئے علم کو بھی ہو جائے۔ ناقدین و مبصرین حضرات و خواتین کے لئے بھی صلوائے عام ہے کہ وہ اپنے تیران نقد و نظر کو کمان پر چڑھالیں۔

☆ سیرت نگاری کے اہم رجحانات کا مختصر تجزیاتی مطالعہ کر کے تلخیص نگاری پر کافی کلام کیا ہے اور نور العیون اور سرور الحجرون کا اس رجحان سے ربط و تعلق اور اس کا مقام و مرتبہ متعین کیا ہے۔

☆ مختصرات سیرت میں بطور خاص امام ابن سید الناس کے دو اہم پیشرووں۔ امام عبدالغنی مقدسی جماعی کی "سیرۃ النبی" اور امام محبت طبری کی تلخیص "خلاصۃ السیر" کا تحلیلی مطالعہ کیا ہے۔ ان تینوں امامان اختصار و تلخیص کے مناہج تالیف سے بھی بحث کی ہے۔

☆ حضرت شاہ کے فارسی ترجمہ "سرور الحجرون" کا ان مذکورہ بالا مختصرات سیرت سے تقابلی مطالعہ کیا ہے اور حضرت شاہ کے طریقہ تالیف اور اس کے امتیازات سے بحث کی ہے۔

☆ تنقیدی تجزیہ خاکسار میں حضرت شاہ کے اضافات و تصرفات سے بحث کرتے ہوئے ان کے منفی پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ بعض تنقیدیں خاصی سخت معلوم ہوتی ہیں تاہم ان کی صحت پر شبہ نہ کرنے کے لئے اصل مآخذ و متون کو پیش کر دیا گیا ہے۔ "نقصانات ترجمہ شاہ" اور "استدراک شاہ کا فقدان" میں کافی مواد تنقید موجود ہے جو بزرگوں کو ان کے اپنے معیار کے شکنجے میں کستا ہے۔

☆ تقابلی و تنقیدی مطالعہ سے نور العیون اور سرور المحزون دونوں کے بنیادی ماخذ کی نشاندہی بہت سے شواہد کے ساتھ کی گئی ہے۔

ان تمام تنقیدی تجزیوں کا مقصد بہت واضح ہے۔ کسی کتاب کا ترجمہ یا ترجمانی کا معاملہ درپیش ہو، علمی دیانت اور اسلامی روایت کا تقاضا ہے کہ ”اصل“ کو جوں کا توں پیش کر دیا جائے، اس کے متن میں تصرف نہ کیا جائے، کم از کم اس کی کسی عبارت کو ساقط نہ کیا جائے، اضافہ و ترمیم کی وضاحت کر دی جائے، غلط یا غیر صحیح روایت کو نقل کر کے اس پر نقد کیا جائے اور صحیح روایت پیش کی جائے۔ یہ کسی مصنف یا مترجم یا شارح کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اصل متن میں خرد برد کرے۔ یہ مقصود نہیں کہ اصل سے اختلاف علمی و اسلامی نہ کیا جائے، ضرور کیا جائے، مگر اپنی رائے و تبصرہ اور تجزیہ و تنقید کو متن کی جگہ نہ دی جائے۔ ایسی ہر حرکت گرفتاری ہے، خواہ ذمہ دار کوئی بھی ہو۔

(۶)

شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل کے قیام سے اب تک چھ برسوں میں خاکسار راقم نے کئی کتابیں لکھیں یا مرتب کیں۔ ان میں ”شاہ ولی اللہ کا فلسفہ سیرت“ اولین کوشش ہے جو مذکورہ سیل کے افتتاح کے موقعہ پر پیش کی گئی تھی۔ یہ ۲۰۰۰ء کی بات ہے۔ اس کے بعد شاہ ولی اللہ سیمیناروں کا مبارک سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلا سیمینار حضرت شاہ کی شاہکار کتاب ”حجۃ اللہ البالغہ“ پر منعقد کیا گیا۔ ۲۰۰۱ء کے اس بین الاقوامی سیمینار میں ملکی علماء اور دانشوروں کی ایک قابل ذکر تعداد کے علاوہ ایران، پاکستان وغیرہ کے متعدد اہل فکر و دانش نے حصہ لیا اور اپنے گراں قدر خطبات و مقالات سے ادارہ کی توقیر اور مذاکرہ کا معیار بڑھایا۔ اس سیمینار کے چیدہ مقالات کو ”حجۃ اللہ البالغہ“ ایک تجزیاتی مطالعہ“ کے عنوان سے مرتب کر کے ۲۰۰۲ء میں شائع کیا گیا اور اس سے قبل خاص سیمینار کے موقعہ پر خاکسار راقم کا ایک مختصر جامع کتابچہ ”حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی۔ شخصیت



و حکمت کا ایک تعارف“ پیش کیا گیا۔ اسی موقعہ پر اس کے دو انگریزی اور عربی تراجم بھی سامنے آئے: انگریزی ترجمہ محترم پروفیسر عبدالرحیم قدوائی مدظلہ کے قلم سے ہے اور عربی ترجمہ عزیزم ڈاکٹر علیم اشرف علی جاسی کے قلم سے۔ دونوں بزرگ و خورد عمر کے تفاوت کے باوجود اپنے اپنے مقام پر علوم اسلامی کے تبحر عالم بھی ہیں اور صاحب طرز اہل قلم بھی۔ ادارے کو ان کی مزید خدمات کی ضرورت ہے، خاکسار راقم پر تو ان کے کرہائے بے پایاں ہیں۔

اس کے بعد کچھ ایسی صورت حال پیدا ہوئی کہ سیمینار تو ہوتے رہے مگر ان کے مقالات کے چھپنے کی نوبت نہ آسکی۔ کسی اور کا دوش نہیں، صرف خاکسار راقم کی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی مصروفیات اور حالات کی ستم ظریفی اس قصور کی ذمہ دار ہیں۔ بہر حال دوسرے برسوں میں بالترتیب ولی اللہی سیمیناروں کے موضوعات تھے: شاہ ولی اللہ کا تصوف ۲۰۰۳ء؛ شاہ ولی اللہ کی خدمات حدیث ۲۰۰۲ء؛ شاہ ولی اللہ کی فقہی خدمات و عطایا۔ خوش قسمتی سے شاہ صاحب کی خدمات حدیث پر خاکسار راقم نے ”حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی خدمات حدیث“ کے نام سے ایک تحقیقی و تنقیدی ضخیم کتاب پیش کی جو ان کے مسوئی و مصنفی کا تجزیاتی مطالعہ ہے۔ ان کی کتب و رسائل تصوف میں احادیث کی ایک صوفیانہ شرح بھی ملتی ہے جو کتاب حجہ جیسی ہے۔ اس پر ایک کتاب خاکسار تیار ہے اور جلد ہی پیش کی جائے گی۔ بیچ کے خالی برسوں کے علمی خلاء کو پُر کرنے کے لئے امسال کے ولی اللہی سیمینار ”حضرت شاہ ولی اللہ کی خدمات سیرت و تاریخ“ کے موقعہ پر یہ مطالعہ سیرت مرتب کر کے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ خدمات حدیث کی اشاعت کی طرح یہ اشاعت بھی حضرت شاہ ولی اللہ اکیڈمی پھلت کے صاحب دل، صاحب طریقت اور صاحب علم و سخا حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی مدظلہ العالی کے فعال تعاون کی مرہون منت ہے۔ حضرت موصوف کے دوسرے مبرات و احسانات بھی ہیں جو ولی اللہی سیمیناروں کے انعقاد کی

ہمت دلاتے ہیں۔ ورنہ اربابِ جامعہ تو حوصلہ شکنی پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ جامعہ شاہ ولی اللہ پھلت کے دوسرے مخلص کارکنان بالخصوص مولانا محمد طاہر ندوی اور مولانا وصی سلیمان ندوی بھی ہمارے معاونین خیر ہیں۔ امید ہے کہ ان کے احسانات کا سلسلہ برابر جاری رہے گا۔

## (۷)

آخر میں سب محسنوں اور معاونوں کا شکر یہ ادا کرنا واجب اور ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ہمارا زبانی و علمی شکر یہ تو محض خانہ پری ہے۔ ان کے احسان و تعاون کا اصل صلہ اور اجر و ثواب تو صرف اللہ رب العالمین ہی عطا کر سکتا ہے اور یقیناً عطا کرے گا کہ وہ اس کا وعدہ ہے۔

☆ لہذا سب سے پہلے اللہ رب العزت کا شکر و حمد کرتا ہوں کہ اس نے فضلِ خاص سے نوازا، توفیقِ خدمتِ ارزانی کی اور بندہ پروری کی۔

☆ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں آپ کے شایانِ شان درود و صلوات کے بعد شکر گزاری اور احسانِ مندی کا اظہار کرتا ہوں کہ آپ ﷺ ہی کے وسیلہ سے یہ تمام نعمتیں ملیں، یہ تمام خدمتیں میسر آئیں اور یہ تمام علمی سوغاتیں ارزانی ہوئیں۔

☆ تمام بزرگ، سلف و خلف، محدثین، اہل سیر اور علماء اسلام کا احسان بھی سرگور انبار کرتا ہے کہ وہ نہ ہوتے اور ان کی علمی خدمات نہ ہوتیں تو ہم خلف کیا کرتے، ہمارا علم بھی ناقص ہوتا اور ہمارا کام بھی ادھورا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کو اپنے فضل سے نوازے گا۔

☆ اپنے والدین ماجدین۔ مولوی انعام علی رحمہ اللہ اور بی بی تسلیم۔ کا ہمیشہ احسان مند رہوں گا کہ ان کا لختِ جگر ہی نہیں، ان کا پروردہ اور تربیت یافتہ ہوں۔ ان کے احسانات کا ایک شمع بھی ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ بس دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمتِ خاص سے نوازے۔

☆ اپنے تمام اساتذہ کرام، دوسرے محسنین اور معاونین کا شکر گزار ہوں کہ ان کی کرم

فرمائیوں نے ذرہ نوازی کی مثال قائم کی۔

☆ خاص احسان شناسی اور شکر گزاری اہلیہ محترمہ - شمس النساء یاسمین - کی محبت و

خدمت کے نام ہے۔

☆ تمام اولاد و طلبہ اور تلامذہ کا بھی ان کی محبت و خدمت اور رفاقت کے لئے شکر گزار

ہوں۔ بالخصوص احمد معین سلمہ کا جو خدمتگاری اور محبت فشرانی کی صورت میں کمپوزنگ کر کے تمام

مشکلات سے بچاتے ہیں۔ طلبائے عزیز میں عزیزم جمشید احمد ندوی سلمہ کا خاص ممنون رہتا ہوں کہ وہ

تصحیح اغلاط کے مشکل کام سے عہدہ برآ ہی نہیں ہوتے، یوں بھی اپنی خدمتوں سے نوازتے ہیں۔

عزیز مکرم نے امام ابن سید الناس کے مخطوطہ نور العیون کو نقل کر کے اسے پیش کرنے کے لائق بنایا۔

دراصل وہ آدھے مصنف اس کتاب کے ہیں۔ عزیز گرامی مولانا شبیر احمد قاسمی سلمہ کا بھی شکر گزار

ہوں کہ انھوں نے سرور المحزون کی کمپوزنگ کی اصلاح میں ہاتھ بٹایا اور دوسری خدمات انجام دیں۔

☆ ادارہ علوم اسلامیہ کے تمام رفقاء کرام بالخصوص شعبہ کے موجودہ سربراہ پروفیسر سید

احسن صاحب مدظلہ کا بھی ممنون ہوں کہ وہ توقیر کبیر کے راز سے واقف، تعاون و محبت کی لطافت

کے حامل اور عقیدت و احترام کی کارگزاری سے آگاہ ہیں۔

☆ حسب دستور ادارہ علوم اسلامیہ کے محبت آگیں لائبریرین کبیر احمد خاں صاحب

کی امداد و تعاون سے زیادہ ان کی محبت و عقیدت کے لئے سراپا سپاس ہوں۔ وہ اور ان کے تمام

رفقاء حسن خدمت کا پیکر، محبت فاتح عالم کے نمونے اور جمال کردار و گفتار کے غازی ہیں۔

خادم علم و علماء

محمد یسین مظہر صدیقی

الامین - ۶۴ - احمد نگر، علی گڑھ

۳ رجب المرجب

۳۰ جولائی ۲۰۰۶ء

تقديم



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سیرت نگاری کے اہم رجحانات

تیسری صدی ہجری / نویں صدی عیسوی کے اختتام تک سیرت نبوی کا مواد قریب قریب پورا جمع ہو چکا تھا۔ اس پر مختلف ماہرین فن نے اپنی اپنی طبعزاد کتابیں لکھیں۔ سیرت نبوی کے یہ بنیادی مصادر و مآخذ ہیں اور یہی سمجھے بھی جاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ سیرت نبوی کے صرف دو بنیادی محور ہیں: ایک کی بنیاد امام ابن اسحاق (محمد بن اسحاق ۸۵/۷۰۴ - ۱۵۰/۷۶۷) نے ڈالی اور اس کو دوام بخش دیا۔ بعد کے تمام سیرت نگاروں نے ان کی ہی امامت میں اور ان کے ہی مواد پر اپنی کتب سیرت مرتب کیں۔ امام ابن ہشام (عبدالملک بن ہشام، م ۲۱۸/۸۳۳) نے سیرت ابن اسحاق کی تلخیص و تہذیب کر کے اسے رواج عام دیا۔ ان کی تہذیب سیرت ابن اسحاق اپنی جگہ کلاسیکی بنیادی مآخذ بن گئی اور ایک وقت ایسا آیا کہ اس نے سیرت ابن اسحاق کی جگہ لے لی۔ شہرت و مقبولیت نے ایک شدید نقصان یہ پہنچایا کہ سیرت امام ابن اسحاق صفحہ ہستی سے نابود ہو گئی۔ اس کے بعض قطعات بعض کتب خانوں سے ملے ہیں اور ان کو چھاپ بھی دیا گیا ہے لیکن وہ ہر طرح سے ناقص ہیں۔ اب سیرت ابن اسحاق صرف سیرت ابن ہشام میں زندہ ہے۔

دوسرا بنیادی محور امام واقدی (محمد بن عمر بن واقد، ۱۳۰/۷۴۷ - ۲۰۷/۸۲۳) نے اپنی کتاب سیرت میں فراہم کیا۔ وہ ابن اسحاق کے متوازی چلتا ہے۔ واقدی کی کتاب سیرت بھی

عجب اتفاق ہے بالکل کھوئی گئی۔ آج اس کی صرف ”کتاب المغازی“ موجود و متداول ہے۔  
 بقیہ دو اجزاء کتاب ناپید ہیں۔ وہ مخطوطات کی شکل میں ملتے ہیں، نہ مطبوعات کی صورت میں۔  
 یہ بھی قضا و قدر کا عجب فیصلہ ہے کہ امام واقدی نے اپنی کتاب کو امام ابن اسحاق کے نمونہ پر مبنی  
 کر کے تین اجزاء میں تقسیم کیا تھا، وہ تھے:

۱- کتاب المبتدا / التاريخ ۲- کتاب المبعث ۳- کتاب المغازی

بس فرق یہ ہے کہ کتاب المبتدا کے نام سے اولین جزء ابن اسحاق کی سیرت کا تھا اور  
 اسے واقدی نے کتاب التاريخ بنا دیا تھا۔ موضوع و مواد کے لحاظ سے دونوں میں کوئی فرق و امتیاز  
 نہ تھا۔ اولین حصہ ابتدائے آفرینش سے بعثت نبوی تک کے احوال و واقعات انبیاء و اقوام سے  
 بحث کرتا ہے اور دوسرا بعثت نبوی کے واقعات سے اور تیسرا مغازی و سرایا پر توجہ مرکوز رکھتا ہے  
 لیکن اس میں مدنی عہد کے دوسرے سیاسی، سماجی اور تہذیبی واقعات بھی شامل ہیں۔

ایک تیسرا محور امام موسیٰ بن عقبہ (۵۵/۶۷۵-۱۳۱/۷۵۸) کا تھا جو اپنے دور میں اور بعد  
 کے اسلامی ادوار میں کافی مقبول و معتبر رہا۔ محدثین اور اہل سیر دونوں نے ان کی روایات و اقوال کو  
 بہت درخور اعتناء سمجھا۔ مگر ان کی کتاب سیرت جلد ہی اپنا وجود کھو بیٹھی اور اس کے مخطوطات اور قلمی  
 مطبوعات ایسے ناپید ہوئے کہ اب صرف نام باقی ہے۔ بعض متاخرین کی کتابوں میں ان کی روایات  
 سیرت و تاریخ ملتی ہیں۔ ان کو بعض اہل علم نے جمع کر کے مدون بھی کر دیا ہے۔ مگر وہ بہر حال سیرت  
 نبوی کا پورا تناظر نہیں پیش کرتیں۔ روایات کے مطابق موسیٰ بن عقبہ کی کتاب سیرت خاصی مختصر تھی۔

کہنے کو تو اور بھی بنیادی محوروں کا نام لیا جاسکتا ہے لیکن اصلاً اب صرف دو محور یا سوتے  
 ہیں: ابن اسحاق اور واقدی۔ بعد کے تمام سیرت نگاروں بلکہ امامان فن نے ان ہی دونوں محوروں /  
 ماخذوں پر کامل بھروسہ کیا ہے البتہ کہیں کہیں وہ دوسرے ماخذ سے بھی روایات و اخبار، اقوال و آراء

اور نقد و تبصرے لے آتے ہیں جیسے متاخرین اہل قلم ایک دو ماخذ پر بھروسہ کر کے کتب سیرت لکھ دیتے ہیں۔ متقدمین ہوں یا متاخرین، بہر حال وہ صاحبانِ علم و فضل ہیں اس لیے وہ دوسرے بہت سے ماخذِ علم سے روایات و اخبار و اقوال لے کر اپنی اپنی کتابوں میں انفرادیت کے پیوند لگاتے ہیں لیکن بنیادی معلومات صرف ان ہی دونوں ”ماخذین“ سے حاصل کی جاتی ہیں۔

جامع روایات اور قاموسی کتب کے مصنفین کرام نے ایک عظیم الشان کارنامہ یہ انجام دیا کہ بنیادی ماخذ۔ ابن اسحاق اور واقدی۔ کی روایات و اخبار زیادہ سے زیادہ اپنی کتابوں میں محفوظ کر دیں۔ ان کو اس وقت اصل کتب دستیاب تھیں۔ ابن ہشام کی تہذیب کے علاوہ ابن اسحاق کی متروکہ روایات و اقوال کے ساتھ ساتھ واقدی کی مفقود روایات بھی ان کے ہاں موجود ہیں۔ حافظ کلاعی (سلیمان بن موسیٰ، م ۶۳۴/۱۲۳۶)، امام ابن کثیر (اسمعیل بن عمرو مشقی، م ۷۷۴/۱۳۷۳) اور حافظ ابن حجر عسقلانی (احمد بن علی، م ۸۵۲/۱۴۴۸) کی کتابوں میں کثرت سے وہ روایات موجود ہیں۔ ان کی بنیاد پر ابن اسحاق کی سیرت تو شاید اتنی مرتب و مکمل نہیں کی جاسکتی مگر واقدی کی گمشدہ ”کتاب التاريخ و المبعث“ کے بیشتر حصے بازیافت کئے جاسکتے ہیں۔

تیسری صدی / نویں صدی کے بعد بہت عظیم الشان کتب سیرت لکھی گئیں اور ان کی شروح و حواشی بھی مرتب ہوئے اور ان میں سے بعض معلومات کی کثرت و جامعیت اور تشریح و تعبیر کی معنویت و ندرت کے سبب اپنی جگہ خود کلاسیکی بن گئیں جیسے ابن ہشام کی سیرت کی شرح سہیلی۔ الروض الانف۔ جو اب شرح کے مقام سے بلند ہو کر ایک بنیادی ماخذ سیرت بن گئی ہے اور اسی حیثیت سے اب اس کا مقام متعین کیا جاتا ہے۔ لیکن بہر حال انھیں دونوں بنیادی ماخذ پر مبنی ہے اگرچہ اس میں اسلامی کتب خانے کی بیشتر کتابوں کا عطر کشید کر کے بھر دیا گیا ہے۔ اسی بنا پر اب اس کو کسی طور سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔



”ماخذ میں شریفین“ کے بعد جو کتب سیرت مرتب کی گئیں ان میں سے بہت سی ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں لیکن وہ بھی بنیادی طور سے ابن اسحاق و واقدی ہی پر مبنی ہیں۔ ان کی خصوصیت یا ماخذیت یہ ہے کہ انھوں نے حدیث و سیرت، تاریخ و سوانح اور دیگر علوم کی اہمات کتب سے ان میں قابل قدر اضافے کئے ہیں اور اپنی تعبیر و تشریح سے انھیں نئی جہات عطا کی ہیں جن کی بنا پر متاخرین کے لئے ان سے استفادہ ناگزیر ہو گیا ہے، حالانکہ وہ بنیادی معلومات فراہم نہیں کرتیں صرف دہراتی ہیں۔ امام ابن کثیر کی سیرت نبوی یا بعض دوسرے متاخرین فن جیسے امام ابن حزم اور امام ابن عبدالبر وغیرہ کی کتابوں سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح بعض متخصصین فنون نے خاص زاویوں سے اسی قدیم و معلوم مواد کو مرتب کر کے اسے نئی جہت دے دی اور ایک نیا گوشہ سیرت نبوی کا نکھار دیا اور اجاگر کر دیا جیسے قاضی عیاض کی کتاب الشفاء اور امام ابن قیم کی زاد المعاد وغیرہ ہیں۔

متاخرین کا دور سعید ہو یا ہم جیسے کم علموں کا دور جدید، کتب سیرت کافی تعداد میں ہر دور میں لکھی جاتی رہی ہیں۔ ان میں سے متعدد متاخرین کی کتابوں نے فنی جلالت حاصل کی ہے اور جدید سیرت نگاروں کے بعض کارنامے قابل ستائش ہیں۔ ان کی وجہ صرف یہی ہے کہ ان میں سے متعدد نے بعض دوسرے ماخذ سے نئی معلومات اپنی کتابوں میں پیش کر کے مواد کو قیمتی بنایا ہے۔ منفرد اور محقق سیرت نگاروں نے اپنے تنقیدی اور تجزیاتی مطالعہ سے ان کی عظمت و جلالت قائم کی اور مرتبہ اعتبار بخشا ہے۔ ایسے ہی منفرد اور محققانہ کاموں کو شہرت و قبولیت بھی ملی اور فن سیرت کا افتخار بھی بڑھا۔ جوان میں معلومات کی ندرت نہ لاسکے، تعبیر و تشریح کی نئی جہت نہ پیدا کر سکے، نقد و تبصرہ سے اسے زیادہ سبب نہ بنا سکے اور زبان و طرز ادا کا جادو نہ جگا سکے ان کا کام محض تبرک بن کر رہ گیا۔ موجودہ دور میں بھی اور بعد کے آنے والے ادوار میں بھی وہی کتب سیرت اپنا مقام بنا سکیں گی جو تجزیہ و تحلیل اور

تقید و تبصرہ کے دشوار و جان گسل مراحل سے گذر سکیں اور جو معلومات و واقعات کو ایک نیا تناظر دے سکیں۔ ان میں سے بعض اپنی خصوصیات و صفات کے سبب مآخذ کا درجہ اختیار کر سکتی ہیں اور حقیقت میں کر بھی گئی ہیں اور آئندہ بھی انفرادیت و معنویت ہی ان کو یہ پایہ استناد و افتخار بخشے گی۔

### مختصراتِ سیرت

تیسری/نویں صدی کے بعد ہی سے سیرت نگاری کا ایک نیا رجحان تلخیص نگاری کی صورت میں منظرِ عام پر آیا۔ اگرچہ تکنیکی طور سے ابن ہشام نے تیسری/نویں صدی ہی میں اس کی طرح ڈال دی تھی جب انہوں نے سیرتِ ابن اسحاق کی تلخیص و تہذیب کی تھی۔ بعد کی صدی میں اور اس کی جانشین صدیوں میں تلخیص نگاری نے فن کی صورت اختیار کر لی اور نئے برگ و بار سیرت پیدا کئے۔ تلخیص نگاری کی بنیادی وجہ اور اس کی مقبولیت کی اصلی بنا یہ معلوم ہوتی ہے کہ مؤلفین سیرت کے سامنے طبعزاد تالیفات کا میدان اب تنگ ہو چکا تھا اور وہ اس میں زیادہ فنی جولانیاں نہیں دکھا سکتے تھے اس لئے وہ بنیادی مآخذ یا مشہور کتب کی تلخیص کی طرف مائل ہوئے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ ضخیم و مفصل تالیفاتِ سیرت کے مطالعہ و تدریس کے لئے وقت و صلاحیت دونوں کی ضرورت تھی جو نادر ہوتے جا رہے تھے۔ ایک تیسری وجہ یہ بھی بہت اہم تھی کہ سیرتِ نبوی کے بنیادی مواد کے حفظ و یادداشت کے لئے خلاصے زیادہ درکار تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حفاظِ حدیث اور معلمین سیرت نے طلبہ و اساتذہ دونوں کے حفظ و فوری مطالعہ کے لئے اس طرف رخ کیا۔ تلخیص و تہذیب کے بہر حال اپنے دوسرے فوائد بھی تھے۔ چند اوراق میں عام قاری بھی پوری سیرت نگاری کے منظر نامے سے واقف ہو جاتا ہے۔ ان وجوہ سے اور بعض دوسری وجوہ سے بھی مختصراتِ سیرت لکھنے کی مہم چلی اور اس رجحان نے بہر حال سیرتِ نبوی کو مقبول و محفوظ بنانے میں بڑا کردار ادا کیا۔

تلخیص نگاری اور مختصر نویسی کی دو صورتیں بہت اہم اور ممتاز نظر آتی ہیں: ایک یہ کہ سیرت نگار کسی ایک خاص کتاب سیرت یا چند کتب مشہورہ کو سامنے رکھ کر اپنی تلخیص، مختصر یا خلاصہ سیرت تیار کرتا۔ اس کی زبان، اسلوب، طرزِ ادا اور موضوعات کی تنظیم و ترتیب وغیرہ اور ان میں ضخامت کی کمیت و کیفیت سب اس کی اپنی ہوتی اور ایسی تمام تلخیصات طبعزاد ہوتی ہیں۔ ایسے مختصرات سیرت میں بھی بعض اتنی ضخیم بن گئیں کہ وہ کامل کتاب سیرت کا روپ دھار گئیں اگرچہ ان کا نام مختصر و تلخیص ہی رکھا گیا جیسے امام ابن عبدالبر قرطبی (۳۶۸/۹۷۸-۶۴۳/۱۰۷۰) کی ”الدرر فی اختصار المغازی والسير“، ابن حزم اندلسی (۳۸۴/۹۹۴-۲۵۶/۱۰۶۳) کی ”جوامع السير“ اور ابن کثیر (۷۰۱/۱۳۰۱-۷۷۴/۱۳۷۲) کی ”الفصول فی اختصار الرسول“ وغیرہ۔ ان کو اختصار ضرور کہا گیا اور وہ ضخیم کتب کے مقابلے میں مختصر ہیں مگر وہ کامل کتب سیرت ہیں، نہ صرف اپنی ضخامت کی بنا پر بلکہ سیرت نبوی کے تمام موضوعات و جہات کو اپنے اندر سمو لینے کی بنا پر بھی۔

مختصرات، خلاصوں اور تلخیصات کی صحیح اور نمائندہ وہ کتب ہیں جو چند اوراق پر مشتمل ہیں اور اصلاً کتابچے ہیں۔ اس کا دوسرا فنی نام رسالہ/رسائل بھی ہے کیونکہ وہ چند اوراق میں کم سے کم عبارت میں پوری سیرت نبوی پیش کر دیتے ہیں۔ ایسے مختصرات کا سراغ تیسری/نویں صدی کے بعد ہی سے ملنا شروع ہو جاتا ہے اور چوتھی/دسویں صدی سے اس کے وقوع نمونے ملنے لگتے ہیں۔ ان میں امام احمد بن فارس (۳۹۵م/۱۰۰۴ء) کی ”اوجز السير لخیر البشر“ کو اپنی نوعیت کی اولین تلخیص سیرت کہا جاسکتا ہے۔ اس کی تین طباعتیں اب تک آچکی ہیں: ۱۳۰۱ھ میں الجزائر سے، ۱۳۱۱ھ میں بمبئی سے اور ۱۹۷۳ء میں بغداد سے بالترتیب نکلی ہیں۔ حافظ عبدالغنی مقدسی (۶۰۰م/۱۲۰۳) کی دو تلخیصات کا پتہ چلتا ہے: ۱- ”الدرة المضية فی السيرة

النبوية“ اور ۲- ”سيرة النبي و اصحابه العشرة“۔ اول الذکر پیرس سے ۱۹۶۶ء میں اور ثانی الذکر بیروت سے ۱۹۸۶ء میں چھپ چکی ہے۔ اسی طرح ابن النفیس (علی بن ابی الحزم، م ۶۸۷/۱۲۸۸) کا ”الرسالة الكاملة في السيرة النبوية“ ایک عمدہ خلاصہ سیرت ہے۔ وہ اول بار آکسفورڈ سے ۱۹۶۸ء میں چھپا اور بعد میں بیروت وغیرہ سے اس کی مکرر طباعتیں منظر عام پر آئیں۔ مختصرات سیرت میں غالباً سب سے زیادہ مشہور و متداول محبت طبری (احمد بن عبداللہ، م ۶۹۴/۱۲۹۴) کا ”خلاصة سير سيد البشر“ ہے۔ وہ بھی چھپ چکا ہے اور خاصاً مقبول و معروف رسالہ سیرت ہے۔ اس کا مطبوعہ نسخہ ”خلاصة السير في احوال سيد البشر“ کے عنوان سے دہلی پرنٹنگ پریس سے ۱۳۴۳ھ میں چھپا تھا۔ اس کی بعض اولین طباعتیں بھی ہیں۔ وہ صرف پچون صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعض دوسرے محقق ایڈیشن عالم اسلام کے مختلف اداروں نے بھی شائع کئے ہیں۔ ان کے بارے میں صرف اطلاع ملی ہے۔ مقبول عام مختصرات میں ابوالفداء اسماعیل (م ۷۳۲/۱۳۳۱) کا رسالہ ”المنحصر في اخبار البشر“ بھی مطبوعہ ہے اور کافی متداول ہے۔

ان تمام مختصرات کے علاوہ بعض دوسرے خلاصے اور تلخیصات سیرت بھی ہیں اور مختلف فنون کے ماہرین کے قلم سے ہیں جیسے شیخ اکبر ابن عربی (محمی الدین محمد بن علی: ۱۷/۱ رمضان ۵۶۰/۲۸ جولائی ۱۱۶۵-۶۳۸/۱۲۴۰) کا ایک خلاصہ ”اختصار السيرة النبوية“ کے عنوان سے ملتا ہے۔ ان کی کتاب جامع محاضرات الابرار و مسامرات الاخيار، جو بالعموم کتاب المحاضرات و المسامرات کہلاتی ہے، ایک مختصر سیرت شروع میں رکھتی ہے۔ امام عبدالرحمن خشمی اشبیلی کی ”الدرر في اختصار السير“، امام گازیرونی (علی بن محمد، م ۶۹۴/۱۲۹۴) کی ”سيرة النبي“ اور بعض دوسرے اہل سیر کی تلخیصات ہیں جن کا ذکر تو ملتا

ہے مگر ان کی طباعت وغیرہ کے بارے میں ہماری معلومات ناقص ہیں۔ بہر حال یہ بحث دوسری ہے کہ وہ چھپی تھیں یا نہیں، اصل نکتہ یہ ہے کہ وہ تلخیص نگاری کے تسلسل کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ یہ وہ تمام مختصرات اور خلاصے ہیں جو حافظ ابن سید الناس کے پیشرو امامان فن کے رشحاتِ قلم و اضافاتِ علم تھے۔ جب حافظ موصوف نے اپنا مختصر سیرت ”نور العیون“ کے عنوان سے مرتب کیا تو ان کے سامنے بنیادی مآخذ، ان کی اپنی مفصل کتاب سیرت ”عیون الاثر“ اور پیشروؤں کی تلخیصات کا ایک عظیم الشان ذخیرہ موجود تھا جس نے ان کی رجحان سازی کی تھی۔

سیرت نبوی کے مختصرات اور خلاصوں کی تاریخ کافی مفصل اور مسلسل ہے۔ وہ امام ابن سید الناس کے بعد بھی جاری رہی اور بہت سے تلخیصات و اختصارات وجود میں آئے۔ سر دست ان سے بحث نہیں ہے کہ وہ اس وقت کے موضوع سے خارج ہیں اور ان پر مفصل بحث مصادر سیرت نبوی کے مقدمہ میں کافی دلائل و براہین اور شواہد و حقائق کے ساتھ کر چکا ہوں (مصادر سیرت نبوی، زیر طبع، انسٹی ٹیوٹ آف آئی جیکٹو اسٹڈیز، نئی دہلی، پچاس امہات کتب سیرت اور ان کے مؤلفین کرام کے سوانح و طریقہ سے بحث کرتی ہے)۔

حافظ ابن سید الناس (م ۳۴۲/۱۳۳۳) کی تلخیص سیرت ”نور العیون فی تلخیص سیرة الامین المامون“ کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف موصوف نے اپنے دعوے کے مطابق اپنی مفصل کتاب سیرت ”عیون الاثر فی فنون المغازی و الشمائل و السیر“ کی تلخیص اس میں پیش کی ہے۔ اگر دعویٰ صحیح ہے تو یہ ایک نیا رجحان سیرت نگاری کے فن میں ملتا ہے کہ مصنف خود اپنی مفصل و مطول کتاب کی تلخیص یا اختصار پیش کرے لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حافظ موصوف کی ”تلخیص سیرت اکبر“ ان کی اپنی ایجاد و اختراع اور شروعات نہیں تھی۔ ان سے قبل ان کے کئی پیشرو یہ کام کر چکے تھے اور ان کے بعد بھی یہ سلسلہ

جاری رہا۔ بہر حال تلخیص نگاری کا یہ رجحان اک طرح سے نیا تھا کہ مصنف خود اپنی کتاب مفصل کا خلاصہ اور مختصر پیش کرے۔ پیشرووں میں امام ابن الجوزی (م ۵۹۷/۱۲۰۰) کا ذکر کیا جاسکتا ہے جنہوں نے اپنی مفصل سیرت ”کتاب الوفاء فی سیرة المصطفیٰ“ کا ایک مختصر ”خلاصہ الوفاء“ کے عنوان سے پیش کیا تھا۔ تلاش و تفحص سے اور بھی متعدد خلاصوں کا پتہ لگایا جاسکتا ہے جن کو ان کے مؤلفین کرام نے اپنی ہی کتابوں پر مبنی کیا تھا۔ بعد کے مؤلفین کرام کے ہاں بھی یہ سلسلہ سعادت جاری رہا اور حافظ مغلطائی (علاء الدین مغلطائی بن قلیچ، م ۷۶۲/۱۳۶۰) کی تلخیص ”الاشارة الی سیرة المصطفیٰ و آثار من بعده من الخلفاء“ کے نام سے شائع ہوئی جو ان کی مفصل کتاب سیرت ”الزهر الباسم فی سیرة ابی القاسم“ پر ہی مبنی ہے جیسا کہ مصنف گرامی نے ”الاشارة“ کے اپنے مختصر مقدمہ میں ذکر کیا ہے۔

دراصل اپنی مفصل کتاب کی تلخیص و اختصار تیار کرنے کا رجحان ان بزرگ مؤلفین کرام کے ہاں اس وجہ سے پیدا ہوا کہ وہ اہل علم کے لئے مفصل کتاب اور اہل شغل کے لئے مختصر کتاب سیرت لکھنا چاہتے تھے۔ ان کا مقصود بنیادی طور سے علم سیرت کو تمام طبقات امت تک پہنچانے کے حسین و جمیل اور قابل تقلید و افتخار جذبہ سے مربوط تھا۔ ظاہر ہے کہ مفصل کتاب سیرت کے مطالعہ و درس کا اہل علم کے سوا کسی اور کو یارا تھا نہ موقعہ، عام لوگ تھوڑے وقت، اس سے کمتر علم اور مشغولیت و مصروفیت کے دوران سیرت نبوی کی معلومات بنیادی طور سے حاصل کرنا چاہتے تھے اور ان مختصرات نے ان کی ضرورت پوری کی اور نہ صرف انکی بلکہ اہل علم و فضل کے لئے بھی ایک فوری معاون و راہبر کتاب سیرت بھی فراہم کر دی۔ مختصرات سیرت کی افادیت زیادہ عام معلوم ہوتی ہے۔

### موضوعات اور مناجح تالیف

سیرت نبوی کے موضوعات اور ان کی ترتیب امام ابن اسحاق نے ایسی قائم کی کہ بعد

میں وہ ایک متفقہ روایت بن گئی۔ ان کے بعد ان کے تمام جانشینوں نے اسی کی پیروی کی اور اس سے انحراف و گریز کرنے کو طریقہ تالیف کے خلاف ہی گردانا۔ البتہ مختصرات سیرت کے طریق تالیف میں خاصا فرق آیا، اگرچہ بنیادی موضوعات وہی رہے، ان کی ترتیب میں بھی فرق پیدا کیا گیا۔ سر دست یہ کہنا مشکل ہے کہ اولین مختصر سیرت کون تھا اور اس کا طریق تالیف کیا تھا کیونکہ اولین خلاصے اور تلخیصات ہمیں دستیاب نہیں۔ امام ابن سید الناس کے بعض قریبی پیشروؤں کے مختصرات سیرت البتہ موجود ہیں اور ان کے طریق تالیف سے موازنہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس مطالعہ میں فی الحال صرف دو اہم مختصرات نگار حافظ عبدالغنی مقدسی اور امام محبت طبری کے مختصرات سے بحث کی جا رہی ہے۔ اول الذکر نور العیون کی تالیف سے ایک صدی سے اوپر طرح نو ڈال رہے تھے اور ثانی الذکر امام ابن سید الناس کے قریبی پیشرو معاصر تھے۔

### حافظ مقدسی کی سیرۃ النبی کے موضوعات

مختصرات سیرت میں چونکہ بنیادی معلومات پر توجہ مرکوز رہتی ہے اس لئے تقریباً تمام مختصرات نگاروں نے اصل سوانح سے آغاز کیا ہے۔ وہ نسب نبوی سے آغاز کرتے ہیں، پداری نسب کے بعد مادری نسب دیتے ہیں اور والدین ماجدین کے ذکر شریف کے ساتھ ان کی وفات کے وقت عمر نبوی بیان کرتے ہیں، مربی اصل دادا عبدالمطلب کا ذکر خیر اور ان کی وفات کے وقت عمر نبوی بتاتے ہیں اور اسی بحث یا فصل میں وہ رسول اکرم ﷺ کی رضاعتِ ثویبہ و حلیمہ سعدیہ کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ حافظ مقدسی کی اول بحث اسی پر ہے جو ایک دو صفحہ کے اندر سما گئی ہے۔ اس کے بعد وہ الگ الگ مختصر ترین فصول باندھتے ہیں اور موضوعات سیرت بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ حافظ مقدسی کی دوسری فصول حسب ذیل ہیں:

عمراتِ نبوی، ۵-غزواتِ نبوی، ۶-کاتبین و سفراءِ نبوی، ۷-اعمام و عمتِ نبوی، ۸-ازواجِ مطہرات، ۹-خدامِ نبوی، ۱۰-موالیِ نبوی، ۱۱-افراسِ نبوی (حیوانات و سلاح کی جامع فصل)، ۱۲-شائلِ نبوی، ۱۳-شائلِ نبوی کے غریب الفاظ کی تفسیر، ۱۴-اخلاقِ نبوی، ۱۵-معجزاتِ نبوی۔ اسی پر سیرۃ النبی مقدسی تمام ہوتی ہے۔

ان فصولِ سیرت میں حافظ مقدسی نے اپنی صوابدید سے مواد کو جمع اور مرتب کیا ہے لہذا بعض بہت مختصر ہیں، بعض اوسط ضخامت رکھتی ہیں اور کوئی کوئی خاصی مفصل ہیں۔ نسب و رضاعت وغیرہ پر اولین فصل دو صفحات کے قریب مواد پر مشتمل ہے جبکہ اسماء کی فصل ایک صفحہ سے کم میں سما گئی ہے۔ تیسری جامع سوانحِ نبوی کی فصل بھی دو صفحات سے کم پر مشتمل ہے۔ اولاد کی فصل ایک صفحہ کی ہے اور حج و عمرہ کا ذکر صرف سات سطروں میں آ گیا ہے، سب سے حیرت انگیز فصلِ غزوات ہے جو پانچ سطری ہے اور جس میں ان کی کل تعداد اور صرف قتال والے غزوات کا ذکر ہے، ذکر کیا ہے صرف فہرست بیان کر دی ہے۔ کاتبین و سفراء کی فصل دو صفحات سے اوپر میں آئی ہے اور ضروری تفصیلات بھی دیتی ہے، اعمام و عمت کی فصل خاصی مفصل ہے کہ دو ڈھائی صفحات کے علاوہ ان اکابر کی سوانح اور اولاد کا بھی ذکر خیر کرتی ہے۔ ازواجِ مطہرات کی فصل بھی اسی قدر مفصل ہے۔ البتہ خدمِ رسول کی فہرست ہے اور وہ بھی سات سطری، موالی کا ذکر اسماء اور حیوانات و سلاح وغیرہ کا ذکر ایک اور دو صفحات میں بالترتیب کیا ہے۔ شائل کی فصل تین صفحات میں ہے اور تفسیرِ غریب دو صفحات میں، اخلاق کی فصل ایک صفحہ سے کچھ زیادہ پر مشتمل ہے، البتہ معجزات کی فصل سب سے طویل ہے جو پانچ چھ صفحات میں سمائی ہے۔ ان صفحات میں خاصے بیاضات (خالی مقامات) بھی ہیں اور بعض بعض میں محقق گرامی کے حواشی و تعلیقات بھی۔ مجموعی طور سے یہ مختصر زیادہ سے زیادہ تیس صفحات پر مشتمل ہے۔



طریقہ مقدسی: بیشتر فصول اور ان کے موضوعات میں وہ مشہور ترین یا اپنی پسندیدہ روایات نقل کرتے جاتے ہیں اور اطراف سیرت کی فصول میں جو اسماء، اولاد، حج، غزوات، کاتبین و سفراء وغیرہ پر مشتمل ہیں وہ صرف فہرست سازی کرتے ہیں یعنی صرف اسماء بیان کر دیتے ہیں۔ حیوانات، اسلحہ وغیرہ میں وہ ان کی خرید یا حصول وغیرہ کی کچھ تفصیل بھی دیتے ہیں۔ ازواج مطہرات کی فصل میں بعض تفصیلات زیادہ ہیں۔

کہیں کہیں وہ اختلافی روایات یا اقوال بھی دیتے ہیں جیسے والدین کی وفات اور اس وقت عمر نبوی کے بارے میں اختلافات۔ ایسے مقامات پر وہ ایک سے زیادہ روایات نقل کرتے ہیں اور مرجوح یا ضعیف روایت کو لفظ ”قیل“ (کہا گیا) سے بیان کرتے ہیں۔ ان میں بالعموم محاکمہ نہیں کرتے۔ کہیں کہیں البتہ ”اصح“ (صحیح ترین) روایات کی نشاندہی کر دیتے ہیں جیسے مکئی مدت قیام نبوی میں وہ تیرہ سال کی روایت کو صحیح کہتے ہیں۔ حافظ مقدسی نے ولادت نبوی کی مختلف روایات نہیں بیان کیں صرف اپنی پسندیدہ تاریخ ۲ ربیع الاول روز دوشنبہ پر اکتفا کیا ہے۔ بالعموم وہ مآخذ کی نشاندہی نہیں کرتے۔ ایک آدھ جگہ کی ہے جیسے نسب نبوی کے متفقہ اور اختلافی حصہ پر امام ابن اسحاق کا حوالہ دیا ہے یا حج و عمرہ کے باب میں امام ہمام بن یحییٰ کا ذکر کیا ہے۔ غزوات کی فصل ابن اسحاق، ابو معشر، موسیٰ وغیرہ کی سند رکھتی ہے۔

حافظ مقدسی بالعموم جمہور اہل سیرت کی پیروی کرتے ہیں لیکن کہیں کہیں اپنی انفرادی رائے بھی دیتے ہیں جیسے وہ اسلام ابوطالب کے قائل ہیں۔

امام محبت طبری کے موضوعات اور طریقہ تالیف

چون صفحات کی چھوٹی تقطیع پر مشتمل محبت طبری کے خلاصۃ السیر کے موضوعات

حسب ذیل ہیں:

۱۔ مختصر مقدمہ، مؤلف میں وجہ و تاریخ خلاصہ اور موضوعات کے بعد اسے چوبیس فصول پر مشتمل بتایا ہے (ص ۵)۔

۱۔ نسبِ نبوی، متفقہ اور مختلف فیہ حصہ (۵-۶)، ۲۔ ولادت اور مختلف تاریخیں (۶-۷)،  
 ۳۔ مکی واقعات و سوانح (۷-۱۴)، ۴۔ غزوات و سرایا (۱۴-۱۵)، ۵۔ حج و عمرے (۱۵-۱۸)،  
 ۶۔ اسماءِ مبارکہ (۱۸)، ۷۔ شمائلِ نبوی (۱۸-۲۰)، ۸۔ اخلاق و فضائلِ نبوی (۱۸-۲۹)، ۹۔ معجزاتِ  
 نبوی (۲۹-۳۶)، ۱۰۔ ازواجِ مطہرات (۳۶-۴۰)، ۱۱۔ اولادِ نبوی (۴۰-۴۱)، ۱۲۔ بناتِ طاہرات  
 کی شادیاں اور اولادِ وغیرہ (۴۱-۴۲)، ۱۳۔ اعمام و عمات (۴۳-۴۴)، ۱۴۔ موالیِ نبوی (۴۴-۴۶)،  
 ۱۵۔ آزاد خدامِ نبوی (۴۶)، ۱۶۔ محافظین (حرس) نبوی (۴۶-۴۷)، ۱۷۔ سفراءِ کرام (۴۷-۴۸)،  
 ۱۸۔ کاتبینِ نبوی (۴۸)، ۱۹۔ نجباء یا رفقاءِ نبوی (۴۸)، ۲۰۔ حیوانات (۴۸-۴۹)، ۲۱۔ دودھاری  
 مویشی (۴۹-۵۰)، ۲۲۔ اسلحہ جات (۵۰-۵۱)، ۲۳۔ ملبوساتِ نبوی (۵۱-۵۲)، ۲۴۔ مرض اور  
 وفاتِ نبوی وغیرہ (۵۲-۵۴)۔

طریقہ تالیفِ طبری: موضوعاتِ مختصر و خلاصہ لگ بھگ سارے کے سارے وہی ہیں جو  
 حافظ مقدسی کے مختصر میں بیان ہوئے ہیں۔ البتہ امامِ محبتِ طبری نے ان میں سے بعض کو دو حصوں میں  
 اور زیادہ تفصیل سے بیان کیا۔ مختصرات میں غالباً سب سے جامع مختصرِ محبتِ طبری کا ہے۔

☆ سب سے اہم فرق یہ ہے کہ امامِ محبتِ طبری نے پوری مکی زندگی کو ایک خاص فصل  
 میں بیان کیا ہے جو دوسروں کے ہاں نہیں ملتی۔ ان کے ہاں ہر فصل میں زیادہ تفصیلات ہیں اور  
 اسی بنا پر وہ جامع ترین مختصر بن گیا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ طویل تر بھی ہو گیا ہے۔

☆ فصول اپنی ضخامت میں کم و بیش ہیں۔ بعض انتہائی مختصر ہیں اور بعض خاصے مفصل  
 جیسا کہ ان کے صفحات سے ظاہر ہوتا ہے۔ معجزات اور مکی سوانح کی فصول مفصل ترین ہیں اور اخلاق و

فضائل پر بھی اسی قدر زور دیا ہے۔ ان میں غزوات کی فصل مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے۔

☆ توقیت واقعات میں مقدسی کی طرح محبت طبری نے بھی عمر نبوی کو پیمانہ بنایا ہے۔

بعض سنین اور تقویمی تاریخیں بھی ملتی ہیں۔

☆ اختلافی روایات ہیں اور ان میں جا بجا محاکمہ کر کے صحیح ترین کی تعیین کی ہے جیسے

ولادت نبوی کی صحیح ترین تاریخ ۸ ربیع الاول بیان کی ہے، یہی تاریخ ہجرت بھی قرار دی ہے۔

☆ ضعیف و کمزور روایات بھی خوب نقل کی ہیں جیسے والدین کے احیاء کی روایت،

فرزند اکبر حضرت قاسم کے جاہلی نام عبد مناف کی روایت وغیرہ۔

☆ ماخذ کا ذکر کم ہے مگر ہے جیسے غزوات میں ابن اسحاق، ابو معشر اور موسیٰ بن عقبہ

کا ذکر، اولاد کا ذکر ابن اسحاق سے یا بعض روایات حدیث سے ہے۔

☆ ایک جگہ اپنے پیشرو مختصر نویس ابن فارس کا بھی حوالہ دیا ہے (اسماء نبوی کی فصل

میں نبی الرحمہ کی توجیہ کے لئے)۔

### امام ابن سید الناس

امام موصوف کا اصل نام محمد تھا اور ان کے والد اور دادا کا بھی یہی اسم گرامی تھا۔ ان کی

کنیت ابوالفتح اور لقب فتح الدین تھا مگر وہ مشہور ہوئے ابن سید الناس کی خاندانی نسبت سے۔

ان کے چھٹے جد امجد سید الناس کہلاتے تھے اور وہ ان کا لقب تقویٰ و طہارت ہی تھا۔ تذکرہ نگاروں

نے ان کا پورا نام و نسب بیان کیا ہے جو یہ ہے: فتح الدین ابوالفتح محمد بن محمد بن محمد بن عبد اللہ بن

محمد بن یحییٰ بن سید الناس۔ وہ قبیلہ یمر سے تعلق رکھنے کے سبب یحمری بھی کہلاتے تھے اور

خاندانی توطن کے لحاظ سے اشبیلی اور اندلسی تھے لیکن خود وہ مصری تھے کہ اسی کی خاکِ پاک سے

اٹھے تھے۔ مسلک شافعی تھے اور بجائے خود امام و حافظ تھے۔

ان کی ولادت قاہرہ میں ذوقعدہ ۶۷۱ھ / جون ۱۲۷۲ء میں ہوئی تھی۔ ان کی تعلیم و تربیت کا بنیادی کام ان کے والد ماجد نے کیا تھا۔ انھیں سے علم حدیث کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ بعد میں وہ امام و محدث وقت علامہ ابن دقیق العید (تقی الدین شافعی، ۶۲۵ھ / ۱۲۲۷-۱۲۳۷ / ۸۱۳) کی خدمت عالی میں مدتوں رہے اور ان سے حدیث و فقہ اور دوسرے علوم و فنون کی تحصیل کی۔ وہ ان کے بنیادی شیخ و استاذ تھے۔ ویسے ابن النحاس وغیرہ ان کے دوسرے شیوخ و اساتذہ تھے جن سے نحو و عربی ادب وغیرہ کی تعلیم پائی تھی۔ وہ اپنے وقت کے ایک عظیم امام حدیث و فقہ تھے اور اس حیثیت سے احترام و تقدس کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔

امام ابن سید الناس نے تدریس و تعلیم اور امامت و خطابت سے اپنا وظیفہ حیات شروع کیا اور جلد ہی ایک معتبر اور مکرم محدث و مدرس بن گئے۔ وہ جامع الصالح کے دارالحدیث کے شیخ المشائخ بھی بنے اور جامع خندق کے خطیب و امام بھی رہے۔ بحیثیت استاذ و مدرس انھوں نے بہت سے اکابر کی تعلیم و تدریس اور سیرت سازی میں حصہ لیا۔ ان کے تلامذہ میں امام ذہبی (محمد بن احمد، م ۴۸۸ھ / ۱۰۳۷) جیسے کبار محدثین شامل تھے۔

ان کے علم و فضل اور فنون حدیث و سیرت میں تبحر کا اعتراف امام ذہبی کے علاوہ امام ابن کثیر دمشقی وغیرہ نے کیا ہے۔ ان کے تذکرہ نگاروں میں ابن العماد حنبلی، ابن کثیر، امام ذہبی، قاضی ابن شہبہ، امام ابن ناصر الدین، حافظ حسینی، امام سیوطی اور متعدد دوسروں نے ان کی جلالت شان، تبحر علمی اور فنون حدیث و سیرت پر ان کی گرفت کا ذکر کیا ہے۔ ان کو امام، حافظ، محدث، ادیب، بارع، علامہ، حجۃ، ناقد فن، مہر فن رجال، شاعر اور ماہر بلاغت اور فن کتابت کا امام بتایا ہے۔

امام ابن سید الناس کی وفات شعبان ۷۳۳ھ / ۱۳۳۳ء میں ہوئی اور مصر کے قبرستان قرافہ

میں ان کو دفن کیا گیا۔

تصانیفِ امام میں تمام تذکرہ نگاروں نے ان کی ضخیم و کامل سیرت نبوی - عیون الاثر - کی بے انتہا تعریف کی ہے۔ اس کو ابن قاضی شہبہ نے "السیرة الكبرى" اور امام ابن کثیر نے "سیرة حسنة" کا نام دیا ہے۔ اس کتابِ مفصل کی تلخیص نور العیون کے بارے میں بھی اچھی آراء کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان کی دوسری تصانیف میں جامع ترمذی کی ایک نامکمل شرح کا حوالہ ملتا ہے جو صرف کتاب الصلاة تک پہنچی تھی اور دو جلدوں میں تھی۔ ایک ضخیم کتاب "امہات الاولاد" کی خرید و فروخت کی ممانعت پر بھی لکھی تھی۔ ان کی شرح ترمذی کے بارے میں دلچسپ روایت یہ ہے کہ اس کی تکمیل ان کے بعد حافظ ابو الفضل عراقی (عبدالرحیم بن حسین، م ۸۰۶/۱۴۰۴) نے کی تھی۔ ان تمام تصانیفِ حدیث کے بارے میں بھی ناقدین و مبصرین اور ماہرین کا اجماع ہے کہ وہ اپنے فنون کی نہایت عمدہ کتابیں تھیں اور انہوں نے فن کی روایات کو کافی آگے بڑھایا تھا کیونکہ وہ خود بھی فنون کے دقائق اور ان کے نکاتِ خفی و جلی کے ماہر محقق تھے (ابن العماد حنبلی، شذرات الذهب، ۶/۱۰۸: ابن قاضی شہبہ، ترجمہ امام؛ ذہبی، معجم/تذکرۃ الحفاظ؛ ابن کثیر، ترجمہ امام؛ حسینی، ذیل تذکرۃ الحفاظ، ۱۶؛ سیوطی، ذیل طبقات الحفاظ، ۳۵۰؛ مقالہ خاکسار، امام ابن سید الناس، مصادر سیرت نبوی)۔

سیرت نگاری میں امام ابن سید الناس نے بنیادی طور سے "ماخذین" پر انحصار کیا ہے اور اپنے مفصل و مدلل مقدمہ عیون الاثر میں انہوں نے اولین "عمدہ" امام ابن اسحاق اور دوئم عماد امام واقدی پر اپنے انحصار کا اظہار کیا ہے اور ان کے فن پر عمدہ تجزیاتی بحث بھی کی ہے۔ اس میں انہوں نے یہ بھی صراحت کر دی ہے کہ سیرت نبوی کے ان دونوں بنیادی ماخذ کے علاوہ حدیث شریف کی روایات سے بھی جا بجا اس میں اضافہ کیا ہے اور بالعموم ان کو اپنی اسناد سے بیان کیا ہے۔ صحاح حدیث کا بھی بہر حال اس میں پورا عمل دخل ملتا ہے۔ اپنے ماخذ سے کتاب کے اواخر میں ایک خاص فصل میں بحث کی ہے۔ اس میں صحاح ستہ کا تو ذکر ہے ہی، دوسری کتب

حدیث کا مآخذ میں شمار کیا ہے۔ امام موصوف نے دوسری کتب سیرت سے بھی جا بجا اضافات کئے ہیں اور کہا جاسکتا ہے کہ انھوں نے تمام بنیادی کتب سیرت کو سامنے رکھا ہے۔ ان میں انساب وغیرہ کی کتابیں بھی شامل ہیں اور دوسرے علوم و فنون کی بھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی مفصل کتاب سیرت ایک جامع مآخذ و مصادر کتاب ہے اور ان کی تلخیص نور العیون بقول خود ان کہ سیرت اکبر سے ماخوذ ہے لہذا اس میں اگرچہ مآخذ کا ذکر نہیں تاہم ان میں بہت سی معلومات اور بسا اوقات منفرد اور کمیاب معلومات خوب ملتی ہیں (عیون الاثر فی فنون المغازی و السیر، موسسة عزالدین، بیروت ۱۹۸۶ء، ۱/۱۲-۳۱؛ مصادر سیرت نبوی کا مقدمہ خاکسار، نیزان پر مقالہ خاکسار)۔

### طریقہ تالیف امام ابن سید الناس

نور العیون کا مختصر امام اگرچہ چھپ چکا ہے مگر ہمارا انحصار مخطوطہ پر ہے۔ کم از کم ہمیں مطبوعہ نسخہ دستیاب نہیں۔ مسلم یونیورسٹی کے مخطوطات میں وہ موجود ہے (شیفتہ کلکیشن ۱۳۱/۹۹) اس کے کل سولہ اوراق ہیں اور وہ چھوٹی تقطیع کا مخطوطہ ہے۔ مولف گرامی قدر نے ابواب و فصول کی صراحت نہیں کی ہے البتہ حاشیے پر فصول کے عناوین ”قف“ کے تحت ملتے ہیں۔ یہ طے شدہ امر ہے کہ یہ اضافات یا عناوین حضرت شاہ کے قائم کردہ نہیں ہیں بلکہ بعد کے کسی قاری یا کاتب کے اضافات ہیں ان کے مطابق نور العیون کے مباحث و موضوعات حسب ذیل ہیں:

- ۱۔ مختصر مقدمہ مؤلف (۲ الف) ۲۔ بلا عنوان نسب نبوی (اب-۲ الف) مع تاریخ ولادت رضاعت و حضانت، ۳۔ وفات والد ماجد و والدہ ماجدہ و جد امجد (۲ الف) ۴۔ ابوطالب کے ساتھ اولین سفر شام اور دوسرا سفر شام (۲ الف) ۵۔ حضرت خدیجہ سے نکاح نبوی (۲ ب) مع دوسرے سوانح مکی و مدنی / پوری حیات نبوی (۳ الف) ۶۔ ہجرت مدینہ (۳ الف) ۷۔

۷- غزوات (۳ الف)، ۸- حج نبوی مفصل ذکر حجۃ الوداع (۳ الف-۴ الف)، ۹- شمائل / صفت نبوی (۴ الف)، ۱۰- اسماء نبوی (۴ الف و ب)، ۱۱- اخلاق نبوی (۴ ب-۸ الف) جس میں مختلف عناوین بھی ہیں جیسے مجلس میں نشست و برخاست، جانوروں کی سواری، کھانے کی دعا، شعبان کے اکثر روزے، سونے کی دعا، صدقہ سے پرہیز اور ہدیہ کی قبولیت، زہد و تقویٰ، ماکولات کے بعض آداب و ادعیہ، ملبوسات نبوی اور زیب و زینت، مزاج نبوی وغیرہ، ۱۲- ازواج مطہرات (۸ الف-۹ ب)، ۱۳- اولاد نبوی (۹ ب-۱۰ الف)، ۱۴- اعمام و عمات (۱۰ الف)، ۱۵- موالی (۱۰ ب-۱۱ الف) جس میں آزاد خدام کا بھی ذکر ہے اور باندیوں کا بھی، ۱۶- سفراء نبوی (۱۱ ب-۱۲ ب)، اس میں نجباء اور عشرہ مبشرہ کا بھی ذکر خیر ہے۔ ۱۷- حیوانات، سواری کے جانور اور مویشی وغیرہ (۱۲ ب-۱۳ الف)، ۱۸- سلاح نبوی (۱۳ الف-۱۳ ب)، ۱۹- ملبوسات و اسباب زیست (۱۳ ب-۱۴ الف)، ۲۰- معجزات نبوی (۱۴ الف-۱۵ ب)۔ اس میں فیلی عناوین بھی دئے ہیں جن کے تحت خاص معجزات کا ذکر کیا ہے، ۲۱- وفات نبوی مع تفصیلات (۱۵ ب-۱۶ الف)۔

موضوعات کی فہرست سے از خود واضح ہوتا ہے کہ حسب دستور مختصرات نگار بعض فصول خاصی مختصر بھی ہیں اور تشنہ بھی جیسے غزوات، کامل سوانح نبوی وغیرہ اور بعض نسبتاً مفصل ہیں جیسے ازواج مطہرات، اولاد امجاد، سفراء اور موالی وغیرہ کی فصول اور کئی بہت مفصل ہیں جیسے اخلاق نبوی جو سب سے بڑی بحث ہے اور معجزات نبوی کی بحث بھی کافی تفصیل سے ہے۔ موضوعات میں مواد کا توازن ان ہی وجوہ سے بگڑ گیا ہے۔ مثلاً حج نبوی کے بیان میں حجۃ الوداع کا بہت تفصیل سے ذکر ہے جس کی شاید اتنی ضرورت نہ تھی۔ کامل سوانح نبوی کی پانچویں فصل بہت تشنہ ہے کہ بہت سے ٹکی واقعات کا اس میں ذکر و حوالہ نہیں ہے اور مدنی واقعات و سوانح تو بالکل مفقود ہیں۔ اگر اپنی کتاب سیرت سے اس کی تلخیص فرما رہے تھے تو مدنی واقعات کی جامع فصل اس میں شامل کر دیتے تو سوانح کا باب مکمل ہو جاتا۔

متعدد پیشرو مختصرات نگاروں کی مانند امام ابن سید الناس نے بھی اپنے مختصر نور العیون میں فصول کا طریقہ اپنایا ہے۔ وہ ہر فصل کے تحت، خواہ اس کا عنوان قائم کریں یا نہ کریں، ایک خاص موضوع لاتے ہیں اور سیرت نبوی کے بیانیہ کو مختلف اجزاء میں پیش کرتے ہیں۔ عام کامل و جامع کتب سیرت میں بھی ابواب و فصول ہوتے ہیں لیکن ان میں ایک تاریخی توقیت و تنظیم ہوتی ہے۔ مختصرات میں تاریخی توقیت و تنظیم صرف سوانحی فصول میں اور وہ بھی ابتدائی حصوں میں برقرار رہتی ہے اور دوسروں میں خالص موضوعاتی ہو جاتی ہے۔ موضوعاتی مباحث سے تمام اطراف و جوانب کا واضح ادراک ہو جاتا ہے مگر بہر حال تاریخی بیانیہ اور توقیتی تناظر خاصا مجروح ہو جاتا ہے۔

☆ نور العیون کے مختصر مقدمہ میں حمد و صلوة کی حسین و جمیل عبارت کے بعد امام ابن سید الناس نے واضح کیا ہے کہ ان کا یہ مختصر سیرت ان کی جامع کتاب سیرت: "عیون الاثر فی فنون المغازی و الشمائل و السیر" کی تلخیص ہے تاکہ وہ طلبہ اور معمولی علم کے لوگوں کے لئے مفید، مبتدی کے لئے تبصرہ اور منتہی کے لئے تذکرہ ہو جائے اور اس کے تسمیہ کا ذکر کیا ہے۔

☆ متن کتاب کا ذکر خیر بلا عنوان شروع ہو جاتا ہے۔ غالباً اولین جملہ "النسی علیہ السلام" ہی عنوان فصل ہے۔ اس کے تحت عدنان تک متفقہ شجرہ نسب نبوی بیان کیا ہے اور بعد کے حصہ نسب کو مختلف فیہ بتا کر والدہ ماجدہ کا نسب کلاب بن مرہ تک نقل کیا ہے۔

تاریخ ولادت نبوی کے باب میں دو شنبہ، ماہ ربیع الاول عام الفیل کو متفقہ روایت بیان کر کے تین تاریخیں ۳۲/۱ اور ۱۲/۱- بیان کی ہیں اور ان کے علاوہ دوسری تاریخوں کے عمومی اختلاف کا حوالہ دیا ہے۔ ان میں کوئی محاکمہ کر کے کسی تاریخ ولادت کو ترجیح نہیں دی۔ حیرت ہے کہ محدثین کے نزدیک زیادہ معتبر و صحیح تر تاریخ ولادت ۸ ربیع الاول کا وہ ذرا بھی حوالہ نہیں دیتے جیسا کہ ان کے پیشرووں اور جانشینوں نے کیا ہے۔ بالعموم وہ مختلف روایات و اقوال بیان



کر کے ان میں محاکمہ نہیں کرتے۔ ولادتِ نبوی کے وقت والد ماجد کی موجودگی یا ان کی وفات کی مختلف تاریخیں دی ہیں، وفاتِ والدہ پر عمرِ نبوی چار سال اور چھ سال کی روایات دی ہیں اور ان میں سے البتہ اول الذکر کو محض ان کے صیغہ معروف کے سبب ترجیح مل گئی ہے۔ یہ طریقہ بالعموم تمام دوسرے سیرت نگاروں کے ہاں عام ہے۔ اپنی راجح یا صحیح ترین روایت کو وہ پہلے اور صیغہ معروف میں بیان کرتے ہیں اور پھر تمام اختلافی یا مجروح روایات کو ”قیل“ کے ساتھ نقل کر کے یہ اظہار کر دیتے ہیں کہ وہ ان کے نزدیک صحیح ترین نہیں ہیں۔

☆ بعض مقامات پر اختلافی روایات و اقوال میں محاکمہ کر کے ان میں سے ”صحیح ترین“ (اصح) کی نشاندہی بھی کرتے ہیں۔ امام موصوف بھی اپنی پسندیدہ اور اپنے نزدیک راجح روایت/ قول کو صیغہ معروف میں بیان کرتے ہیں اور مرجوح قول کو صیغہ مجہول میں جیسے وفاتِ والدہ کے وقت عمرِ شریف کے چار سال ہونے کی روایت کو ترجیح دی ہے یا نکاحِ خدیجہ کے وقت عمرِ نبوی پچیس سال بیان کرنے کے بعد دوسری اختلافی تاریخوں/ عمروں کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

☆ روایتی یا درایتی لحاظ سے بعض ضعیف، غیر مستند یا موضوع روایات بھی امام ابن سید الناس بیان کرتے ہیں: جیسے شبِ ولادتِ نبوی ایوانِ کسریٰ کے لرزنے اور اس کے چودہ کنگروں کے گرنے، نار فارس کے بجھنے اور بحیرہ ساوہ کے خشک ہونے کی معجزاتی روایت ہے۔ اولین دونوں سفرِ شام کے تعلق سے بحیرہ راہب اور دوسرے بے نام راہب کی پیشگوئی اور بشارت، بعض معجزات کی روایات اور رسولِ اکرم ﷺ کے پاس زرہ داؤدی ہونے کی روایت بھی اسی طرح کی ہیں۔ کفنِ نبوی میں شامل حبرہ کی چادر کا ملائکہ کے ذریعہ بنے جانے کی روایت بھی عقیدت کی بُنی ہوئی ہے۔ اسی طرح غسلِ نبوی کے وقت ابلیس اور حضرت خضر کی آوازوں سے متعلق روایت کا معاملہ ہے۔

☆ بعض بہت مہتمم بالشان فصول و مباحث بالکل تشنہ اور مختصر ہیں جیسے غزوات و سرایا میں صرف ان کی تعداد تین چار سطروں میں ہے۔ یہی مقدسی کے مختصر کا معاملہ ہے۔ اعمام و عمت میں صرف فہرست سازی کی ہے۔ البتہ تین کے اسلام لانے کی آخر میں صراحت کی ہے جو مقدسی سے مختلف بھی ہے کہ وہ ابو طالب کے اسلام کے قائل تھے۔ بعض اور فصول بھی تشنہ ہیں یا صرف ناموں پر مشتمل ہیں۔

☆ توقیتِ سوانح میں امام ابن سید الناس نے اپنے بعض پیشروؤں کی مانند عمر نبوی کا سہارا لیا ہے اور تقویٰ تاریخیں نہیں دیں۔ سوانح نبوی کی فصل میں بالعموم عمر نبوی سے واقعات کی توقیت کی ہے اور بعض دوسری فصول میں بھی وہ ملتی ہیں، کہیں کہیں سنین کا ذکر ہے جیسے وفاتِ عبدالمطلب ہاشمی کے وقت عمر شریف آٹھ سال، دو ماہ اور دس دن تھی، ابو طالب کے ساتھ سفرِ شام کے وقت بارہ سال دو ماہ اور دس دن عمر نبوی تھی، حضرت خدیجہ سے نکاح کے وقت عمر نبوی پچیس سال، دو ماہ اور دس دن تھی، پینتیس (۳۵) سال میں تعمیر کعبہ میں شرکت اور چالیس سال اور ایک دن کی عمر شریف میں بعثت سے سرفرازی، محاصرہ شعب سے نکلنے کی تاریخ اور اس کی دوسری مثالیں ہیں۔

☆ بعض تقویٰ تاریخیں بھی دی ہیں اور وہ بہت اہم ہیں جیسے نبوت کی ابتداء کی تاریخ ۸ ربیع الاول دوشنبہ دی ہے۔ اسی تاریخ کو ہجرت نبوی اور مدینہ میں دخول بھی بتایا ہے۔ تاریخوں کے اختلاف کے سلسلے میں اپنی بڑی کتاب کا حوالہ دیا ہے۔

☆ امام ابن اسحاق و امام واقدی پر کتاب اکبر میں تکیہ کرنے کے سبب امام ابن سید الناس نے عام اور مشہور روایات ہی کو بیان کیا ہے جیسے وفات عبدالمطلب کے بعد ابو طالب کی ولایت نبوی، بارہ سال کی عمر میں ابو طالب کے ساتھ اولین سفرِ شام، غزوات نبوی کی تعداد پچیس بتانا اور

ستائیس کو مجروح کہنا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے طلاق دینے کے ارادہ نبوی کا ذکر، بعض غیر منکوحہ ازواج کا ذکر وغیرہ۔ ایسی روایتی چیزیں ان کی مفصل کتاب سیرت میں بھی ہیں اور ان کے مختصر سیرت میں بھی۔ بہر حال وہ پیروان ابن اسحاق وواقدی کا خاص طریقہ ووطیرہ ہے۔

☆ امام ابن سید الناس بعض فصول و مباحث میں بالکل نئی معلومات لاتے ہیں یا ان کی نئی نئی تعبیرات کرتے ہیں جیسے حمل نبوی کا ایام تشریق میں جمرہ وسطیٰ کے پاس قرار پانا، چالیس سال اور ایک دن کی عمر میں بعثت پانا، یا بعثت کو تنزیل قرآن سے الگ واقعہ بتانا۔ وہ نبوت کی ابتداء کی بالکل الگ تاریخ دیتے ہیں۔ اولین رضاعی ماں حضرت ثویبہ کو اسلمیہ بتانا، نامہ نبوی پا کر حضرت نجاشی کا تخت سے اتر آنا، اکرام کرنا اور اسلام لانا وغیرہ۔

☆ ماخذ کے حوالے بہت کم ہیں لیکن بعض ہیں جیسے اسماء نبوی میں کتاب اللہ اور صحیح مسلم کا حوالہ ہے، شمائل و اخلاق کی فصول احادیث پر مروی و مثنیٰ ہیں اگرچہ حوالہ کسی کتاب کا نہیں ہے۔

☆ نور العیون کے مختصر ہونے کے سبب اس کے عالی مقام مؤلف نے ایک ہی جگہ اشخاص و شخصیات کے بارے میں تمام معلومات جمع کر دی ہیں جیسے رضاعتِ حلیمہ سعدیہ کے ساتھ شق صدر کا بیان مختصر، حضرت ام ایمنؓ کی حضانت میں ان کی متروکہ باندی ہونے، بعد کی آزادی اور حضرت زید بن حارثہ سے شادی کا ذکر، حضرت حلیمہؓ سے زواج کے ضمن میں ان کے مہر، اور اولین مومنہ ہونے کی صراحت، ازواجِ مطہرات کی فصل میں کافی معلومات ان کے بارے میں اختصار کے باوجود جمع کر دی ہیں جیسے ان کی شادی، اولین شادی، مہر یا اولاد، تاریخ وفات اور عمریں وغیرہ۔ اسی طرح اولاد بالخصوص بناتِ طاہرات کے بارے میں تمام ضروری کوائف موجود ہیں۔ موالی نبوی میں بھی بعض معلومات ہیں اگرچہ مختصر ترین ہیں۔ اسی طرح حیوانات، مویشی اور دواب و سلاح کے بارے میں بعض معلومات فراہم کی ہیں۔

## سرورالحزون

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ (۳ شوال ۱۱۱۴ / ۲۱ فروری ۱۷۰۳ - ۲۹ محرم ۱۱۷۶ / ۲۰

اگست ۱۷۶۲) نے اپنے ترجمہ نور العیون میں ایک مختصر مقدمہ لکھا ہے اور اس میں وضاحت کر دی ہے کہ انھوں نے ”علامہ زماں شیخ ابوالفتح محمد بن محمد المشتہر بسید الناس“ کی کتاب ”نور العیون فی تلخیص سیر الامین المامون“ کا فارسی ترجمہ اپنے ”اعزہ احباب اور اجلہ اولی الالباب“ کی فرمائش پر کیا ہے۔ مطبوعہ کتاب کے حاشیہ میں یہ صراحت ملتی ہے کہ ان اعزہ سے مراد ”جان جانان شہید المتخلص بمنظہر“ ہیں۔ یہ صراحت حضرت مترجم کے قلم سے ہے یا کسی اور کے قلم سے اس پر بحث بعد میں کتاب مترجم کے حواشی کے ضمن میں آتی ہے جو متن ترجمہ کے حاشیوں پر جا بجا ملتے ہیں۔ متن میں سید الناس سے مشہور بتایا گیا ہے، معلوم نہیں کہ وہ شاہ صاحب کے قلم کا تسامح ہے یا کاتب گرامی قدر کا، جن کا ذکر کم از کم مطبوعہ کتاب کے اواخر میں نہیں ہے۔ سرورالحزون کے بعض مخطوطات میں البتہ ترقیے ملتے ہیں (خاکسار کی تالیف ”حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ - شخصیت و حکمت کا ایک تعارف“، شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ ۲۰۰۱ء؛ نادر مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مرتبہ نسیم احمد فریدی، مقدمہ ثار احمد فاروقی، پھلت ۱۹۹۸ء، میں مرتب دوم کا مقدمہ اور بحث بر تصانیف شاہ)۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اسی مقدمہ مترجم کے اواخر میں ایک مختصر عبارت اپنے طریقہ ترجمہ و تالیف کے بارے میں لکھی ہے۔ حضرت شاہ کا بیان ہے کہ بعض مقامات پر انھوں نے مصنف کی بیان کردہ بعض ضعیف روایات کے سبب یا ان جیسے دوسرے اسباب سے کمی بیشی کی ہے اور کہیں کہیں تبدیل و تصرف بھی فرمایا ہے۔ پھر اپنے ترجمہ کے نام ”سرورالحزون فی ترجمہ نور العیون“ کا ذکر کیا ہے اور براہ راست متن عربی کا فارسی ترجمہ شروع کر دیا ہے۔ یہ ترجمہ بظاہر

اصل متن کی فصول و مباحث کے مطابق کیا گیا ہے مگر شاہ صاحب کے تصرف و تبدل اور کمی بیشی کرنے کے اعتراف سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مواد بھی گھٹا بڑھا ہے اور ترتیب میں بھی فرق آیا ہے۔ اس کا صحیح صحیح تعین تو اردو ترجمہ کے حواشی میں ملے گا البتہ یہاں حضرت شاہ کے طریق ترجمہ کی بحث میں چند مثالوں یا نمونوں کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔

فارسی ترجمہ کے بارے میں ایک اصولی بات یہ کہی جاسکتی ہے کہ حضرت شاہ عربی زبان و ادب اور فارسی ادبیات دونوں کے عظیم ترین عالم و ماہر تھے۔ وہ قرآن کریم کا فارسی ترجمہ ”فتح الرحمن“ کر چکے تھے اور موطا امام مالک کا فارسی روپ بھی اس سے قبل پیش کر چکے تھے۔ ترجمہ کے لحاظ سے دونوں شاہکار ہیں۔ شاہ ولی اللہ ترجمہ کے فن و قواعد پر ایک رسالہ بھی لکھ چکے تھے۔ اس کے علاوہ وہ اسلامی علوم اور سیرت نبوی کے بھی تبحر و تخصص تھے۔ دوسری تصانیف میں جا بجا سیرت نبوی پر جواہر ریزے پیش کرنے کے علاوہ اپنی جامع ترین اور ام الکتاب ”حجة اللہ البالغہ“ میں ایک فصل یا باب سیرت نبوی پر اپنے مخصوص انداز میں لکھ چکے تھے جو قرآن و حدیث، سیرت و تاریخ اور دوسرے علوم اسلامی کے مآخذ پر ان کی ماہرانہ گرفت و دسترس کا ثبوت بھی ہے۔ بلاشبہ اسے ولی اللہی مختصر سیرت کہا جاسکتا ہے کیونکہ وہ خالص اختصار و خلاصہ کے لب و لہجہ اور انداز و بیان میں لکھا گیا ہے۔ اس خاص موضوع پر شاہ ولی اللہ کے فلسفہ سیرت میں خاصی تجزیاتی بحث کی جا چکی ہے (خاکسار کی تالیف ”شاہ ولی اللہ کا فلسفہ سیرت“ ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۲۰۰۰ء ملاحظہ ہو)۔

نور العیون کے فارسی ترجمہ میں یا ولی اللہی عبارت میں وہی تمام صفات و خصوصیات موجود ہیں جو فتح الرحمن کے فارسی ترجمہ میں ہیں۔ حضرت شاہ نے جہاں جہاں عربی متن کی پابندی کی ہے وہاں وہاں عبارت سے فارسی عبارت بالکل متفق اور وفادار ہے حتیٰ کہ وہ الفاظ و کلمات کا

فرق بھی نہیں روار کھتے، عربی الفاظ و کلمات کے بقدر ہی ان کے فارسی الفاظ و کلمات لاتے ہیں۔ اس سے زیادہ شاندار اور حیرت انگیز صلاحیت مترجم کی یہ ہے کہ وہ عربی عبارت کی ساخت و ترتیب کا بھی فارسی عبارت میں پورا پورا خیال رکھتے ہیں۔ دونوں کی ساخت و ترتیب بھی یکساں ہے اور اس کے باوجود فارسی زبان کی فصاحت و بلاغت پر حرف نہیں آتا بلکہ بلا خوفِ تردید کہا جاسکتا ہے کہ حضرت شاہ کا فارسی ترجمہ نور العیون کی عربی عبارت کی فصاحت و بلاغت سے کسی طرح کم نہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کے ترجمہ کی اس صلاحیت و لیاقت، بلکہ تبحر و جلالت کا کوئی حریف و ثانی نہیں بن سکتا (مقالہ خاکسار، ”فتح الرحمن کا تجزیاتی مطالعہ“ معارف اعظم گڑھ)۔

اپنے فارسی ترجمہ میں حضرت شاہؒ عربی الفاظ و کلمات کے جو متبادل فارسی الفاظ و کلمات لاتے ہیں وہ بالکل صحیح، بر محل، فصیح و بلیغ اور وفادار معنی ہوتے ہیں حالانکہ بسا اوقات عربی الفاظ و کلمات بھی فارسی ترجمہ میں استعمال کرتے ہیں۔ متن کے فارسی ترجمہ کی چند مثالیں اور ان کی وفاداری، فصاحت و بلاغت اور استواری پیش ہے جو دو متوازی سطور میں موازنہ کے لئے پیش کی جا رہی ہیں:

۱- ”..... هذا هو المتفق عليه وفيما بعد عدنان الى آدم خلاف كثير“۔

”..... این قدر متفق علیہ است وما بعد عدنان تا حضرت آدم علیہ السلام اختلاف بسیار

است“۔

۲- ”..... وليلة ميلاده اضطرب ايوان كسرى حتى سمع صوته،

وسقط منه اربع عشرة شرفة، وخدمت نار فارس، ولم تخمد قبل ذلك بالف

عام وغاصت بحيرة ساوة“۔

”بالجملہ شب ولادت آنحضرت ﷺ در حرکت آمد کوشکِ کسری تا آنکہ شنیدہ شد

آواز وی، واقفاد از انجا چہارده کنگرہ، و بمرد آتش فارس، و نمرده بود پیش ازان بہزار سال، و خشک شد چشمہ ساوہ۔“

۳- ”ثم خرج مرة ثانية الى الشام مع ميسرة غلام خديجة في تجارة لها قبل ان يتزوجها.....“

”بعد ازان آنحضرت ﷺ بار دوم بطرف شام بیرون آمدند با میسرہ غلام خدیجہ در تجارتی کہ برای خدیجہ بود پیش ازان کہ در عقد آنحضرت ﷺ در آید.....“

اس جملہ/ عبارت کے ترجمہ میں آنحضرت کی صراحت ضمیر کا مفہوم کھولنے کے لئے کی گئی ہے اور اسی طرح تجارت ”کہ برای خدیجہ بود“ کا فقرہ بھی اسی مقصد سے بڑھایا گیا جیسا کہ آگے ذکر آتا ہے۔

۴- ”فلما بلغ اربعين سنة ويوما اجتمعته الله بشيرا ونذيرا.....“

”وچوں عمر شریف پچھل سال ویک روز رسید خدائے تعالیٰ آنحضرت ﷺ فرستاد بہ نبوت و انداز و بشارت۔“

۵- ”وكان مبدأ النبوة فيما ذكر يوم الاثنين ثامن شهر ربيع الاول.....“

”وابتداء نبوت بود (در بعض اقوال) روز دوشنبہ ہشتم ماہ ربیع الاول.....“

۶- ”ومن اخلاقه عليه السلام سئلت عائشة عنه فقالت: كان خلقه

القرآن، يغضب لغضبه و يرضى لرضاه۔“

”بیان صفات آنحضرت ﷺ: و سوال کرده شد عائشہ رضی اللہ عنہا از خلق

آنحضرت ﷺ، گفت: بود خلق آنحضرت ﷺ قرآن مجید، بخشم می آمدند بروفق غضب

قرآن، و خوشنودی شدند بر حسب خوشنودی قرآن.....“

۷۔ ”ودحیة بن خلیفة الکلبی الی ملک الروم قیصر، وهو هرقل، فثبت عنده

نبوة النبی و سلم، فهم بالاسلام، فلم یوافقہ الروم فحافهم علی ملکہ فامسک۔“

”ودحیہ کلبی را بسوی پادشاہ روم، ووی هرقل نام داشت، پس ثابت شد نزدیک وی

بدلائل نبوت آنحضرت ﷺ و قصد اسلام کرد، قوم وی موافقت نکردند، و ترسید از آنکہ اگر اسلام

آرد سلطنت او نماند، پس باز ماند از اسلام۔“

آخری مثال میں اور اس سے قبل والی مثال میں بعض الفاظ کا اضافہ ناگزیر ہو گیا تھا

ورنہ ترجمہ کا مفہوم خبط ہو جاتا۔ وہ دراصل ضمائر کی صراحت کا معاملہ ہے اس لئے حضرت شاہ نے

ان تشریحی یا توضیحی فقروں کا اضافہ ترجمہ میں کر دیا ہے۔ ورنہ عربی عبارت کی ترتیب کلمات اور

دوسری تمام چیزوں سے ترجمہ میں از حد وفاداری برتی گئی ہے۔

ضمائر کے بعد بالعموم حضرت شاہ ان کا مرجع ضرور لاتے ہیں تاکہ کسی قسم کا شبہ نہ ہو اور

اکرام شخصیت بھی ملحوظ رہے جیسے ”ماتت امہ“ (آپ کی ماں کا انتقال ہوا) کے بعد ”آنحضرت

ﷺ“ کا اضافہ کر دیا ہے جس سے ضمیر ”ہ“ کا مرجع واضح ہو گیا۔ اسی طرح آپ کے دادا

عبدالمطلب نے آپ ﷺ کی کفالت کی، کا ترجمہ تشریحی الفاظ سے کیا ہے: ”ومتکفل پرورش

آنحضرت ﷺ جد آنحضرت ﷺ عبدالمطلب“۔ رسول اکرم ﷺ کی عمر کے لئے بالعموم عمر

شریف کا فقرہ استعمال کیا ہے اور آپ ﷺ کے لئے ضمیر اسم کی جگہ آنحضرت ﷺ ہر جگہ

لائے ہیں، جیسے ”فجاءہ واخذ بیدہ“ کا فارسی ترجمہ ہے: ”پس پیش آنحضرت ﷺ آمد و

دست آنحضرت ﷺ گرفت“۔ اسی طرح جس فعل کے فاعل آپ ﷺ ہیں وہاں فاعل کا

اظہار کر دیا ہے جیسے ”ثم خرج مرة ثانية.....“ کا ترجمہ شاہ ہے: ”بعد ازان آنحضرت ﷺ

باردوم بطرف شام بیرون آمدند.....“ ”فی تجارة لها“ کی تشریح میں حضرت خدیجہ کا نام



دوبارہ بڑھا دیا ہے۔ ایسے تمام ضمائر کے مراجع کی صراحت کرنے سے طولِ کلام ہوگا کیونکہ وہ پورے ترجمہ میں موجود ہیں۔ حضرت شاہ کے یہ اضافات بہت معنی خیز ہیں اور ضروری بھی۔ ورنہ بسا اوقات تا بڑ توڑ ضمیروں کے آجانے سے ان کے مرجع کی تعیین کرنی مشکل ہو جاتی ہے بالخصوص فارسی اور اردو میں جہاں ضمیر کی صنف کا پتہ نہیں چلتا۔ عربی میں مذکر و مونث کے لئے الگ الگ ضمیروں کے ہونے سے اتنی دقت نہیں ہوتی۔

### سرور المحزون میں اضافاتِ شاہ

امام ابن سید الناس کی عربی عبارت کے فارسی ترجمہ میں حضرت شاہ نے گونا گوں اضافات فرمائے ہیں۔ ان کی گونا گونی پر جامع بحث مختصر طور سے بعد میں آئے گی البتہ یہاں چند عناوین کے تحت ان اضافات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

### عربی متن میں تشریحی اضافے

عرب علماء کرام بالخصوص اہل سیر و تاریخ صحابہ کرام، پیغمبرانِ عظام اور دوسری عظیم شخصیات کے اسماء گرامی بلا کسی اکرامی لقب اور تکریمی جملے کے بیان کر دیتے ہیں۔ فارسی، اردو اور دوسری مشرقی زبانوں میں وہ مشرقی مزاج تکریم کے خلاف معلوم ہوتا ہے اور بسا اوقات اسے توہین و تذلیل یا تحقیر کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ حضرت شاہ نے اس مشرقی مزاج اور دینی تقاضے کا خاص خیال اپنے ترجمہ میں رکھا ہے۔ اس کی چند مثالیں پیش ہیں: ان میں سب سے بڑی مثال رسولِ اکرم ﷺ کے لئے فعل کا جمع کا صیغہ لانا ہے۔ حضرت امام نے ہر جگہ واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے مگر حضرت شاہ نے فعل ہمیشہ جمع میں لا کر مرتبت و مقام کا خیال رکھا اور رعایت کی ہے۔

☆ نور العیون میں نسب نبوی کی آخری پیڑھی ”آدم“ بلا تکریم بیان کر دی گئی ہے، حضرت شاہ نے دینی تقاضے سے لکھا ہے: ”حضرت آدم علیہ السلام“۔ متعدد صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین اور افراد اہل بیت۔ ازواج مطہرات اور بنات طاہرات۔ کے لئے بھی وہ رضی اللہ عنہ اور رضی اللہ عنہا وغیرہ ضرور استعمال کرتے ہیں۔ کہیں کہیں اسے ترک بھی کر دیا ہے جو غالباً متن عربی کا اثرِ بد ہے یا جلد بازی کا نتیجہ۔

☆ عربی عبارت میں صیغہ معروف کو کافی سمجھا گیا کہ وہ روایت کو متفقہ یا محقق بناتا ہے مگر شاہ صاحب نے ایک تشریحی فقرہ لا کر اس کی حتمی تصریح فرمادی۔

☆ عربی عبارت میں عام الفیل کے ماہ ربیع الاول میں روز دوشنبہ کو یوم ولادت بتایا گیا ہے حضرت شاہ نے ”محقق شد“ بڑھا کر مقصود متن کی صراحت کر دی۔

☆ حضرت ام ایمنؓ برکتہ الحسبہ میں نام سے قبل تشریحی فقرہ ”نامش“ کا اضافہ کیا۔ اسی طرح عربی متن میں صرف اپنے والد سے ان کے ورثہ میں پانے کا ذکر ہے، حضرت مترجم نے ”ابیہ“ کے بعد اسم گرامی عبد اللہ کا اضافہ کر دیا تاکہ ضمیر کی وجہ سے تردد نہ ہو۔ قیصر روم کے نام ہرقل سے پہلے ”نامش“ بڑھا دیا جبکہ عربی متن میں صرف ضمیر ہے۔ ایسی تشریحات پورے ترجمہ میں اکثر و بیشتر ملتی ہیں۔

☆ علانیہ تبلیغ و دعوت کے نتیجہ میں قریش نے شعب ابی طالب / بنی ہاشم میں رسول اکرم ﷺ کو محصور کر دیا تھا۔ حضرت شاہ نے ان کے محاصرہ کو ”فرط بے دانستی“ کی وجہ سے ایذا پہنچانے سے تعبیر کیا ہے اور یہ خوبصورت تشریحی اضافہ ہے۔

☆ معراج میں صرف نماز کی فرضیت کا ذکر متن میں ہے حضرت شاہ نے اسے نماز پنجگانہ کر کے واضح کر دیا۔

☆ متن عربی میں سبع / سات میں قتال کا ذکر ہے حضرت شاہ نے غزوات کا لفظ تشریح کے لئے اضافہ کر دیا ہے۔

☆ نور العیون میں بعض اصطلاحات و مقامات وغیرہ کا ذکر آتا ہے جن کی تعریف و تشریح نہیں کی جاتی مگر شاہ صاحب انکی تشریح ضرور کرتے ہیں جیسے غزوات و سرایا کی فصل میں بعوث / بعث کی تشریح، حج قرآن کی تعریف اور فقہ کا حوالہ، وادی نمرہ کی جغرافیائی تشریح، عرفہ میں نمازِ ظہر و عصر کے جمع کرنے کی صورت میں باجماعت کا تشریحی فقرہ بڑھایا ہے، تلواریں کے ضمن میں ان کے بعض اجزاء یا حصول کی تشریح کی ہے، جغرافیائی تشریحات تو قریب قریب ہر ایک مقام کے بارے میں کی ہیں۔

☆ حجۃ الوداع کی فصل میں بعض اضافات شاہ ملتے ہیں جیسے مدینہ سے دو شنبہ کو روانگی، ”فسخ الحج الی العمرة“ کا ترجمہ کیا ہے کہ حج کی نیت فسخ کی اور عمرہ پورا کیا، یوم الترویہ کی تشریح میں لکھا ہے کہ وہ آٹھ تاریخ کو ہوتا ہے ماہ ذوالحجہ میں، ”نمرہ میں آپ کا قبہ لگا دیا گیا۔ اس جملہ میں یہ تشریح کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے وہاں پہنچنے سے پہلے۔ سقاہ کی تعریف کی ہے کہ وہاں آبِ زمزم جمع کرتے تھے۔ منیٰ میں قیام سے روزہ میں ایام تشریق کا اضافہ کیا ہے۔ ایسے اضافات اور تشریحات ترجمہ میں جا بجا ملتے ہیں۔

☆ اخلاقِ نبوی کی فصل میں خشم و خوشی نبوی کی تشریح میں قرآن کے موافق کے فقروں کا دونوں جگہ اضافہ تشریح کیا ہے۔ ”مما اتاہ اللہ“ کا ترجمہ شاہ صاحب نے ”مالِ بیت المال“ کیا ہے جو عجیب لگتا ہے۔ لوگوں میں سب سے زیادہ رحیم کے ساتھ خلق اللہ کے لئے کا فقرہ بڑھایا ہے۔ عقیف ترین کی تشریح میں یہ اضافہ فرمایا کہ شہوات و لذاتِ نفسِ نفیس پر غالب نہ تھے۔ اصحاب کے لئے زیب و زینت فرمانے کے فقرے، میں یہ تشریح کی ہے کہ لباس اور کنگھی

وغیرہ جیسے کام کرتے تھے۔ جہاں جگہ پاتے مجلس میں بیٹھ جاتے کی تشریح میں لکھا ہے کہ صدر مجلس کا قصد نہ فرماتے تھے۔ قطع رحمی سے احتراز کرنے کی تشریح کی ہے، فال اور طیرہ کی تشریح و تعریف کی ہے۔ مجلس میں ذکر کرنے کو سخنِ بیہودہ نہ کرنے سے تعبیر کیا ہے۔ شعبان میں سب سے زیادہ روزہ رکھنے کے بارے میں تشریح کر دی ہے کہ رمضان کے علاوہ، نیند میں دل مبارک کے نہ سونے کی تشریح کی ہے کہ آنحضرت ﷺ وحی کے انتظار میں بجانبِ قدس متوجہ رہتے تھے اس لئے دل نہ سوتا تھا۔ ”غطیط“ (خراٹے لینے) کو صورتِ منکر کہہ کر تشریح کی ہے، ہدیہ لینے اور صدقہ نہ لینے کی خوبصورت تشریح کی ہے۔ ایسی بہت سی خوبصورت تشریحات ہیں۔

☆ ماکولات و طعامِ نبوی میں حباری نام کے پرندے کا ذکر عربی متن میں آیا ہے۔ حضرت شاہ نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ وہ معروف پرندہ ہے اور اس کے نیچے بین السطور میں سرخاب کا اضافہ کیا گیا ہے، معلوم نہیں یہ اضافہ شاہ ہے یا تشریح مرتب۔

☆ تین انگلیوں سے کھانے کی سنتِ نبوی کی تشریح حاشیہ میں ”ابہام و سبابہ و وسطی“ سے کی گئی ہے یعنی انگوٹھے، کلمہ کی اور بڑی انگلی سے ہی تناول فرماتے تھے۔

☆ ایک چادر میں ملبوس ہونے کی صورت میں نماز ادا کرنے کی تشریح میں دو ایک فقروں کا اضافہ کیا ہے۔

☆ متن میں ہے کہ جمعہ کے روز سرخ چادر استعمال فرماتے اور عمامہ باندھتے تھے۔ حضرت شاہ نے ایک دوسری روایت کا اضافہ کیا ہے کہ بعضوں کے مطابق وہ چادر سرخ دھاگوں سے کڑھی/گوندھی ہوئی ہوتی تھی: ”و بعضی گفتہ اند کہ آن چادر مخطوط مخطوط سرخ“۔

☆ خنصر میں انگوٹھی پہننے کی سنت کی تشریح میں لکھا ہے کہ خنصر سب سے چھوٹی انگلی کا نام ہے۔

☆ متن میں ہے کہ آپ ﷺ عالیہ اور مسک کی خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ شاہ

صاحب نے شرح کی ہے کہ وہ مرکب خوشبو ہوتی ہے۔

☆ اسی طرح اٹھ نامی سرے کی تشریح میں لکھا ہے کہ وہ سرمہ کی اقسام میں سب سے اعلیٰ قسم ہوتی ہے۔

☆ حجامت یعنی فصد کھلوانے کی بھی تشریح یعنی کہہ کر کی ہے کہ خون نکلواتے تھے۔

☆ بڑھیا کے جنت میں نہ جانے کے بارے میں فقرہ نبوی کی تشریح کی ہے کہ وہ بحالت

پیری نہ جائے گی یعنی جوان ہو کر داخل ہوگی اور حدیث اور مذکورہ بالا آیت قرآنی کا انطباق کیا ہے اور اقتضائے حدیث سے آیت کریمہ کا مفہوم متعین کیا ہے جو خوبصورت اضافہ ہے۔

☆ ازدواجِ مطہرات کی فصل میں اضافات و تشریحات شاہ یہ ہیں:

حضرت عائشہؓ کے نکاح کے زمانہ کے بعد ماہِ شوال کا فقرہ بڑھایا ہے اور شبِ زفاف

کے زمانے میں بھی ماہِ شوال کا اضافہ ہے۔ ان کی وفات کی متعین تاریخ ۱۷ رمضان ۵۸ھ لکھی ہے اور ان کے مدینہ میں وفات پانے اور بقیع میں مدفون ہونے کا ذکر بھی اضافہ شاہ ہے۔

☆ حضرت میمونہؓ کے بطورِ آخری زوجہ مطہرہ کی وفات میں فقرہ تشریحی موجود ہے۔

☆ حضرت زینب بنت جحشؓ کی حضرت زید بن حارثہ سے شادی اور طلاق کا مختصر ذکر

اضافہ شاہ ہے۔ ان کے جنازہ کے نعش پر اٹھانے کی تشریح کی ہے کہ نعش سے مراد جنازہ کا تابوت ہے۔

☆ حضرت میمونہ بنت حارثہؓ سے نکاحِ نبوی کے ضمن میں ان کے مقامِ سرف پر

نکاح کرنے اور اسی جگہ وفات پانے کی خبر کا اضافہ کیا ہے یعنی جس جگہ نکاحِ نبوی ہوا تھا اسی جگہ ام المومنینؓ نے وفات بھی پائی تھی۔

☆ عربی جملہ کے مطابق ان ازواج کے سر سے انتقال فرمانے کی وضاحت کی ہے کہ

یہ ازواجِ مطہرات سوائے خدیجہ کے آپ ﷺ کے بعد بھی باقی رہیں۔ اس کے بعد حضرت زینب بنت خزیمہ ام المساکین کے تذکرہ کے بعد یہ تشریحی نوٹ بڑھایا ہے کہ ان کے ازواجِ مطہرات کی جماعت کے علاوہ آپ ﷺ نے بعض خواتین سے نکاح کیا یا پیغام ان کو دیا مگر معاملہ انجام کو نہ پہنچا۔ ان میں سے حسب ذیل خواتین ہیں۔

☆ ازواجِ مطہرات کو تخمیر دینے اور آئیہ تخمیر کے حوالے سے تشریح کی ہے کہ صحبتِ

نبوی ﷺ کو اختیار کریں یا دنیا کو اختیار کریں۔

☆ حضرت اسماء جونہی کے نکاح کے نامکمل رہ جانے کی روایت کا اضافہ کیا ہے کہ

انہوں نے انجانے میں رسول اکرم ﷺ سے پناہ مانگی تھی اور آپ ﷺ نے ان کو جدا کر دیا تھا۔

☆ اولادِ نبوی کی فصل میں بعض تشریحاتِ شاہ ہیں جیسے حضرت فاطمہؑ کو ”خردترین

دختر ان آنحضرت ﷺ“ بتایا ہے۔ حضرت زینبؑ کی دخترِ گرامی حضرت امامہؑ کے آگے تشریحی

جملہ بڑھایا ہے کہ امامہ نام تھا اور جب وہ جوان ہوئیں اور حضرت علیؑ سے قبل امیر المومنین کا

اضافہ کیا ہے اور یہ بھی کہ حضرت فاطمہ کے بعد ان سے شادی کی اور ”بعد علیؑ“ کا مزید اضافہ

ہے۔ اسی طرح حضرت علیؑ کی حضرت فاطمہؑ سے شادی کے بیان میں حضرت علیؑ کے لئے امیر

المومنین کا لقب استعمال کیا ہے اور وہ دوسرے مقامات پر بھی کیا ہے جیسے حضرت عبید اللہ بن

ابورافع کے کاتب امیر المومنین علیؑ ہونے کے بیان میں۔

حضرت رقیہؑ کا نام متن میں صرف اتنا ہی ہے مگر حضرت شاہؑ نے ”بنت آنحضرت

ﷺ“ کا اضافہ کیا اور ان کے شوہرِ گرامی حضرت عثمانؑ کے نام سے پہلے امیر المومنین کا اضافہ کیا

ہے مگر ان کے والد کی نسبت ”بن عفان“ ساقط کر دی ہے۔

موالی نبوی کی فصل میں بعض اضافات و تشریحات ملتی ہیں جیسے ایک غلام حضرت ابو ضمیرہ

کے غزوہ حنین کے فے میں ہونے کی صراحت کی ہے۔ موالی کے بعد متن میں باندیوں کا ذکر شروع ہو گیا ہے مگر حضرت شاہ کے ترجمہ میں ”اسامی کنیزکان آنحضرت ﷺ“ کی سرخی کا اضافہ ہے۔

متن میں ”من الاحرار“ کے لئے نئی سرخی ”اسامی خادمان آنحضرت ﷺ“ لگائی ہے۔ ان میں تشریحی اضافات بھی ہیں جیسے حضرت ذومحبر کو ”یا خواہر زادہ“ بتایا ہے۔ پھر ”حرسہ“ کی جگہ آسامی نگاہ بانی کنندگان آنحضرت ﷺ“ لگائی ہے۔ محمد بن مسلمہ کے بعد انصاری کا اضافہ کیا ہے۔

سفر اء نبوی میں تشریحات شاہ یہ ہیں: نجاشی کی تعریف کہ بادشاہ حبشہ کا لقب ہے۔ ترجمہ اصحہ میں بزبان عربی کا اضافہ کیا ہے اور ان کی نماز جنازہ کو غائبانہ قرار دیا ہے جو متن میں صرف ”فصلی علیہ“۔ قیصر روم کے نزدیک نبوت کے ثابت ہونے کو بدلائل ثابت کر دیا ہے۔ کسریٰ کے قتل ہونے کا ذکر اضافہ شاہ ہے، مقوقس کی تعریف کہ وہ حکمران مصر و اسکندریہ کا لقب ہے، ہدایائے مقوقس میں حضرت شیرین کے علاوہ ایک ہزار دیناری جامے کا ایک دوسری روایت سے اضافہ شاہ ہے۔ عمان سے صدقہ کی جگہ زکوٰۃ کی وصولیابی کا ذکر کیا ہے۔ بلقاء کی تشریح کی ہے کہ وہ شام کا ایک شہر ہے۔

نجباء کی تعریف میں یہ لکھا ہے کہ وہ حضرات جو عنایت کی زیادتی سے مخصوص تھے: ”آنانکہ بزیادت عنایت مخصوص بودند“ اور آخر میں حضرت بلال کے نام کا اضافہ کیا ہے۔

حیوانات (دواب) کی فصل میں حضرت شاہ نے گھوڑوں کی تعداد دس بیان کر کے لکھا ہے کہ اس میں اختلاف بھی ہے جبکہ متن میں کمی بیشی کے اختلاف کا فقرہ ہے۔ سلب نامی گھوڑے کی تعریف کے عربی الفاظ کی زیادہ تشریح و تفسیر کی ہے۔ بحر نامی گھوڑے کی تشریح کی ہے کہ وہ کشادہ دہن اور تیز رفتار ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ صدیق لقب کا اضافہ کیا ہے۔

حمار (گدھے) کا ترجمہ ”دراز گوش“ کیا ہے جو بہت خوب ہے۔ غابہ نامی جگہ کی وضاحت کی ہے کہ وہ مدینہ کے قریب ایک مقام تھا۔ قصواء نامی اونٹنی پر رسول اکرم ﷺ کی ایک اعرابی سے مسابقت اور قصواء کے پیچھے رہ جانے کے واقعہ میں چند فقروں اور جملوں کا اضافہ فرمایا ہے جس سے معنی کھل گئے ہیں۔

تلواروں کے ذکر میں قبیعہ (دستہ) کی تشریح کی ہے اور اس کے بعد نعل کی تشریح بھی کی ہے۔ متروکہ ملبوسات نبوی کی سرخی اگر چہ نہیں لگائی ہے جیسی کہ متن میں ہے مگر حبرہ کی تشریح کا اضافہ فرمایا کہ وہ یمنی چادروں کی ایک قسم ہے مگر صحاری جامہ ہائے نبوی کی تشریح نہیں کی۔ خمیصہ کی تشریح میں چادرِ علمدار لکھا ہے۔ گدے میں پتیوں کی شرح میں خرما (کھجور) کا اضافہ کر دیا ہے۔ اسی طرح لگن میں حنا اور وسمہ کے بنائے جانے کی تشریح بڑھادی ہے اور ان کے لگانے کی حکمت بھی بتائی ہے۔ خاتمِ نبوی میں بھی تھوڑی سی تشریح ملتی ہے۔

معجزاتِ نبوی کی فصل کا آغاز عظیم ترین معجزہ قرآن مجید سے ہوتا ہے۔ حضرت شاہ نے اس کے اعجاز کی مختصر تشریح فرمادی ہے کہ کوئی بھی انسان اس کی جیسی ایک سورہ بھی نہیں بنا سکتا۔ شق الصدر کی تشریح کی ہے کہ بچپن میں ملائکہ نے آنحضرت ﷺ کا سینہ مبارک چیر کر اسے ایمان و علم سے بھر دیا تھا۔ بیت المقدس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کے معجزہ کی تشریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا کشف فرمادیا تھا اور رسول اکرم ﷺ نے اسے دیکھ کر اس کی تمام تفصیلات بیان فرمادی تھیں اور قریش کو یقین آ گیا تھا کہ انکے وہ تفصیلات واقعی تھیں۔ زہر آلود بکری کے گوشت کے معجزہ کے ضمن میں حضرت شاہ نے اپنی تشریح میں اسے کافروں کی کاریگری قرار دیا ہے۔

قتلِ اسود غسی کے ضمن میں صنعاء شہر کی جغرافیائی تشریح کی ہے کہ وہ یمن کا ایک شہر ہے۔

معجزات میں قصہ مازن بن عمرو اور قصہ سواد بن قارب کا صرف حوالہ ہے۔ حضرت



شاہ نے ان دونوں کا واقعہ مع اشعار و کلمات کسی دوسرے ماخذ سے کافی مفصل نقل کیا ہے جو ان کے ترجمہ میں موجود ہے۔

وفاتِ نبوی کے ضمن میں حضرات عمر و عثمان و علی اور ابو بکر و عباس رضی اللہ عنہم کے لئے دعائیہ جملے رضی اللہ عنہ، رضی اللہ عنہما، کرم اللہ وجہہ استعمال کئے ہیں۔ صحابہ کرام اور بالخصوص حضرت علی کے لئے رضی اللہ عنہ وغیرہ ضرور استعمال کرتے ہیں خواہ وہ متن میں نہ ہوں۔

کفنِ نبوی کے سحولی کپڑوں میں سحولی کی تعریف و تشریح کی ہے کہ وہ یمن کے ایک دیہات کا نام ہے۔ تکفینِ نبوی کی بھی تشریح کی ہے کہ وہ تین بلاسلی چادریں تھیں جن میں رسول اکرم ﷺ کو لپیٹا گیا تھا۔

ان تمام تشریحی اضافات شاہ سے ترجمہ میں حسن تو پیدا ہی ہوتا ہے عبارت کے معانی اور ان کی جہات کھل جاتی ہیں۔ حضرت شاہ کے اضافات مختلف نوعیت کے ہیں: ایک تو اکرام و تعظیم کے دعائیہ جملوں یا القاب و آداب پر مبنی ہیں جیسے صحابہ کے لئے رضی اللہ عنہ وغیرہ اور خلفاء کے لئے امیر المومنین کے القاب مگر حقیقت میں موخر الذکر کو استعمال نہ کرنا ہی خوب ہوتا کہ اس وقت عہدِ نبوی میں وہ خلفاء نہ تھے۔ جغرافیائی تشریحات یا بعض چیزوں کی وضاحتیں بہت دلچسپ اور معنی خیز ہیں۔ کہیں کہیں معنی و مفہوم کھولنے کے لئے حضرت شاہ نے جو دو ایک فقرے اور جملے بڑھائے ہیں وہ عبارت کے حسن کو چار چاند لگا دیتے ہیں اور قاری کو اختصار محض کی پیدا کردہ الجھن سے بچاتے ہیں۔ ان تشریحی اضافات سے حضرت شاہ کے علمی تبحر اور فنی تعمق کا اندازہ ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ زبان و بیان پر قدرت کا بھی۔ دو ایک مختصر فقروں اور جملوں میں معنی و مفہوم کو پوری طرح کھول دینا صرف ایک صاحبِ علم و کمال ہی کر سکتا ہے۔

## ضعیف روایات کی تفسیح شاہ

حضرت شاہ نے متعدد مقامات پر نور العیون کی ضعیف روایات کو سرے سے اپنے ترجمہ میں جگہ نہیں دی ہے۔ یعنی ان کو بیان ہی نہیں کیا۔ حضرت مترجم نے اس کا عام حوالہ اپنے مقدمہ میں ضرور دے دیا ہے مگر متونِ فصول سے ان کی تفسیح و تغلیط کا حوالہ وہ بالکل نہیں دیتے۔ جب تک قاری عربی متن اور فارسی ترجمہ دونوں کا موازنہ حرف بحرف، لفظ بہ لفظ اور کلمہ بہ کلمہ نہ کرے وہ ان ”نقصاناتِ متن“ کا پتہ نہیں لگا سکتا۔ یہ حضرت شاہ کے طریقہ کمی و بیشی کا ایک نمایاں تصور ہے۔ ان کو نشانہ ہی کرنی چاہئے تھی جیسا امام ابن ہشام نے امام ابن اسحاق کی سیرت کے متون میں کمی و بیشی کے ضمن میں کیا تھا یا بعض دوسرے پیشرووں نے طریقہ اختیار کیا تھا۔ ولی اللہی تفسیح و اخراج روایات کی بعض مثالیں درج ذیل ہیں:

☆ حملِ نبوی کے رحمِ مادر میں ٹھہرنے کا زمانہ ایامِ تشریق اور مقامِ جمرہ و سطحی نور العیون میں بتایا گیا ہے مگر حضرت شاہ نے اپنے فارسی ترجمہ میں اس کو بالکل ساقط کر دیا اور کامل سکوت اختیار کر لیا ہے، نہ تردید کی، نہ تنقید اور نہ کوئی حوالہ دیا۔ صرف ترجمہ پر اکتفا کرنے والا نہیں جان سکتا کہ یہ روایت متن میں موجود ہے مگر ترجمہ میں نہیں دی گئی۔ اس جگہ عبارت میں بیاض کا استعمال کیا جاسکتا تھا۔

☆ حضرت ثویبہ کی نسبت اسمیہ نور العیون میں ہے کم از کم ہمارے مخطوطہ میں، حضرت شاہ نے اس کو بھی نکال دیا ہے۔ اس کو نکالنے کی وجہ نہیں سمجھ میں آسکی۔ کیا وہ ضعیف روایت ہے یا عام دستور کے خلاف ہے۔ یہ نسبت ایک اہم چیز ہے اور اس کی تحقیق کی ضرورت ہے۔

### ترتیبِ عبارت میں تبدیلی

ترجمہ میں بسا اوقات کلمات اور الفاظ کی ترتیب تبدیل کرنی پڑتی ہے کہ زبانِ ترجمہ اور اس کی فصاحت یہی تقاضا کرتی ہے۔ لیکن شاہ مترجم نے بسا اوقات ان مقاماتِ ضروری کے

علاوہ متن کی عربی عبارت میں ناہمواری کو دور کر کے ترجمہ کیا ہے یا بعض متعلقہ چیزوں کو جو متن میں آگے پیچھے تھیں ان کو صحیح ترتیب میں رکھ دیا ہے۔ عبارات میں اس ترتیبی تبدیلی سے زبان ترجمہ میں کافی روانی اور سلاست پیدا ہوگئی ہے اور کئی مقامات پر معانی کا حسن نکھر آیا ہے۔ بعض ترتیبی تبدیلیوں سے بہر حال اہل علم اور صاحبان زبان کو اختلاف ہو سکتا ہے۔

حلیہ/شامل شریف کے بیان میں آنحضرت ﷺ کے رنگ و روپ کے فقروں کو ایک جگہ کر کے ترجمہ کیا ہے جو متن میں شانوں کی فراخی والے فقرے سے بے ترتیب ہو گئے تھے۔ حضرت شاہ کا ترجمہ شامل عربی عبارت سے فصاحت و بلاغت میں ذرا بھی کم نہیں ہے۔

☆ اخلاق نبوی کی فصل میں کھانے کی دعا متن میں پوری آئی ہے: ”اللہم بارک لنا فیہ واطعمنا خیرا منہ“ اور پینے کی دعا ہے خاص کر دودھ کے نوش کرنے کی: ”اللہم بارک لنا فیہ وزدنا منہ“۔ حضرت شاہ نے ماکولات کی دعا لکھی ہے: ”اللہم ارزقنا خیرا منہ“ اور دودھ نوش کرنے کی دعا متن جیسی لکھی ہے اور دونوں دعاؤں کا ترجمہ فارسی میں نہیں کیا ہے۔ اس تبدیلی کی وجہ سمجھ میں نہیں آسکی۔ سوائے اس کے کسی حدیث میں ان دونوں دعاؤں کا یہی حال ہو۔

☆ غیر مصدقہ یا غیر تکمیل شدہ ازدواج میں حضرت دحیہ کلبیؓ کی بہن کا نام متن میں اساف ہے مگر ترجمہ میں شراف چھپا ہے۔ ان سے نکاح اور دخول کی عبارت بھی ترجمہ میں بدلی ہے اور حضرت خولہ بنت الہذیل کی دوسری نسبت پدری بنت الحکم کو ساقط کر کے عبارت بھی تبدیل کی ہے۔ ان دو تبدیلیوں کی وجہ سمجھنا مشکل ہے۔ اول الذکر تو یقیناً کتابت کی غلطی ہے۔ دوسری تبدیلیاں تحقیق طلب ہیں۔

☆ عمرہ بنت یزید، زن غفاری، امراتہ تمیمیہ، عالیہ بنت ظبیان اور بنت الصلت کے بارے میں حضرت شاہ نے عبارت بدل دی ہے اور ترتیب بھی۔ متن سے حضرت شاہ کی عبارت

کافی مختلف اور دوسری ترتیب والی ہے۔

فصل اولادِ نبوی میں امام ابن سید الناس نے فرزند ان گرامی کا ذکر خیر کر کے ان کے اسلام سے قبل بچپن میں وفات پانے کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد دخترانِ ارجمند کا ذکر لائے ہیں۔ حضرت شاہ نے تمام اولاد کا ذکر کرنے کے بعد اولادِ زینہ کے وفات پانے اور بنات کے اسلام کانے کا ذکر ساتھ کیا ہے۔

☆ اولادِ حضراتِ علیؑ و فاطمہؑ میں متن صرف دو فرزندوں حسنؑ و حسینؑ کا نام لیتا ہے اور سب کے لئے دعائیہ فقرہ لکھتا ہے: رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور اس کے بعد حضرت محسنؑ کی ولادت و وفات کا ذکر کرتا ہے جبکہ حضرت شاہ نے تینوں فرزندوں کا ذکر ایک ساتھ کیا ہے اور ان کے لئے دعائیہ کلمہ نہیں لکھا ہے اور حضرت محسنؑ کے انتقال کا ذکر دخترانِ حضرت علیؑ کے ذکر کے بعد کیا ہے جبکہ وہ متن میں ان کے ذکر سے قبل ہے۔ حضرت علیؑ و فاطمہؑ کی دختر نیک اختر حضرت زینبؑ کے آخری شوہر کو متن ان کے تیسرے شوہر محمد کا بھائی عبداللہ قرار دیتا ہے مگر شاہ صاحب نے ان کا پورا نام عبداللہ بن جعفر لکھ دیا ہے تاکہ باقاعدہ وضاحت ہو جائے۔

☆ ”کنیزکانِ نبوی“ میں حضرت ام ایمنؑ کا ذکر حضرت سلمیٰؑ ام رافع کے معاً بعد ہے

مگر حضرت شاہ صاحب نے حضرت شیرینؑ کے بعد لکھا ہے اور ان کا اور ان کی بہن حضرت ماریہؑ کا ذکر بڑھایا ہے اور ترتیبِ اسامی نہ صرف بدلی ہے بلکہ بنی قریظہ کی چھ باندیوں کا ذکر بڑھایا ہے جبکہ متن میں صرف حضرت ریحانہؑ کو اسیرانِ بنی قریظہ میں سے بتایا گیا ہے۔ حضرت خویلدہؑ کا ذکر آخر میں بطور اضافہ ملتا ہے۔

☆ محافظینِ نبوی کی فصل میں حضراتِ عباد بن بشر، سعد بن ابی وقاص اور ابو ایوب کی

خیبر میں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کی وادی القریٰ میں محافظت کا ذکر متن میں ہے۔ حضرت

شاہ نے خیبر کا ذکر نہیں کیا اور سب کی حراست کا ذکر وادی القریٰ کے حوالے سے کیا ہے۔

سفرِ نبوی کی فصل میں متن حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے یمن بھیجے جانے کے ذکر کے بعد یہ کہتا ہے کہ معاذ بن جبل کو ابو موسیٰؓ کے ساتھ عام اہل یمن کی طرف بھیجا گیا مگر حضرت شاہ نے ترتیب بدل کر ایک جگہ دونوں کے بھیجے جانے کا ذکر کیا ہے۔

نجباءِ نبوی کی فصل میں حضرات ابو بکرؓ و عمرؓ و علیؓ کا ذکر خیر متن میں ان کے اسماء کے ساتھ ہے جبکہ حضرت شاہ نے خلفای اربعہ لکھ دیا ہے۔ متن میں ابن مسعودؓ اور عمارؓ بن یسار ہے حضرت شاہ نے عبداللہ بن مسعود اور صرف عمارؓ لکھا ہے۔ یسار غلط ہے یا سر ہونا چاہئے۔ متن میں حضرت بلالؓ کا نام نہیں ہے حضرت شاہ نے اضافہ فرمایا ہے۔

معجزات کی فصل مفصل میں حضرت شاہ کے بعض ترتیبی تصرفات ہیں اور دوسری چیزیں بھی ہیں جیسے شق الصدر پہلے ہے اور اخبارِ غیب بعد میں۔ حضرت شاہ نے ترتیب الٹ دی ہے۔ اسی طرح بعض دوسری ترتیبی تبدیلیاں ملتی ہیں۔

وفاتِ نبوی کی فصل میں ہے کہ وفات کے بعد رسول اکرم ﷺ کو ایک حبرہ چادر میں لپیٹ دیا گیا۔ حضرت شاہ نے احترام کے لہجہ میں لکھا ہے کہ حاضرین نے آنحضرت ﷺ کو لپیٹ دیا۔ حضرت عمرؓ کے بارے میں متن میں ہے کہ آپ ﷺ کی وفات نے بعض اصحاب کو دہشت زدہ کر دیا اور ان میں عمرؓ تھے۔ حضرت شاہ نے تھوڑی سی ترتیب یا عبارت بدلی ہے کہ بعض اصحاب نے فرط بے طاقتی سے آنحضرت ﷺ کی موت سے انکار کر دیا اور یہ حضرت عمرؓ کے بارے میں منقول ہے۔ حضرت شاہ کی یہ ترمیم بعض دوسری روایات کے سبب آئی ہے۔ ویسے حضرت عمرؓ کے انکار وفات کا قضیہ ایک نئی تحقیق کا طالب ہے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث کے تناظر میں کیا جانا چاہئے

(ملاحظہ ہو مقالہ خاکسار: "وفاتِ نبوی پر خطبہ فاروقی کی معنویت" غیر مطبوعہ)۔

## نقصاناتِ ترجمہِ شاہ

حضرت شاہ نے ضعیف روایات کے علاوہ بعض دوسرے تصرفات اور تبدیلیوں کو اپنے ترجمہ میں روار کھنے کی بات کہی ہے۔ نور العیون کی عبارت / متن سے بعض عبارتوں، روایتوں اور بیانیوں کو بھی حضرت شاہ نے حذف کر دیا ہے جو بظاہر ضعیف نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ حضرت شاہ کے تصرفات ہیں۔ لیکن یہ تصرفات بسا اوقات تصرفاتِ بیجا معلوم ہوتے ہیں۔ اس کی دو وجوہ ہیں: اول یہ کہ وہ بہر حال ایک روایت ہے جو متن میں آئی ہے۔ حضرت مترجم نے اسے بلا جواز و بلا توجیہ بدل دیا ہے، دوسرے اس کی کوئی نشاندہی نہیں فرمائی۔ ایسے تصرفات شاہ کو اور کچھ نہ کہا جائے تو نقصاناتِ ترجمہ ضرور قرار دیا جاسکتا ہے۔

☆ حضرت خدیجہؓ سے نکاحِ نبوی کے ضمن میں دو بیانات / روایات نور العیون میں موجود ہیں: ایک یہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ کو بارہ اوقیہ سونا مہر عطا فرمایا اور دوسرے یہ کہ وہ آپ ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی شخصیت تھیں۔ حضرت شاہ کے مطبوعہ فارسی ترجمہ میں وہ دونوں مفقود ہیں۔ مہر کی رقم کی روایت ضعیف ہو سکتی ہے لہذا وہ تصرفِ شاہ کے تحت آگئی مگر حضرت خدیجہؓ کے اولین مومنہ ہونے کی روایت میں کیا قباحت تھی؟

☆ وفاتِ نبوی کی مختلف تاریخوں کے لئے حضرت امام ابن سید الناس نے اپنی کتاب سیرت عیون الاثر کا حوالہ دیا ہے۔ حضرت شاہ نے نہ جانے کیوں اس کو بدل کر ”کتب مطولہ“ بنا دیا ہے۔

☆ ”قف“ کے تحت بعض عناوینِ فصول ملتی ہیں مگر حضرت شاہ کے ترجمہ فارسی میں وہ بالعموم نہیں پائی جاتیں جیسے ”ہجرتہ من مکة الی المدینة، ذکر غزواتہ ﷺ، حج بعد فرض الحج حجة واحدة، صفتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام“ (حاشیہ میں البتہ بیانِ حلیہ شریف ﷺ لکھا گیا ہے)، اسماء کی سرخی، اخلاقِ نبوی کی سرخی، اخلاقِ نبوی میں ذیلی

سرخیاں جیسے اسفار کے اخلاق، مجلس میں جہاں جگہ پاتے تشریف فرما ہوتے، جانوروں کی سواری کی سرخی، کھانے کے آداب و ادعیہ کی سرخی، روزوں کی سرخی، سونے کی دعائیں، صدقہ نہ کھانے، جو کی روٹی۔ سے بھی پیٹ بھر کر نہ کھانے اور کھانے سے متعلق دوسری کئی سرخیاں، اسی طرح ملبوسات کی تمام سرخیاں غائب ہیں۔ بعد کی تمام سرخیاں بھی متن ترجمہ میں نہیں ہیں جیسے ذکر زوجاتِ طاہرات وغیرہ۔ ان سرخیوں کی موجودگی سے متن میں حسن ترتیب پیدا ہوتا ہے اور مختلف موضوعات کی تفہیم بہتر ہو جاتی ہے۔ ترجمہ میں ان کے فقدان کی بنا پر بیانیہ بسا اوقات بے ربطی کا شکار معلوم ہونے لگتا ہے۔

☆ حجۃ الوداع کی فصل میں حضرت شاہؒ نے بعض روایاتِ نور العیون ساقط کی ہیں: رسول اکرم ﷺ کے زانوائے مبارک کے نیچے رحل/زین تھی جس پر ایک چادر (قطیفہ) تھی اور اس کی قیمت چار درہم سے زیادہ نہ تھی اور رسول اکرم ﷺ نے دعا مانگی کہ پروردگار سے ایسا حج بنا دے جس میں نہ ریا ہو اور نہ شہرت کی طلب: ”وقال: اللہم اجعلہ حجاً لا ریا فیہ ولا سمعة“ ان دونوں روایات کو ضعیف بھی نہیں قرار دیا جاسکتا کہ وہ دوسری معتبر کتب حدیث و سیرت میں موجود ہیں۔

☆ عربی متن میں ”نبی الملحمہ“ کا اسم گرامی صحیح مسلم کے حوالے سے ہے حضرت شاہؒ نے صحیح مسلم کا حوالہ ساقط کر دیا ہے۔ حافظ مقدسی وغیرہ کئی دوسرے محدثین و علماء نے صحیح مسلم کا حوالہ دیا ہے۔ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ صحیح مسلم کے مختلف نسخے ہیں جن میں بعض احادیث مختلف ہیں۔ ممکن ہے کہ ان بزرگوں کے نسخے میں یہ اسم گرامی موجود ہو اور شاہ صاحب کے نسخے میں موجودہ متداول نسخوں کی طرح موجود نہ ہو۔ اس فصلِ اسماء گرامی کے آخر میں ”نذیرا مبیناً“ اور اس کی آیت کریمہ ﴿وقل انی انا النذیر المبین﴾ اور مذکورہ اس کی آیت کریمہ ﴿انما انت مذکر﴾ نہیں ہے البتہ ترجمہ میں شاہ صاحب نے عبد کے لئے

﴿سبحان الذی اسرىٰ بعبدہ﴾ اور منذر کے لئے ﴿انما انت منذر﴾ کی آیاتِ کریمہ کا اضافہ کیا ہے۔ ممکن ہے کہ ان کے پیش نظر کوئی دوسرا مخطوطہ ہو جس میں ایسے تصرفات یا اختلافات بھی ہوں۔ لیکن یہ محض خوش گمانی ہے (نسی الملحمہ کا ذکر ابن قیم نے زاد المعاد میں اسماء گرامی کے باب میں کیا ہے، اگرچہ اس میں ماخذ کا حوالہ نہیں ہے: اردو ترجمہ، دہلی ۱۹۹۵ء، ۶۸؛ نیز شروح مسلم)۔

☆ اخلاقِ نبوی کی فصل میں رحمت و رافتِ نبوی کے اظہار کے لئے ایک حسین و جمیل جملہ متن میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نماز میں ہوتے اور کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے جو اپنی ماں کے ساتھ مسجد میں آیا ہوتا تو اس ماں کی رحمت کے لئے نماز ہلکی فرما دیتے تھے۔ حضرت شاہؒ نے اس حصہ متن کا ترجمہ شامل نہیں کیا، نہ معلوم کیوں؟ اسی طرح آزرہ صحابی کے گھر جانے کے لئے صحابہ کرام کو ساتھ لینے کا فقرہ ساقط ہو گیا ہے۔ یہ دونوں روایات صحیح ہیں۔ اول الذکر تو صحیح کتب حدیث میں موجود ہے اور خاصی معروف و مشہور ہے (بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب من اخف الصلوٰۃ عند بکاء الصبی، احادیث: ۷۰۷-۷۱۰؛ فتح الباری، ۲/۲۶۱-۲۶۳ وما بعد)۔

☆ اسی فصل میں متن کا ایک جملہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے کبھی کھڑے کھڑے پانی پیا ہے: ”وربما شرب قائما“ حضرت شاہؒ نے اس کو اپنے ترجمہ میں ساقط کر دیا ہے حالانکہ وہ صحیح حدیث ہے اور بخاری وغیرہ متعدد معتبر کتب حدیث میں موجود ہے (بخاری، کتاب الاشربة، باب الشرب قائما، ۵۶۱۵، ۵۶۱۶ وغیرہ؛ فتح الباری، ۱۰/۱۰۱-۱۰۷ وما بعد)۔

اسی طرح متن میں حبرہ نامی چادروں کے لباس کو جو یمنی چادروں کا ہوتا تھا اور جس میں لالی اور سفیدی ہوتی تھی پسندیدہ لباس کہا گیا ہے۔ ”واحب اللباس الیہ الحبرۃ من برد الیمن فیہا حمرة و بیاض“ شاہ صاحبؒ نے نہ جانے کیوں اس کو نکال دیا ہے حالانکہ یہ بھی صحیح حدیث ہے، متن میں چادر کو لباسِ پسندیدہ ترین اور قمیص کو ثوب / ثیابِ پسندیدہ ترین کہا



گیا ہے۔ ان دونوں کا فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے (بخاری، کتاب اللباس، باب البرود والحبر والشملة“ احادیث: ۵۸۱۲-۵۸۱۳؛ فتح الباری، ۱۰-۳۳۹-۳۴۱: احب الثياب..... الحبرة)۔ ترجمہ میں دعا کا لفظ ”البستنیہ“ (تو نے اسے مجھے پہنایا) ہے جو مطبوعہ ترجمہ میں ”البستہ“ ہو گیا ہے اور وہ بلاشبہ کتابت کی غلطی ہے۔

☆ مزاج نبوی کے باب میں پہلا واقعہ اونٹ/ اونٹنی کے بچہ پر سوار کرنے سے متعلق ہے۔ متن میں یہ ہے کہ وہ ایک عورت سے متعلق ہے مگر شاہ صاحب نے اسے ایک شخص/ مرد سے متعلق کر دیا ہے حالانکہ متن کی روایت بھی صحیح ہے کہ وہ حضرت ام سلیم یا حضرت ام ایمن سے متعلق ہے جیسا کہ روایات سیرت بتاتی ہیں۔ لہذا متن میں تصرف بیجا نہیں کرنا چاہئے (ترمذی، شمائل، باب ماجاء فی مزاج رسول اللہ ﷺ میں بلاشبہ ایک مرد (رجلا) کا ذکر ہے اور متعدد سیرت نگاروں نے اسے بیان کیا ہے۔ مگر دوسری روایات میں وہ ایک عورت سے متعلق واقعہ ہے جیسا کہ محبت طبری کے خلاصۃ السیر، ۲۷ میں ہے، بلاذری ۱/۲۲۲ میں وہ حضرت ام ایمن کے بارے میں آیا ہے؛ ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون ”حضرت ام ایمن“۔ رسول اکرم ﷺ کی انا، معارف اعظم گڑھ، مارچ ۲۰۰۳ء، ۱۷۷)۔

ازواج مطہرات کی فصل میں حضرت شاہ نے بعض چیزیں اپنے ترجمہ میں ساقط کی ہیں، وہ بالترتیب حسب ذیل ہیں:

☆ ”حضرت سودہ بنت زمعہ“ لکھا ہے اور ان کا بقیہ نسب: ”بن قیس بن عبد شمس بن عبد وڈ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی“ ساقط کر دیا ہے۔

☆ ”حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق“ لکھا ہے جبکہ متن میں پورا نسب یوں ہے: عائشہ بنت ابی بکر عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ“۔ ان کی دوسری روایت بابت عمر سات سال ساقط کر دی ہے۔

☆ حضرت حفصہؓ بنت عمر فاروق لکھا ہے جبکہ متن میں پورا نسب ہے: ”حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن رزاح بن عدی بن کعب“۔ حضرت شاہؓ نے ایک روایت کے حوالے سے رسول اکرم ﷺ کے حضرت حفصہ کو طلاق دینے کی بات کہی ہے جبکہ متن میں روایت کیا گیا ہے (دوی) اور طلاق سے رجوع کرنے کی نسبت اور خیال خاطر عمرؓ کی نسبت رسول اکرم ﷺ کی طرف کی ہے جبکہ متن میں واضح الفاظ ہیں کہ حضرت جبریلؑ نے کہا: عمر کی رحمت کے لئے: وفی خبر ان جبریل قال: رحمة لعمر“۔

☆ حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان“ حضرت شاہ کے ترجمہ میں ہے جبکہ متن میں پورا نسب ہے: ”ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان صحر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف“۔

☆ صرف حضرت ام سلمہؓ کا ذکر حضرت شاہؓ نے کیا ہے مگر متن میں پورا نام و نسب مذکور ہے: ”ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ام سلمہ۔

اسی طرح تمام دوسری ازواج کے صرف اسماء گرامی ترجمہ شاہ میں دئے گئے ہیں جبکہ متن میں ان کے پورے نام و نسب موجود ہیں۔

☆ ”زینبؓ بنت جحش بن رباب بن یحییٰ بن صبرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان من بنی اسد بن خزیمہ“۔

☆ جویریہؓ بنت الحارث بن ابی ضرار بن حارث بن ابی ضرار بن الحارث بن عائد بن مالک بن المصطلق۔ غنیمت میں ان کے مالک / آقا حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس میں آخر الذکر کا نام ساقط کر دیا ہے۔

☆ حضرت صفیہؓ بنت حمی بن اخطب بن ابی یحییٰ بن کعب بن خزرج النضیریہ قبیلہ۔

☆ حضرت میمونہؓ بنت حارث بن حزن بن بحیر بن لہرم بن روینہ بن عبد مناف بن

ہلال بن عامر کے پورے نام و نسب میں صرف حضرت میمونہ کا نام ذکر کیا ہے۔ ان کی آخری زوجہ ہونے کا فقرہ بھی نکال دیا ہے جبکہ اس کی ایک روایت ہے اور اسے ایک جگہ حضرت شاہ نے بھی بیان کیا ہے۔  
 ☆ حضرت زینب بنت خزیمہ کے لقب ام المساکین کو ساقط کر دیا ہے جبکہ وہ صحیح ہے اور مشہور بھی ہے۔

☆ حضرت اسماء جونہی لکھا ہے متن میں اسماء بنت کعب الجونہی ہے۔

☆ ایک غفاری خاتون میں سفیدی (سفید داغ) دیکھنے کے سبب ان کو ان کے اہل کے پاس بھیج دینے کا واقعہ نظر انداز کر دیا ہے۔

☆ متن میں صرف عمرہ بنت یزید کے دخول سے قبل طلاق دینے کا ذکر ہے: ”و عمرہ بنت یزید و طلقها قبل الدخول“۔ حضرت شاہ نے عمرہ بنت یزید کے ساتھ ایک غفاری خاتون اور عالیہ بنت ظبیان سب کو دخول سے قبل طلاق دینے میں شامل کر لیا ہے۔

☆ ملیکۃ اللیثیۃ کا نام ساقط کر دیا ہے اگرچہ ان کے نکاح کا واقعہ اور مفارقت کا ذکر کیا ہے۔

ان تمام ازواج مطہرات کے باب میں ان کا نسب ساقط کرنے سے خلا سا پیدا ہو جاتا ہے اور مشہور القاب کا ساقط کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔

☆ اولادِ گرامی کی فصل میں حضرت زینب کے شوہر کا نام صرف ابو العاص لکھا ہے جبکہ

متن میں ”بن الربیع بن عبد شمس“ بھی ہے۔ متن میں حضرت رقیہ کا صرف نام گرامی ہے۔

اعمام و عمات کی مختصر فصل میں بھی حضرت شاہ نے بعض نقصانات کئے ہیں جیسے

ابو طالب کا نام عبد مناف نکال دیا ہے اور ابو لہب کا نام عبد العزیٰ بھی نہیں بیان کیا ہے، حبل کا نام

المغیرہ بھی ساقط کیا ہے۔ ان کے ساقط کرنے کی توجیہ صرف یہ کی جاسکتی ہے کہ حضرت شاہ کے

نزدیک اختصار پیش نظر تھا۔ اس اختصار نے قاری کو بعض اہم معلومات سے بھی محروم کر دیا۔

موالی آنحضرت ﷺ میں بھی کئی چیزیں ساقط کی ہیں جیسے حضرت زید بن حارثہ کی آزادی کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی حضرت ابو کبشہ کی آزادی بیان کی ہے۔ حضرت شقران کا نام صالح، ان کی آزادی، حضرت رباح کی وفات و آزادی کا ذکر بھی ساقط ہے۔ حضرت ابورافع کے فرزند کا نام عبید اللہ متن میں ہے ترجمہ میں عبد اللہ چھپا ہے جو شاید کتابت کی غلطی ہے۔ دوسرے موالی کی آزادی کا ذکر ساقط کیا ہے: ان میں حضرت ابو موسیٰ بہہ اور حضرت رافع شامل ہیں۔ موخر الذکر کے بعد سب کو ایک جگہ آزاد کرنے کا ذکر ضرور کیا ہے لیکن حضرت ابورافع کے مولیٰ سعید بن العاص ہونے کا ذکر نظر انداز کر دیا ہے۔ حضرت سفینہ کا نام رباح یا مہران بتایا گیا ہے مگر شاہ صاحب نے اسے ساقط کر دیا ہے۔ حضرت ابو ہند کی آزادی بھی ساقط ہو گئی ہے اور بعض دوسرے موالی کی بھی۔

سفر اہل نبوی کی فصل میں بھی بعض نقصانات ملتے ہیں جیسے متن میں حارث بن ابی شمر غسانی ہے، شاہ صاحب نے ان کے باپ کا نام ساقط کر دیا ہے۔ حضرت مہاجر بن ابی امیہ کی مخزومی نسبت ساقط کر دی ہے۔

کاتبین نبوی کے آخر میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرات علی و زبیر، محمد بن مسلمہ اور عاصم بن ثابت بن ابی الاح و مقداد رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے سامنے گردنیں مارتے تھے۔ اس پورے حصہ کو حضرت شاہ نے ساقط کر دیا ہے۔ جلادی کی فصل کو حضرت شاہ نے کس مصلحت سے تہ تیغ کیا ہے؟

عشرہ مبشرہ کی فصل میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح کا نام عامر متن میں ہے جو حضرت شاہ کے ترجمہ میں نہیں ہے۔ اصل ناموں کے اسقاط سے معانی و مفاہیم پر تو اتنی ضرب نہیں پڑتی البتہ شخصیات کے بارے میں معلومات ناقص رہ جاتی ہیں جو پھر پوری نہیں ہوتیں۔ اس کی ایک مثال رسول اکرم ﷺ کی تیسری دختر ارجمند حضرت ام کلثوم کی ہے۔ اصل رواۃ کی عدم احتیاط کے سبب ان کا اصل نام نامی آج تک نہیں معلوم ہو سکا۔

حیوانات (دواب) کی مختصر فصل میں بھی حضرت شاہؒ نے بعض چیزیں ساقط کی ہیں جیسے ربیعہ کی ولدیت (بن ابی البراء) البتہ بحر نامی گھوڑے کی تشریح کا اضافہ کیا ہے کہ وہ کشادہ دہن اور تیز رفتار ہوتا ہے۔

اسلحہ اور تلواروں کی فصل میں حضرت شاہؒ نے بالعموم اسماء اور اسماء قبیلہ وغیرہ کو جا بجا ساقط فرمایا ہے جیسے متن کے مطابق ذوالفقار بنو الحجاج / بنو سہم کی تھی مگر حضرت شاہؒ نے صرف اموال بنی الحجاج لکھا ہے۔ جس سے قبیلہ کی صحیح تعیین دشوار ہو گئی ہے۔ بنو الحجاج سے بعد کے دور میں مشہور اموی گورنر حضرت حجاج بن یوسف ثقفیؒ کا خاندان ذہن میں آتا ہے جبکہ اس سے مراد قریش کا خاندان بنو سہم ہے۔

ایک عملہ نبوی کا نام السحاب تھا جو متن کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے عطا فرما دیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کبھی اسے پہنے ہوئے حاضر ہوتے تو آپ ﷺ فرماتے: تمہارے پاس علی آ رہے ہیں اور وہ سحاب میں ہیں: "اتاکم علی فی السحاب"۔ یہ ذومعنی حصہ حضرت شاہؒ نے ساقط فرما دیا ہے جبکہ دوسری کتب سیرت وغیرہ میں وہ موجود ہے (محب طبری، خلاصۃ السیر، ۵۱؛ ممکن ہے کہ وہ ضعیف روایت ہو کیونکہ معتبر کتب حدیث میں وہ غالباً نہیں ملتی۔ اس کا بھی امکان ہے کہ بعض طبقات کی غلط تعبیر کے سبب اسے نکالا ہو)۔

متن میں معجزات نبوی کے ضمن میں درود و سلام رسول اکرم ﷺ اور آپ کی آل و اصحاب و ازواج اور ذریت پر ہے۔ حضرت شاہؒ نے آخری فقروں کو ساقط کر دیا ہے۔ حضرت ام حرام کا صرف نام لیا ہے اور ان کی ولدیت "بنت ملحان" غزوہ روم کی پیشگوئی میں ساقط کر دی ہے، حضرت ثابت بن قیس کے لئے پیشگوئی کی عبارت متن میں فعل مضارع حاضر میں ہے: تعیش حمیدا و تقتل شہیدا مگر ترجمہ میں وہ فعل مضارع غائب میں ہو گئی ہے: یعیش حمیدا و یقتل شہیدا۔ غالباً وہ کتابت کی غلطی ہے۔

وفات نبوی اور غسل کے وقت حضرت اوس بن خولی انصار میں سے موجود تھے۔  
حضرت شاہ نے صرف اوس انصاری لکھا ہے یعنی ان کی ولدیت حذف کر دی ہے اور اس کی وجہ  
سے تعین شخصیت و قبیلہ میں دشواری ہوتی ہے۔

قبر نبوی کے کھودنے کے سلسلہ میں متن میں لکھا گیا ہے کہ مدینہ میں دو کھودنے والے  
تھے: ایک لحد بناتے تھے اور وہ ابو طلحہؓ تھے اور دوسرے شق کھلا رکھتے تھے اور وہ حضرت ابو عبیدہؓ  
تھے۔ مگر حضرت شاہؒ نے ان دونوں کے نام ساقط کر دیئے ہیں۔ ان دونوں صحابہ کرام کے نام  
ساقط کرنے کی وجہ بالکل سمجھ میں نہیں آتی جبکہ ان کے اسماء گرامی تمام کتب میں موجود ہیں۔ متن  
کے آخر میں ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ حجرہ عائشہ میں حضرت ابو بکرؓ دفن کئے گئے پھر حضرت  
عمرؓ حضرت شاہؒ نے ان دونوں کا ایک ساتھ ذکر کر دیا ہے اور درود و سلام مفصل دیا ہے۔

### استدراکِ شاہ کا فقدان

امام ابن سید الناس نے نور العیون کے کئی مقامات پر ناقص بیان دیا ہے یا مکمل روایت  
نہیں دی اور ضروری واقعات اور امور کو چھوڑ دیا ہے۔ ان مقامات پر استدراک و نقد اور خلاؤں کو  
پر کرنے کی ضرورت تھی لیکن حضرت شاہؒ نے ایسا نہیں کیا۔ اس کے وجوہ و اسباب سے بحث کی  
اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی اس وضاحت کی کہ بعض بیانی خلاؤں سے واقعہ یا معاملہ ناقص رہ جاتا  
ہے اور قاری کو غلط معلومات ملتی ہیں یا اس کا تاثر غلط قائم ہو جاتا ہے۔ وہ عدم ذکر کو عدم واقعہ سمجھ  
سکتا ہے یا ذکر روایت کو واقعہ گردان سکتا ہے حالانکہ وہ واقعہ نہیں ہے۔ ایسے تمام مقامات شک و  
شبہ پر استدراک ضروری ہو جاتا ہے۔

☆ شب ولادت کے تمام معجزات: ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گرنے وغیرہ کے  
معاملہ کو قبول کر لیا ہے اور نقد نہیں کیا ہے۔ حالانکہ ان ”معجزات“ کو سوائے روایت پرست سیرت

نگاروں کے کسی اور نے قبول نہیں کیا کیونکہ وہ ضعیف ہی نہیں بہت ضعیف روایت ہے (سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی، ۳/۴۲-۴۳ کی بحث اسے موضوع روایت ثابت کرتی ہے؛ شاہ ولی اللہ کافلسفہ سیرت، ۳۵، حاشیہ، ۲۰- حیرت کی بات ہے کہ حضرت شاہ نے شرفات کسری کے گرنے جیسے واقعات کو اپنی کتاب حجة اللہ البالغة میں بھی بیان کیا ہے)۔

مقاطعہ کے محاصرہ میں متن میں آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت کی محصوری کا ذکر کیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ وہ اصلاً بنو ہاشم اور بنو مطلب کے دو خاندانوں کے تمام مسلموں اور غیر مسلموں کی محصوری تھی۔ حضرت شاہ نے اس کی وضاحت نہیں فرمائی اور جوں کا توں قبول کر کے اور بلا نقد بیان کر کے ایک غلط بات کی ترسیل کی ہے جبکہ حجة اللہ البالغة کے باب سیرت میں بنو ہاشم و بنو مطلب ہی کا ذکر فرمایا ہے (شاہ ولی اللہ کافلسفہ سیرت، ۴۳)۔

☆ حجة الوداع کی فصل میں مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نمازوں کو جمع کر کے ادا کرنے کا ذکر رہ گیا ہے۔ ترجمہ شاہ میں بھی یہ نقص موجود ہے۔ تمام دوسری کتب حدیث و سیرت میں یہ واقعہ موجود ہے۔ اس اہم غلطی پر نقد و استدراک نہ کرنا ناقابل فہم ہے اور حضرت شاہ کے کمالی تبحر سے خاصا بعید ہے (بخاری، کتاب الحج، باب من جمع بین الصلاتین بالمزدلفہ، حدیث: ۱۶۷۲ نیز حدیث ما قبل ۱۶۶۹؛ فتح الباری ۳/۶۵۶-۶۶۰)۔

☆ ازواج مطہرات کی فصل میں عام اہل سیر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بوڑھے ہونے کا ذکر کرتے ہیں، متن ابن سید الناس میں بھی یہی ہے حالانکہ یہ بالکل صحیح نہیں ہے، اس پر استدراک کی ضرورت ہے۔ یہ تاثر یا غلط بیانی / کم فہمی لگ بھگ تمام روایتی اہل سیر کے ہاں موجود ہے (بخاری، کتاب الہبة، باب ہبة المرأة لغير زوجها..... الخ، حدیث: ۲۵۹۳ و اطراف کثیرہ؛ فتح الباری، ۵/۲۲۸-۲۳۰ و ما بعد؛ فتح الباری، ۹/۳۸۸ برائے بحث حافظ ابن حجر عسقلانی؛ نیز

مقالات خاکسار: ۱- حضرت سودہ کے باری بہہ کرنے کا مقصد۔ احادیث و روایات کا تجزیہ؛ ۲- ام المومنین حضرت سودہ کے بارے بہہ کرنے کی احادیث بخاری، غیر مطبوعہ۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ولی نکاح میں حضرت عثمان بن عفان امویؓ کو اصل ولی نکاح بتایا گیا ہے اور دوسری مجروح روایت میں حضرت خالد بن سعید بن العاص اموی کا نام ہے۔ صحیح دوسری روایت ہے، حضرت عثمانؓ ولی نہ تھے مگر حضرت شاہ نے استدراک نہیں فرمایا۔ صحیح روایات کے مطابق ان کا نکاح حبشہ میں ہوا اور اس وقت حضرت خالد وہاں موجود تھے، حضرت عثمانؓ نہ تھے (شبلی ۲/۲۱۸-۲۱۹؛ کاندھلوی ۳/۳۲۱-۳۲۳ و مابعد بحوالہ الاصابہ، صفة الصفوة، زرقانی نیز کتب سیرت)۔

زرہوں کے بیان میں ایک ضعیف روایت بیان کی گئی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک زرہ بھی تھی جس کو پہن کر حضرت داؤد نے جالوت سے جنگ کی تھی۔ حضرت شاہ نے اسے بیان کرنا پسند فرمایا ہے۔ اس روایت کی روایتی و درایتی حیثیت خاصی مشکوک ہے۔

☆ معجزات و اخبار غیب کے بیان میں متن میں بھی اور ترجمہ میں بھی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے انصار کرام سے جوان کے نظر انداز کئے جانے کی بات کہی تھی اس کا واقعہ خلافت معاویہؓ میں پیش آیا۔ حضرت شاہ نے اس بیان کو تسلیم کیا ہے حالانکہ یہ تاریخی طور سے غلط ہے۔ جہاں تک انصار پر دوسروں کی ترجیح کا معاملہ ہے تو خلافت اسلامی کے اولین روز سے شروع ہو گیا تھا اور آخری روز تک جاری رہا۔ حضرت معاویہؓ کی خلافت کو اس کا نقطہ آغاز یا زمانہ بتانا صرف اموی دشمنی پر مبنی ہے حالانکہ تاریخی واقعات بتاتے ہیں کہ اس دور سعید میں متعدد انصاری صحابہ و تابعین اعلیٰ مناصب پر فائز تھے اور حضرت معاویہؓ کے مشیروں، وزیروں اور محبوبوں میں بھی شامل تھے۔ ان میں سے صرف چند ”انصار“ کے اسماء گرامی یہ ہیں: حضرت سائب بن خالد



خزرجی والی یمن، حضرت سمرہ بن جندب (اگرچہ فزاری تھے) تاہم ان کے مربی اور دوسرے والد انصاری تھے اور وہ انصاری ہی سمجھے جاتے تھے)، نائب امیر کوفہ، حضرت نعمان بن بشیر خزرجی، امیر کوفہ و حمص، وغیرہ متعدد دوسرے (ابن اثیر، اسد الغابۃ اور ابن حجر، الاصابۃ میں تراجم صحابہ میں ان کے علاوہ متعدد دوسروں کا ذکر موجود ہے۔ انشاء اللہ اس پر الگ مقالہ پیش ہوگا)۔

اس فصلِ معجزات میں متعدد دوسری روایات کو حضرت شاہ نے محض روایت پرستی میں قبول کر لیا ہے اور ان میں سے کئی ان کی شاہکار کتاب حجة اللہ البالغة کے باب سیر النبی ﷺ میں بھی موجود ہیں۔ ان تمام روایات کو ناقدین حدیث نے ضعیف ہی نہیں موضوع تک بتایا ہے اور ان کے وجوہ ضعف و وضع سے بحث بھی کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو معتبر کتب حدیث و سیرت میں جگہ نہیں مل سکی۔ ان میں یہ روایات معجزہ شامل ہیں: غارِ ثور میں ہجرت نبوی کے وقت مکڑی کے جالے بننے کی روایت، بچپن میں ابر کا سایہ کرنا، بحیرا راہب اور نسطور راہب کے قصے، صحیفہ مقاطعہ کو دیمک کا چاٹ لینا، کنواری بکری کا دودھ دینا اور حضرت ام معبد کا واقعہ غنم وغیرہ۔ اسی فہرست میں ہرنی وغیرہ جانوروں کی گواہی اور حضرات مازن بن عمرو اور سواد بن قارب کے واقعات کو بھی شامل کرنا چاہئے۔ سید سلیمان ندوی اور بعض دوسرے محققین نے ان پر سخت تنقید کی ہے اور ان روایتی معجزات کی حقیقت اور ان کے وجوہ ضعف کو کھولا ہے۔ ان کا یہ تبصرہ بالکل صحیح ہے کہ نبوی معجزات کی تعداد بڑھانے اور رسول اکرم ﷺ کی معجزانہ حیثیت کو مبالغہ آمیز کرنے کے ہو کے میں ان روایات کو گڑھا گیا ہے اور بیان بھی کیا گیا ہے۔ دلائل نبوی قسم کی غیر معتبر کتابوں میں ان کی موجودگی ان کی صحت کی سند نہیں ہے۔ حضرت شاہ نے اس حقیقت کا ادراک نہیں فرمایا کہ صحیح معجزات اور مستند روایات رسول اکرم ﷺ کی معجزانہ منزلت ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں (سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی ۳/۲۱-۲۲۷-۲۵۸-۲۷۷؛ شاہ ولی اللہ کا فلسفہ سیرت، ۵۵، ۳۵، وغیرہ)۔

## نور العیون کا بنیادی ماخذ

اسلامی علوم و فنون یا دوسرے علوم کا معاملہ ہو، متاخر اہل قلم ہمیشہ اپنے پیشرو اصحاب علم سے استفادہ کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی زمینی حقیقت ہے جس کا انکار صرف کبر و استکبار کے مارے اور تعالیٰ و غرور کے گنبد کے اسیر ہی کر سکتے ہیں اور کرتے بھی ہیں۔ استفادہ و کسب فیض کی مختلف صورتیں اور گونا گوں جہات ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک ناگزیر جہت و صورت معلومات کا حصول ہے۔ متاخرین اپنے پیشروؤں سے معلومات و روایات لینے کے لئے مجبور ہیں کہ وہ اس کے بغیر اپنی نگارشات کو پیش ہی نہیں کر سکتے۔ البتہ بعض سہل پسند صرف ایک دو ماخذ پر انحصار کرتے ہیں اور بعض جو عبقری فکر و ذہن کے حاملین کرام ہوتے ہیں متعدد مصادر سے کسب فیض کرتے ہیں۔ ان میں سے بقول امام ابن خلدون بلید نقال اور بچکانہ فطرت والے صرف نقل بلا عقل پر تکیہ کرتے ہیں اور ناقدین کی تنقیدی مار کھاتے ہیں۔ ذہین و فطین اور صاحبان فضل معلومات و روایات تو لیتے ہیں لیکن ان کی پیشکش و ادا میں زبان و بیان۔ کے علاوہ تحلیل و تجزیہ بھی سمودیتے ہیں۔ ان کی انفرادیت اور ان کے کام کی مقبولیت صرف اس بنا پر نہیں ہوتی کہ وہ پرانا مواد پیش کرتے ہیں بلکہ اس کو نیا بنا کر پیش کرتے ہیں۔ مختلف ماخذ و مصادر سے نئی اور ضروری معلومات و روایات کے ساتھ اپنی تحلیلی و تجزیاتی صلاحیتوں سے نئی تعبیر و تشریح کر کے اسے منفرد بناتے ہیں۔

سیرتِ نبوی کے بنیادی مصادر دو ہیں: ایک ابن اسحاق اور دوسرے واقدی۔ بقیہ تمام ان ہی دونوں کے خوشہ چیں ہیں۔ بعد کے تمام اصحابِ تاریخ و سیرت نے ان ہی دونوں کی روایات کو اپنا بنیادی متن و مواد بنایا ہے، البتہ اس میں دوسرے ماخذ سے پیوند کاری کی ہے۔ اہل سیر میں موسیٰ بن عقبہ بنیادی طور سے اور اہل حدیث میں صحیحین/شیخین دوسرے مصادر ہیں، پھر دوسروں سے بھی استفادہ کر لیا جاتا ہے۔ یہ دوسرے خود اپنے بنیادی پیشروؤں کے پروردہ اور پرداختہ ہیں۔ حضرت شاہ کا نظریہ اور دعویٰ ہے کہ صحیحین بھی موطا امام مالک سے مستخرج ہیں کہ حدیث کی اصح الکتاب بلکہ ام الکتاب امام مالک کی کتابِ رجحان ساز ہے اور دوسروں نے اسی سے اکتسابِ فیض کیا ہے۔ سیرتِ نبوی کی جامع و کامل اور مفصل و مطول کتب و مصادر کے علاوہ مختصراتِ سیرت کا بھی یہی حال ہے کہ وہ پیشروؤں پر منحصر ہیں۔ ابھی تک یہ بات تحقیق طلب ہے کہ اولین مختصر/خلاصہ سیرت کون تھا؟ اور اس کا مصنفِ رجحان ساز کون تھا؟ ورنہ اس جہت سیرت کی اثر انگیزی کا سراغ مصدرِ اول سے لگایا جاسکتا۔ بہر حال وہ ہمارے موجودہ مطالعہ کے لئے اتنا ضروری بھی نہیں ہے کیونکہ اس وقت ہم کو امام ابن سید الناس کی تلخیصِ سیرت نور العیون اور اس کے فارسی ترجمہ حضرت شاہ سرور الحزبون سے اصل کام ہے۔

### تلخیص کا دعویٰ

نور العیون کے مختصر مقدمے میں امام ابن سید الناس نے دعویٰ کیا ہے کہ نور العیون ان کی مفصل کتابِ سیرت "عیون الاثر فی فنون المغازی و الشمائل و السیر" کی تلخیص ہے۔ انھوں نے اس کی وضاحت یہ کی ہے کہ ان کی کتابِ جامع کا مطالعہ طلبہ اور کم فہم اور تھوڑی صلاحیت والوں کے لئے مشکل ہے لہذا انھوں نے عام طلبہ و قارئین کے لئے اس کی تلخیص کر دی تاکہ وہ فوری ماخذ بن سکے۔ تقریباً سب اہل علم و فضل نے مؤلفِ گرامی قدر کے اس دعوے کو تسلیم

کر لیا اور اس کی وجوہ بھی تھیں۔ وہ پہلے ہی ایک مفصل کتاب سیرت لکھ چکے تھے لہذا کسی کو یہ خیال بھی نہیں آیا کہ ان کا خلاصہ سیرت ان کی کتاب مفصل کے علاوہ کسی اور کی تلخیص بھی ہو سکتی ہے

(انور محمود خالد، اردو نثر میں سیرت رسول اللہ ﷺ، لاہور، ۱۹۸۹ء، ۳۶۴؛ اور متعدد دوسرے اہل قلم)۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ نور العیون امام موصوف کی عیون الاثر کی تلخیص نہیں ہے۔ کم از کم براہ راست تلخیص نہیں ہے۔ ان کے متعدد وجوہ و دلائل اور پختہ شواہد ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ عیون الاثر امام سیرت ابن اسحاق / ابن ہشام کے قائم کردہ طریق تالیف پر مبنی ہے اور اس کا موضوعاتی منہج خالص روایتی کتب سیرت کے مطابق ہے جس میں مکی اور مدنی ادوار حیات کے سوانح و واقعات کو ایک خاص توقیتی ترتیب اور تاریخی تنظیم کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ نور العیون کی تلخیص کا منہج اور طریقہ تالیف اس سے یکسر مختلف ہے اور وہ اپنے پیشرو خلاصوں اور مختصرات کے طریقہ سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔ اس پر زیادہ بحث مختصرات کے تقابلی مطالعہ اور موضوعاتی تجزیہ میں آچکی ہے اور اس سے زیادہ نور العیون کے اصل ماخذ کے طریقہ سے تقابلی مطالعہ کے ضمن میں بھی ملے گی۔

امام ابن سید الناس کے موضوعات کی ترتیب و تنظیم دونوں کتابوں میں قطعی مختلف ہے۔ نور العیون اپنے مبینہ ماخذ منبع عیون الاثر کے ابواب و فصول سے بہت جداگانہ تنظیم رکھتی ہے۔ بہت سے موضوعات عیون الاثر تو نور العیون میں موجود ہی نہیں ہیں۔ اس کی توجیہ یہ کی جاسکتی ہے کہ کتاب مفصل کی تمام فصول کا خلاصہ و تلخیص میں سمونا مشکل ہوتا ہے لہذا وہ خلاصہ میں نہیں پائی جاتیں۔ مگر موضوعات یا ابواب کی ترتیب بھی نور العیون میں نہیں پائی جاتی۔ مشترک ابواب و موضوعات بھی دونوں میں خاصے الگ ترتیب و تنظیم کے سلسلے میں پروئے گئے ہیں۔ کم از کم ان کی ترتیب تو دونوں میں یکساں ہوتی ہی۔ شاید یہ دلیل بھی زیادہ مسکت اور دل پذیر نہ سمجھی جائے اور اسے دور از کار رفتہ گردانا جائے۔ لیکن وہ حقیقت میں ایسی ہے نہیں۔

سب سے اہم دلیل وثبوت یہ ہے کہ عیون الاثر میں بعض کیا متعدد روایات و بیانات، واقعات و سوانح اور حقائق و شواہد موجود نہیں ہیں جو نور العیون میں موجود ہیں۔ خلاصہ میں نئی معلومات اور تازہ روایات کا درآنا ثابت کرتا ہے کہ اس کا اصل ماخذ کوئی اور ہے۔ نور العیون میں اگر عیون الاثر کی بعض روایات و اخبار نہیں ملتے تو ان کی خاصی منطقی توجیہ یہ کی جاسکتی ہے کہ اختصار کے خیال سے ان کو اپنے مختصر میں حذف کر دیا لیکن نئی روایات و معلومات کے پائے جانے کی توجیہ اس کے سوا اور کیا کی جاسکتی ہے۔ اس کی چند مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ دعویٰ مدلل ہو جائے۔

اس کی سب سے اہم مثال عمر نبوی کے ذریعہ واقعات و سوانح کی توقیت ہے۔ یہ قدیم مؤلفین سے روایت چلی آرہی ہے کہ وہ بعض واقعات و سوانح کے وقت رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک ضرور بتاتے ہیں۔ جیسے وفات والد ماجد کے وقت آپ ﷺ رحم مادر میں تھے یا وفات والدہ کے وقت چھ برس کے تھے یا وفات جد امجد کے وقت عمر شریف آٹھ برس کی تھی۔ عیون الاثر میں یہی طریقہ توقیت اختیار کیا ہے جو ابن اسحاق / ابن ہشام اور واقدی وغیرہ کا بنیادی طریقہ ہے۔ نور العیون میں رسول اکرم ﷺ کی متعین تاریخ و عمر سنہ و ماہ اور ایام کی قید کے ساتھ ملتی ہے جو عیون الاثر میں کہیں نہیں ہے، جیسے نور العیون میں دادا کی وفات کے وقت عمر شریف آٹھ سال، دو ماہ اور دس دن لکھی ہے، چچا ابوطالب کے ساتھ اولین سفر شام کے وقت عمر شریف بارہ سال، دو ماہ اور دس دن بتائی ہے۔ حضرت خدیجہ سے شادی کے وقت عمر شریف پچیس سال دو ماہ دس دن بتائی ہے۔ اس باب میں دلچسپ بات یہ ہے کہ دو ماہ اور دس دن کی حتمی تعیین کیونکر کی گئی؟ لیکن یہ تحقیق طلب بات ہے جس پر پھر بحث کی جائے گی۔ بعثت و نبوت کے وقت عمر مبارک چالیس سال ایک دن حتمی طور سے لکھی ہے۔ ایسی ہی دوسری متعینہ عمریں نور العیون

میں مختلف واقعات کے حوالوں سے ملتی ہیں اور وہ عیون الاثر میں نہیں ہیں۔ صرف ولادتِ نبوی کی تاریخ بقید سنہ و ماہ و ایام ملتی ہے اور وہ بھی دوسرے حوالہ سے۔

حضرت خدیجہؓ سے نکاحِ نبوی کے وقت عمر شریف کے بارے میں مختلف روایات عیون الاثر میں دی ہیں جو نور العیون سے میل نہیں کھاتیں (عیون الاثر ۱/۶۹)۔ نور العیون میں حضرت خدیجہ کا مہر بارہ اوقیہ سونا بتایا ہے۔ اس کا ذکر عیون الاثر میں نہیں ہے۔ عیون الاثر میں دوسری کتب تاریخ و سیرت کی مانند مقاطعہ قریش میں بنو ہاشم اور بنو مطلب کے محصور ہونے کا ذکر کیا ہے جو صحیح ہے۔ مگر نور العیون میں کسی خارجی اثر سے ان دونوں خاندانوں کی جگہ ”اہل بیت“ آ گیا ہے۔ عیون الاثر میں ہجرتِ مدینہ اور مدینہ میں داخلہ کی تاریخ حسب روایت قدیم بارہ ربیع الاول دوشنبہ دی ہے جبکہ نور العیون میں دوشنبہ آٹھ ربیع الاول کو مکہ سے مدینہ کو روانگی کی تاریخ دی ہے اور مدینہ میں داخلہ کا دن دوشنبہ بیان کیا ہے، تاریخ نہیں دی۔ ظاہر ہے کہ وہ ۱۲/ربیع الاول نہیں ہو سکتی کیونکہ ۸/ربیع الاول کو روانہ ہو کر چار دنوں میں مدینہ نہیں پہنچا جاسکتا تھا (عیون الاثر ۱/۲۵۳)۔

عیون الاثر اور نور العیون میں ایک تضاد یہ نظر آتا ہے کہ مؤلفِ گرامی قدر نے اپنی کتاب مفصل میں جس روایت کو راجح سمجھ کر قبول کیا ہے اور اس کو اسی طرح پیش کیا ہے۔ نور العیون میں اسی راجح کو مرجوح بنا دیا ہے اور اس کو لفظ ”قیل“ سے بیان کیا ہے یا اس کا سرے سے ذکر ہی نہیں کیا۔ ایسی متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں مگر صرف چند پر اکتفا کیا جاتا ہے:

عیون الاثر میں مغازی و غزوات کی کل تعداد ستائیس بتائی ہے اور صرف اسی کو قبول کر کے بیان کیا ہے (۱/۲۹۳)۔ سرایا کی حتمی تعداد سینتالیس لکھی ہے اور جن غزوات میں رسول اکرم ﷺ نے قتال فرمایا ان کی تعداد نو بیان کی ہے۔ اس کے برعکس نور العیون میں غزوات کی

تعداد پچیس کو راج قرار دیا ہے اور ستائیس کی روایت کو مرجوح بتایا ہے اور سرایا کی تعداد پچاس کے قریب لکھی ہے۔ نہ صرف یہاں تعداد بدل گئی اور راج روایت مرجوح بن گئی بلکہ پچیس غزوات کی روایت کا ذکر عیون الاثر میں نہیں کیا گیا ہے۔ اسی طرح عیون الاثر میں حجۃ الوداع کا ذکر کیا ہے لیکن نور العیون میں لکھا ہے کہ فرضیت حج کے بعد صرف ایک حج کیا اور جیسا کہ کہا گیا کہ اس سے قبل دوبار حج کیا تھا۔ اس ”دوبار“ کا ذکر عیون الاثر میں نہیں ہے۔

والدہ ماجدہ بی بی آمنہ کی وفات کے وقت عمر نبوی کے بارے میں تین روایات عیون الاثر میں نقل کی ہیں: ۱- چھ سال بروایت ابن اسحاق و ابن عبدالبر، ۲- سات سال (جیسا کہ کہا گیا: ”قیل“)، ۳- آٹھ سال بروایت محمد بن حبیب / کتاب المحبر (۱/۵۵)۔ نور العیون میں ان کا بیان مختلف ہے کہ والدہ کا انتقال ہوا تو عمر مبارک چار سال تھی اور کہا گیا (قیل) کہ چھ سال تھی۔

حضرات معاذ بن جبل خزرجی اور ابو موسیٰ اشعریؓ کا ذکر سفر اء نبوی کی فصل / باب عیون الاثر میں نہیں ہے مگر نور العیون میں موجود ہے۔

اخلاق نبوی کا بیان دونوں کتابوں میں خاصے اختلافات رکھتا ہے۔ عیون الاثر کے بعض اوصاف نور العیون میں نہیں ہیں جیسے لبید بن اعصم یہودی سے اس کے جادو کرنے کے معاملہ پر مواخذہ نہ کرنا یا مختلف اکابر مکہ کو عطایا اور انعامات وغیرہ دینا۔ ان کے بارے میں یہ توجیہ کی جاسکتی ہے کہ ان کو تلخیص میں ترک کر دیا گیا مگر نور العیون میں بعض صفات نبوی کو بیان کیا ہے جو عیون الاثر میں نہیں ہیں جیسے تین خواتین سے مزاج نبوی کے واقعات جو نور العیون کی فصل اخلاق کے بالکل اواخر میں آئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بعض دوسری صفات نبوی اور اخلاق حمیدہ کا ذکر زائد ہے۔ اسی طرح بعض دوسرے ابواب و فصول میں بھی خاصے اختلافات و تضادات ملتے ہیں۔ البتہ بعض بعض مقامات پر یکساں بیانیہ ملتا ہے جیسا کہ معجزات

نبوی کی فصل و باب میں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شروع کے تمہیدی جملہ کو حذف کر کے عیون الاثر کا پورا بیان نور العیون میں حرف بحرف نقل کر دیا ہے۔ صرف ایک آدھ جگہ کسی فقرے یا جملے کا فرق ملتا ہے۔ اس سے یہ خیال پختہ ہو جاتا ہے کہ نور العیون کی فصل معجزات عیون الاثر کی فصل کی تلخیص ہے۔ لیکن یہ تلخیص کہاں؟ یہ تو خاص نقل کتاب اول در کتاب دوم کا معاملہ ہے۔ البتہ وہ اپنی اصل میں کسی دوسری کتاب کی تلخیص ضرور معلوم ہوتی ہے اور دونوں کا ماخذ ایک ہی ہے۔ حضرت امام نے پہلے اس کو اپنی کتاب مفصل میں سمولیا اور پھر تلخیص میں بھی اسی کو بسا دیا۔

اس حقیقت سے یا صحیح طور سے امکان سے انکار نہیں کہ امام ابن سید الناس نے اپنی مفصل کتاب سیرت سے بعض بیانات و روایات یا اقوال و آراء اپنی تلخیص نور العیون میں بھی نقل کئے ہوں یا ان کی تلخیص پیش کی ہو جیسا کہ معجزات نبوی یا اخلاق نبوی کی فصل میں معلوم ہوتا ہے لیکن وہ اصلاً کسی اور ہی ماخذ کا مواد ہے جو دونوں جگہ آیا ہے۔ عیون الاثر کے بارے میں حضرت امام نے وضاحت کر دی ہے کہ اس کا بنیادی مواد سیرت ابن اسحاق اور واقدی پر مبنی ہے اور کتاب کے اواخر میں اپنے تمام ماخذ سیرت و حدیث کی فہرست بھی دے دی ہے اور ان سے اپنی روایات و اسناد کی نشاندہی بھی کر دی ہے لہذا جب اصل کتاب ہی دوسرے ماخذ پر مبنی اور ان سے مستفاد ہے تو اس کی تلخیص کیوں نہ دوسرے ماخذ پر مبنی و مستفاد ہو۔ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ بس مشکل یہ ہے کہ حضرت مؤلف و خلاصہ نگار نے اپنی تلخیص کے اصل ماخذ کی نشاندہی حتمی طور سے نہیں کی۔ اگر وہ یہ اظہار بھی کر دیتے تو عیون الاثر کی تلخیص سمجھنے سے ہم بچ جاتے اور وہ بھی اپنی کتاب مفصل کی تلخیص قرار دینے کے دعویٰ کے محتاج نہ رہتے۔ متاخر سیرت نگاروں نے حضرت امام کے دعوے کو بلا نقد قبول کر لیا۔ اگر وہ موازنہ کرتے تو اصل ماخذ معلوم ہو جاتا۔



## نور العیون کا اصل ماخذ

بہر حال ہماری دسترس میں جو مختصرات سیرت موجود ہیں ان سے نور العیون کا موازنہ کر کے بنیادی ماخذ کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ موازنے سے یہ دلچسپ حقیقت سامنے آتی ہے کہ امام ابن سید الناس نے امام محبت طبری کے ”خلاصة السیر فی احوال سید البشر“ کو نہ صرف اپنا ماڈل اور بنیادی متن بنایا ہے بلکہ اسی کی فصول میں ترمیم و تنسیخ کر کے اپنا خلاصہ یا مختصر ”نور العیون“ تیار کیا ہے۔ حافظ عبدالغنی مقدسی کی تلخیص ”سیرة النبی ﷺ واصحابہ العشرة“ بھی غالباً ان کے پیش نظر ہی تھی کیونکہ دو ایک فصول اسی کی بازگشت ہیں۔ جہاں تک ترمیم کا تعلق ہے امام ابن سید الناس نے اس سے بہت ہی کام لیا ہے البتہ تنسیخ یا صحیح معنی میں تلخیص سے زیادہ کام لیا ہے۔ انھوں نے امام محبت طبری کے خلاصے کو سامنے رکھا اور اس کی فصول میں کتر بیونت، کمی بیشی اور تلخیص در تلخیص کر کے اپنی تلخیص تیار کر لی۔ ان کی محبت طبری کے خلاصے کی تلخیص کرنے کی دو صورتیں ملتی ہیں:

اول صورت، جو تلخیص کی اصل صورت ہے، یہ ہے کہ متعدد فصول کے مواد کو انھوں نے

اپنی صوابدید کے مطابق لے لیا ہے یا قلمزد کر دیا ہے۔ اس تلخیص نگاری میں مؤلف نور العیون نے فصول طبری کی اندرونی ترتیب، تنظیم اور عبارت کو بھی کہیں کہیں بدل دیا ہے۔ ترتیب و تنظیم پر بات آگے آتی ہے، عبارت کے حوالے سے یہ دلچسپ صورت ملتی ہے کہ وہ ہر بحث کو یا تو من وعن محبت طبری کی عبارت میں نقل کر دیتے ہیں یا اس میں کمی کر کے کچھ آگے پیچھے یا درمیان سے عبارت ساقط کر کے اپنا متعلقہ بیانیہ تیار کر لیتے ہیں۔ دونوں کے تقابل و موازنے سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ نور العیون کی عبارت ہو بہو خلاصة السیر کی عبارت ہے، البتہ کہیں کہیں وہ چند الفاظ و کلمات کو بدل دیتے ہیں اور کہیں کہیں ان کے متبادل و مترادف رکھ دیتے

ہیں، بعض عبارتوں میں بھی یہ شکل مل جاتی ہے لیکن بہت کم۔ دونوں کی عبارتوں کے تقابلی مطالعہ سے حقیقت بالکل واضح ہو جائے گی جیسا کہ تھوڑی دیر میں آتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مؤلف نور العیون نے اصل متن خلاصۃ السیر کی فصول کی ترتیب کہیں کہیں بدل دی ہے جیسا کہ مختصرات کی بحث میں ان کی تمام فصول کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے۔ بیشتر فصول خلاصہ اسی ترتیب سے نور العیون میں بھی موجود ہیں۔ خلاصہ محبت طبری میں چوبیس فصول ہیں لیکن نور العیون میں ان کو اکیس رکھا گیا ہے کہ بعض فصول کا مواد اپنے پیشرو بحث میں شامل کر دیا گیا ہے۔ خلاصہ کی اولین تین فصول: مختصر مقدمہ، نسب اور مکی واقعات نور العیون کی چھ فصول کی جامع ہیں، بس فرق یہ ہے کہ نور العیون کی آخری فصل میں پوری حیات نبوی کی تلخیص شدید ہے اور یہاں وہ مقدسی کی تلخیص یا پیروی کرتے ہیں۔ محبت طبری نے صرف مکی حیات کے سوانح بیان کئے ہیں۔ دونوں کی اگلی فصول غزوات اور حج و عمرے کی ترتیب ایک ہے، محبت طبری نے اسماء مبارکہ کے بعد شمائل کو بیان کیا ہے، نور العیون میں ترتیب برعکس ہے۔ معجزات کی فصل محبت طبری میں اخلاق نبوی سے قبل ہے، نور العیون میں وہ سب سے آخر میں وفات نبوی سے قبل لائی گئی ہے۔ بقیہ فصول ازواج، اولاد، اعمام و عمات موالیٰ / خدام / حرس، سفراء و کتاب، نجباء، حیوانات و اسلحہ اور ملبوسات و متروکات دونوں میں یکساں ترتیب رکھتی ہیں۔

### یکساں عباراتِ خلاصہ و نور

محبت طبری کے خلاصۃ السیر اور ابن سید الناس کے نور العیون کی بعض فصول کی عبارتوں کا تقابلی مطالعہ دلچسپی کا باعث ہوگا۔ بہترین صورت تو یہ ہوتی ہے کہ ان دونوں مختصرات کو ایک ساتھ چھاپا جائے اور حاشیہ میں مثنی عبارتوں کا فرق اور ان دونوں کی مماثلت واضح کی جائے

لیکن تقابلی مطالعہ متون کا معاملہ ہے اور کافی وقت، مقام اور تدوین چاہتا ہے اور پھر ہمارے موجودہ مطالعہ سے وہ بہت زیادہ متعلق بھی نہیں ہے۔ بہر حال تجزیاتی مطالعہ یا ان دونوں کی یکساں و مماثل عبارتوں کے بعض نمونوں کو پیش کرنا نہ صرف دعویٰ کی دلیل فراہم کرے گا بلکہ سلف سے خلف کے استفادے اور اخذ و قبول بلکہ رد و عدم قبول کو بھی واضح کرے گا۔ ساتھ ہی تلخیص نگاری کے طریق ابن سید الناس کو اجاگر کرے گا۔

نسب نبوی - پدری اور مادری - دونوں میں کافی مماثل عبارت ہے البتہ اس میں اختلاف زیادہ ہے کیونکہ محبت طبری میں پہلے پورا نسب پدری ہے جو حضرت آدم علیہ السلام تک لے جایا گیا ہے اور اس کے بعد نسب مادری قریب قریب یکساں عبارت میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح ولادت نبوی کا بیان طبری خاصاً مفصل ہونے کے سبب مختلف ہے، البتہ حمل نبوی کے استقرار کے بارے میں دونوں کی روایت و عبارت یکساں ہے:

☆ محبت طبری میں ہے: ”..... و حملت به امه في ايام التشريق في شعب

ابى طالب عند الجمرة الوسطى قال الزبير“۔

☆ نور العيون میں ہے: ”و حملت به امه في ايام التشريق عند الجمرة

الوسطى“ (شعب ابی طالب اور زبیر کا حوالہ ساقط کیا ہے)۔

☆ عیون الاثر ۱/۳۹ میں محبت طبری کی روایت زبیر بن بکار پوری موجود ہے جس

میں شعب ابی طالب کا فقرہ بھی ہے۔ اس کے بعد شعب ولادت کے معجزات ثلاثہ کی عبارت دونوں میں یکساں ہے:

☆ ”..... و ليلة ميلاده ارتجس ايوان كسرى و سقطت منه اربع عشرة

شرفة، و خمدت نار فارس ولم تخمد قبل ذلك بالف عام، و غاصت بحيرة

ساوہ وافزع ذلک کسریٰ“۔ محبت طبری/عیون الاثر/۴۱ (صرف خط کشیدہ نہیں ہے)

☆.....”وليلة ميلاده اضطرب ايوان كسرى حتى سمع صوته وسقط

منه اربع عشرة شرفة و خمدت نار فارس ولم تخمد قبل ذلك بالف عام، و غاصت بحيرة ساوہ“۔ نور العيون۔

ان دونوں میں چند خط کشیدہ الفاظ و کلمات کا فرق ہے۔ ورنہ ترتیب عبارت اور زبان دونوں یکساں ہیں۔ محبت طبری نے غالباً یہ عبارت زبیر بن بکار سے لی ہے جیسا کہ حمل نبوی کے بارے میں انھوں نے اظہار کیا ہے۔ ان سے امام ابن سید الناس نے اپنی دونوں کتابوں میں نقل کی ہے اور کتاب مفصل میں زیادہ مماثل عبارت ہے جبکہ مختصر میں اس میں کئی تبدیلیاں کر دی گئی ہیں۔

نشوونما اور رضاعت و حضانت کی فصل خلاصة السیر میں خاصی مفصل ہے اور اس کے بعض ملخص جملے نور العیون میں لئے گئے ہیں جن کی وجہ سے کافی فرق عبارت میں آ گیا ہے، البتہ رضاعتِ حلیمہ سعدیہ و ثویبہ اور حضانتِ ام ایمن سے متعلق نور العیون کے جملے یکساں ہیں۔ وفاتِ والدہ اور وفاتِ جد امجد کے وقت عمر نبوی کی روایات بھی دونوں میں ایک جیسی ہیں اور ابوطالب ہاشمی کے ہمراہ شام کے اولین سفر اور بحیرہ راہب سے ملاقات کا احوال بھی ایک ہی جیسی عبارتیں دونوں میں رکھتا ہے۔ آخر میں البتہ کچھ عبارت طبری مختلف ہے مگر وہ اضافی ہے۔

اسی طرح دوسرے سفر شام کی عبارت بھی دونوں میں یکساں ہے، صرف ایک آدھ جگہ فرق آ گیا ہے۔ فرشتوں کے سایہ کرنے سے متعلق بیانِ میسرہ بھی مماثل زبان میں ہے اور حضرت خدیجہ سے نکاح نبوی، ان کے مہر اور اولین مسلمان ہونے سے متعلق جملے سب ایک ہیں۔ تعمیر کعبہ اور چالیس سال اور ایک دن پورے ہونے کی عبارت بھی محبت طبری جیسی ہے اور حضرت جبریل کی آمد اور سورہ اقرآء کے نزول کا واقعہ بھی، محاصرہ شعب اور اس کی مدت، جناتِ نصیبین کے

اسلام، اسراء کے ابتدائی جملے بھی محبت طبری کے مفصل بیانات کے اندر سے اخذ کئے گئے ہیں۔  
 نور العیون کی غزوات کی تین سطریں بھی محبت طبری کے نسبتاً مفصل بیان کے آخری  
 حصہ سے لی گئی ہیں۔ ان کے شروع میں البتہ ابن سید الناس نے کانٹ چھانٹ کر کے اور ایک  
 جملہ بڑھا کر بات پوری کر دی ہے۔ حج و عمرات نبوی میں بھی نور العیون کی پوری روایت  
 بالخصوص حجۃ الوداع کی سب سے جامع روایت خلاصۃ السیر کی عبارت پر مبنی ہی نہیں بلکہ  
 وہی ہے اور محبت طبری نے جو بعض غلطیاں کی ہیں وہ سب کی سب نور العیون میں موجود ہیں۔  
 عمرات نبوی کے بارے میں خلاصۃ السیر کا صرف پہلا جامع جملہ لے لیا ہے اور باقی  
 تفصیل طبری چھوڑ دی ہے۔ اسماء نبوی کی پوری عبارت خلاصۃ السیر سے ماخوذ ہے: صرف  
 دو فرق ہیں: اول شروع میں ”فی“ کی جگہ نور العیون میں ”من“ ہے اور نبی اکرم کے لئے صحیح  
 مسلم کا اضافہ ہے۔ باقی تمام روایات، جملے، اسماء اور ان کی ترتیب سب یکساں ہے۔

نور العیون میں اخلاق نبوی کو شامل پر مقدم کر کے جو عبارت دی گئی ہے وہ ہو بہو  
 خلاصۃ السیر میں اسی ترتیب کے ساتھ موجود ہے، صرف ایک آدھ جگہ عبارت کم کی گئی ہے یا  
 ایک آدھ جملہ اور فقرہ بدلا گیا ہے جیسے حضرت علی کا قول، حضرت ابو بکر کا بیان یا حوالہ، نصاریٰ اور  
 حضرت عیسیٰ بن مریم سے موازنہ یا بعض دوسرے تفصیلی بیانات کو نکالا گیا ہے۔ دلچسپ بات یہ  
 ہے کہ نور العیون میں اخلاق نبوی سے متعلق جتنے جملے اور عبارتیں موجود ہیں وہ سب کے سب  
 خلاصۃ السیر میں پائے جاتے ہیں اور مشکل ہی سے ان میں کوئی فرق ملتا ہے۔ یہی حال  
 شمائل نبوی کا ہے۔ خلاصۃ السیر کا بیان بہت واضح، جامع اور کامل ہے۔ نور العیون میں  
 اس کے جملوں کو جا بجا سے اخذ کر کے پیش کیا گیا ہے، وہ اس کی کامل تلخیص ہے اور اس میں بھی  
 حضرات براء بن عازب و ابو بکر صدیق وغیرہ کے حوالے اور متعدد جملے حذف کئے گئے ہیں اور جو

نور العیون میں موجود ہیں وہ سب خلاصۃ السیر میں بھی موجود ہیں۔ موخر الذکر کے اواخر میں الامین العاصمی کی نظم ہے، وہ دوسری روایات کی مانند نکال دی گئی ہے۔

صفات معنویہ و خلق نبوی بقول محبت طبری اور اخلاق بقول ابن سید الناس کے بعض جملوں، ٹکڑوں اور عبارتوں کا موازنہ پیش ہے: ”.....سئلت عائشة عن خلقه فقالت: کان خلقه القرآن، یغضب لغضبه، ویرضی لرضاه، وکان لا ینتقم لنفسه ولا یغضب لها الا ان ینتھک حرمان اللہ تعالیٰ فیکون للہ ینتقم، واذ غضب لم یقم لغضبه احد، فکان اشجع الناس واجراهم صدرا. قال علی: ”کنا اذا اشتد الباس اتقینا برسول اللہ وکان اسخى الناس واجودهم، ما سئل شینا قط فقال: لا. محبت طبری۔“

امام ابن سید الناس نے بھی امام محبت طبری کی مانند اخلاق حمیدہ کی بحث یا فصل اسی عبارت سے کی ہے اور پوری عبارت من و عن یہی ہے جیسا کہ ان کے متن میں موجود ہے، صرف حضرت علیؑ کے قول اور اس سے قبل کا جملہ نکال دیا ہے۔ اس مذکورہ بالا عبارت کے بعد ایک جملہ ”واجود ما کان فی شہر رمضان“ کو ساقط کر کے بعد کی عبارت کو اول سے جوڑ دیا ہے اور بعد کی عبارت میں ایک آدھ فقرے کی تبدیلی کی ہے جیسے ”ولم یجد من یعطیہ“ کی جگہ دوسرا فقرہ رکھ دیا ہے اور دو ایک اور جملوں کو حذف کیا ہے ”.....دنی او حر او عبد“ تک پوری عبارت یکساں ہے۔ محبت طبری میں اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بزرگ والد ماجد کا واقعہ ہے جو امام ابن سید الناس نے حذف کیا ہے۔ پھر ”وکان من ارحم الناس.....“ سے ”وکان یبدأ من لقیہ بالسلام“ تک عبارت ایک جیسی ہے اور رسول اکرم ﷺ کی عفت و طہارت کے بارے میں ایک جملہ طبری نکالا ہے۔ یہی سلسلہ آخر تک چلتا جاتا ہے۔

اسفارِ نبوی کے دوران اخلاقِ نبوی کا اولین واقعہ محبتِ طبری نے ایک بکری کے ذبح کرنے، اس کی کھال اتارنے، اسے پکانے کے فعلِ صحابہ کرام اور رسولِ اکرم ﷺ کے لکڑی جمع کرنے اور اپنے اصحاب پر تفوق نہ جتانے کے سلسلہ میں نقل کیا ہے۔ امام ابن سید الناس نے اس سے ہی آداب و اخلاقِ سفر کا ذکر کیا ہے اور دونوں کی عبارت میں سرِ موفرق نہیں۔ اسی طرح دوسرا واقعہ اونٹنی کے باندھنے کا بھی ایک جیسی عبارت میں ہے۔ اس کے بعد کی عبارت محبتِ طبری دور تک حذف کی ہے جس میں کھانے پینے کے بعض واقعات، حضراتِ علیؑ و عائشہؓ اور حدیثِ خرافہ وغیرہ کے بارے میں ہیں۔ پھر مجلس میں ذکر کی مداومت کرنے اور جہاں جگہ پاتے وہیں بیٹھ جانے کے واقعہ کی عبارت دونوں میں مماثل ہے۔

مزاحِ نبوی کے بارے میں نور العیون کی عبارت اخلاقِ نبوی کی آخری عبارت ہے۔ ”وکان یمزح ولا یقول الا حقا“ کے بعد محبتِ طبری نے حضرت ابو عمیر کا واقعہ بیان کیا ہے جو نور العیون میں نہیں ہے البتہ اس کے بعد تین عورتوں سے مزاحِ نبوی کے تین واقعات اسی ترتیب اور اسی عبارت کے ساتھ دونوں میں ہیں: اول اونٹنی کے بچہ کا واقعہ ہے، دوسری آنکھ میں سفیدی کا اور تیسرا جنت میں بڑھیا کے داخلہ کا ہے۔ یعنی آیتِ کریمہ ﴿فجعلنہن ابکارا عربا اترابا﴾ تک عبارت چند ایک الفاظ و کلمات کے سوا یکساں ہے۔ محبتِ طبری نے اس کے بعد بھی کافی لکھا ہے۔

نور العیون کی فصلِ ازواجِ مطہرات بھی اسی ترتیب اور مواد اور عبارت سے مرتب کی گئی ہے جو خلاصۃ السیر کی ہیں۔ البتہ امام ابن سید الناس نے اس کو مقدم کر کے اخلاقِ نبوی کے بعد بیان کر دیا ہے۔ ازواج کی ترتیب، ان کے بارے میں معلومات جیسے نکاح، معاشرتِ نبوی، طلاق و رجوع کے واقعات، نکاح و وفات کی تاریخیں اور بعض دوسری تمام

تفصیلات بالکل یکساں ہیں۔ البتہ خلاصۃ السیر کے بعض بیانات و روایات کو خارج یا ساقط کر دیا گیا جو تفصیلات کی ضمن میں آتی ہیں۔ منکوحہ اور متفقہ ازواج کے بعد پیغام رسیدہ یا غیر منکوحہ ازواج کی ترتیب اور ان کے بارے میں جملوں میں بھی فرق نہیں آنے دیا گیا ہے۔ ان میں چند عبارتوں کا موازنہ دلچسپی کا باعث ہوگا:

امام محبت طبری: ”ثم تزوج بعد وفاة خديجة سودة بنت زمعة..... و كبرت عند رسول الله ﷺ فاراد طلاقها فوهبت نوبتها من عائشة وقالت: لا حاجة لي في الرجال، وانما اريد ان احشر في زوجاتك.....“۔

امام ابن سید الناس: ”..... ثم سودة بنت زمعة و كبرت عنده فاراد طلاقها، فوهبت يومها لعائشة وقالت لا حاجة لي في الرجال، وانما اريد ان احشر في زوجاتك.....“ دونوں میں خالی جگہوں میں نسب کا کچھ فرق ہے اور حضرت سودہ کی اول شادی کا ذکر محبت طبری نے کیا ہے، موخر الذکر نے اسے ساقط کر دیا ہے۔

”..... وتزوج عائشة بنت ابي بكر الصديق..... بمكة قبل الهجرة بسنتين، وقيل بثلاث، وهي ابنة ست وقيل سبع سنين، وبنى بها بالمدينة وهي ابنة تسع على راس سبعة اشهر من الهجرة وقيل ثمانية عشر شهرا ومات النبي عنها وهي ابنة ثمانى عشرة سنة.....“ محبت طبری۔

”ثم عائشة بنت ابي بكر..... تزوجها بمكة قبل الهجرة بسنتين، وقيل بثلاث، وهي بنت ست، وقيل سبع، وبنى بها بالمدينة وهي بنت تسع ومات عنها وهي بنت ثمانى عشرة.....“ ابن سید الناس۔

حضرت حفصہؓ سے شادی کے بیان طبری میں سے کافی جملے حذف کئے ہیں لیکن



حضرت ام حبیبہؓ کی شادی کا بیان ابن سید الناس محبت طبری سے پورا پورا کا ماخوذ ہے۔ صرف ام المومنین کے اولین شوہر کا ذکر محذوف ہے جو وہ ہر ایک کے بارے میں کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ام سلمہؓ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت جویریہ بنت الحارث اور حضرت میمونہ بنت حارث سے شادی اور دوسرے امور کا ذکر یکساں عبارت میں ہے، صرف ان کی اولین شادیوں کا یا بعض اختلافی تاریخوں کا ذکر ساقط کیا ہے۔ اسی طرح حضرت زینب ام المساکین کی شادی اور سوانح کی تلخیص کی ہے اور عبارت یکساں رکھی ہے۔ دوسری نامکمل شادیوں کا بھی یہی حال ہے۔

معجزات نبوی کی فصل خلاصۃ السیر میں نویں ہے اور نور العیون میں آخری سے پہلی۔ خلاصۃ السیر میں وہ کافی مفصل ہے اور زیادہ مرتب بھی۔ وہ الگ الگ ہر معجزہ کو بیان کرتی ہے اور ہر ایک کی کچھ تفصیل بھی دیتی ہے۔ نور العیون میں ان کی تلخیص کی گئی ہے، صرف بنیادی جملہ لیا گیا ہے اور تفصیل و تشریح نکال دی گئی ہے اور ان کو ایک ہی سلسلہ کلام میں پرویا گیا ہے۔ مثلاً خلاصۃ السیر میں اولین معجزہ قرآن مجید کو بتایا گیا ہے، اس کے اعجاز کی بعض وجوہ دی گئی ہیں، پھر شوق صدر کا معجزہ مع اپنی تشریح کے ہے، پھر بیت المقدس کے بارے میں کشف کا معجزہ کچھ تفصیل کے ساتھ ہے، پھر انشقاق القمر کا ذکر کچھ حوالوں کے ساتھ ہے اور اس کے بعد قتل نبوی کے بارے میں قریشی اکابر کے معاہدے کا ذکر ہے، اس کے بعد غزوہ حنین میں خاک پھینکنے اور غارِ ثور میں مکڑی کے جالا بننے کا ذکر مع شرح ہے۔ نور العیون میں ان سب کی تلخیص کر کے صرف ایک پیرے میں ان سب کو بیان کر دیا گیا ہے۔ البتہ ان سب کے اولین جملے یکساں ہیں اور بعض دوسرے بھی جیسے ”منہا القرآن وهو اعظمها“، ”ومنہا شرح صدرہ“۔ محبت طبری، ”وشق الصدر“۔ نور العیون، ”ومنہا اخبارہ عن بیت المقدس“ خلاصہ / ”واخبارہ عن بیت المقدس“۔ نور، ”ومنہا انشقاق

القمر“.....خلاصہ/”وانشقاق القمر-نور،”ومنها ان الملاء من قريش جلسوا  
 في الحجر بعد ما تعاقدوا على قتله“ - خلاصہ/”وان الملاء من قريش تعاقدوا  
 على قتله“.....نور،”ومنها انه رمى القوم يوم حنين“.....خلاصہ/”ورمى يوم  
 حنين“.....نور،”ومنها آية الغار.....“خلاصہ/”ونسج العنكبوت في  
 الغار“ - اولین تمام عبارتیں قریب قریب یکساں ہیں، صرف کہیں کہیں فرق آیا ہے۔ ان کے  
 بعد تمام معجزات کی اولین عبارات لے لی ہیں اور ان کی تفصیلات چھوڑ دی ہیں۔

درمیان میں سے ایک درخت کے معجزہ کی عبارت نقل کی جاتی ہے:

”ومنها انه نام فجاءت شجرة تشق الارض حتى قامت عليه، فلما  
 استيقظ ذكرت له فقال: هي شجرة استاذنت ربها في ان تسلم على فاذن  
 لها“ - خلاصہ السیر۔

”ونام فجاءت شجرة تشق الارض حتى قامت عليه، فلما استيقظ ذكرت  
 له فقال: هي شجرة استاذنت ربها في ان تسلم على فاذن لها“ - نور العيون۔

نور العيون میں معجزات نبوی کی فصلِ محبت طبری کو مختصر بھی کیا گیا ہے اور آخر میں ان  
 میں سے بعض کی ترتیب بھی بدلی گئی ہے۔ عبارت میں کتر بیونت بھی کی گئی ہے تاہم جتنے معجزات  
 نور العيون میں بیان کئے گئے ہیں ان کی بنیادی عبارت محبت طبری سے ماخوذ ہے۔ اس میں  
 ذرا بھی شک نہیں ہے۔

دونوں مختصرات - خلاصہ السیر اور نور العيون - کی آخری فصل رسول اکرم

ﷺ کی وفات کے بارے میں ہے۔ ان دونوں کی روایات و بیانات کی عبارتیں یکساں ہیں۔

نور العيون میں بعض مفصل و شرح عبارتوں کی البتہ تلخیص کر دی گئی ہے اور اس کا طریق وہی

ہے کہ درمیان سے یا جا بجا بعض جملے، فقرے نکال دئے گئے ہیں اور ضروری جملوں اور فقروں کو لے کر ان کو اپنے بیانیہ میں بن دیا گیا ہے مثلاً خلاصۃ السیر کا وفاتِ نبوی کے بارے میں بیانِ اول یہ ہے: ”وتوفی النبی ﷺ وقد بلغ من السنین ثلاثا و ستین سنة، وقیل خمساً و ستین، وقیل ستین، والاول اصح، فی یوم الاثنین حین اشتد الضحیٰ اثنی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول.....“ اس کے بعد بعض اختلافی تاریخیں اور دوسرے بیاناتِ طبری ہیں۔ نور العیون کے اولین جملے بھی یکساں ہیں۔ صرف بعض چیزیں حذف کی ہیں جیسے ”وتوفی وقد بلغ ثلاثا و ستین سنة، وقیل غیر ذلک، یوم الاثنین حین اشتد الضحیٰ، اثنی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول.....“۔

محبِ طبری کے مفصل بیانِ مرض و وفات میں سے ابن سید الناس نے اپنے طریقہ تلخیص سے جا بجا سے جملے لے لئے ہیں: محبتِ طبری۔ ”وتوفی یوم الاثنین و دفن لیلۃ الاربعاء وقیل لیلۃ الثلاثاء، وکان مدۃ مرضہ اثنی عشر یوما وقیل اربعۃ عشر.....“ ابن سید الناس۔ ”..... ومرض اربعۃ عشر یوما و دفن لیلۃ الاربعاء“۔

سکرات کے وقت کا منظر نامہ طبری ہے: ”ولما حضرہ الموت کان عنده قدح فیہ ماء یدخل یدہ فیہ ویمسح بہ وجہہ ثم یقول: اللہم اعنی علی سکرات الموت“۔ بالکل یہی عبارت صرف ایک لفظ کے اضافہ کے ساتھ ابن سید الناس میں ہے۔

حضراتِ صحابہ کرام کی وفاتِ نبوی سے دہشت زدگی کی پوری عبارت دونوں میں صرف ایک آدھ لفظ کے فرق سے یکساں ہے اور اس سے زیادہ وہ عبارت ماخوذ ہے جو غسلِ نبوی کے بارے میں ابلیس اور خضر علیہ السلام کی دو مختلف نداؤں سے متعلق ہے۔ اسی طرح غسلِ نبوی لباسِ سمیت یا بلا لباس کی عبارت یکساں اور غسل دینے والوں اور کفن کی کپڑوں کی عبارت بھی

یکساں ہے۔ آخر میں دونوں کی عبارت قبر نبوی کے کھودنے کے متعلق نقل کی جاتی ہے:

محب طبری: ”وکان بالمدينة حفاران: احدهما يلحد، وهو ابو طلحة،  
 و آخر لا يلحد بل يحفر، وهو ابو عبدة. فاتفقوا ان من جاء منهما اولا عمل  
 عمله، فجاء الذي يلحد، فلحد لرسول الله ﷺ، و كان ذلك في بيت  
 عائشة ودفن معه ابو بكر وعمر، ﷺ۔“

ابن سید الناس: ”وکان بالمدينة حفاران: احدهما يلحد وهو ابو طلحة،  
 والآخر يصرح وهو ابو عبدة، فاتفقوا ان من جاء منهما اولا عمل عمله، فجاء الذي  
 يلحد فلحد له وذلك في بيت عائشة ودفن معه ابو بكر ثم عمر، ﷺ۔“

یہی دونوں میں آخری عبارت ہے اور اسی پر نور العیون کا مخطوطہ تمام ہوتا ہے۔ محبت  
 طبری میں بھی یہی ہے مگر اس میں دعائیہ کلمات زیادہ ہیں۔

### تجزیاتی تبصرہ

سیرت نبوی کے دونوں مختصرات۔ محبت طبری کے خلاصہ السیر اور ابن سید الناس کے  
 نور العیون۔ کی مماثل عبارتوں کے موازنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ امام ابن سید الناس  
 نے بنیادی طور سے اپنے پیشرو معاصر گرامی قدر کا مختصر سیرت سامنے رکھا تھا اور اس سے حسب  
 منشا عبارات لیتے گئے تھے: کہیں کہیں پوری اور یکساں عبارتیں لے لی ہیں، کسی کسی جگہ ان میں  
 ایک آدھ لفظ کی تبدیلی کی ہے، کہیں کہیں ترتیب بدل دی ہے۔ مختصر فصول میں عبارتیں زیادہ  
 یکسانیت رکھتی ہیں البتہ محبت طبری کی مفصل و مطول فصول کے صرف ابتدائی یا بنیادی جملے لے  
 لئے ہیں۔ متاخر الذکر یا جانشین سیرت نگار نے نسبتاً طویل تر اور مفصل تر مختصر سیرت کو اپنی تلخیصی  
 کاوش سے اپنا خلاصہ بنا لیا ہے۔ موازنے سے چند اہم نکات سامنے آتے ہیں:

☆ محبت طبری کا خلاصہ السیر کافی مفصل ہے اور پوری سیرت نبوی کے تمام اہم ابواب کا احاطہ کرتا ہے۔ سوائے مدنی دور کے سوانحی کوائف اور تاریخی واقعات کے جیسا کہ مکی فصل سوانح میں ملتا ہے۔ اس کے بالمقابل ابن سید الناس کا مختصر تقریباً نصف حجم رکھتا ہے اور مختصر ترین خلاصوں میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

☆ ابن سید الناس نے بعض فصول بہت مختصر کر دی ہیں اور ان سے تشنگی کا ہی احساس نہیں ہوتا بلکہ معلومات کا فقدان بھی ملتا ہے۔ ان میں ان کی جامع سوانح نبوی کی فصل ہے جو مکی اور مدنی دونوں ادوار سیرت کی بڑی ناقص تصویر کشی کرتی ہے اور غزوات و سرایا کی فصل بھی اسی طرح ناقص و نامتام ہے۔ مدنی دور کے واقعات بالکل نہیں ہیں۔ امام ابن سید الناس اگر اپنی مفصل کتاب سیرت کی یہ فصل نقل کر دیتے تو یہ خلا پُر ہو جاتا۔

شدید قسم کی تلخیص کرنے کے نتیجے میں نور العیون کے بعض بیانات و روایات سیاق و سباق سے کٹے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ قاری کو پڑھنے کے دوران احساس ہوتا ہے کہ اس مقام پر کچھ چھوٹ گیا ہے کیونکہ بعض بیانات کے بعد کا جملہ بے ربط سا لگتا ہے۔

☆ نور العیون نے اپنی تلخیص میں بالعموم اختلافی اقوال کو حذف کیا ہے اور ان کو صرف کہیں کہیں بیان کیا ہے۔ اختلافی چیزوں کے لئے ان کا سکہ بند جملہ ملتا ہے کہ اس کے علاوہ بھی کہا گیا ہے (وقیل غیر ذلک)۔ ان کے نزدیک جو روایت یا قول زیادہ صحیح ہے صرف اسی کو بیان کرنے سے وضاحت کا احساس ہوتا ہے اور ان کے نقطہ نظر کا بھی، بعض جگہ انھوں نے محبت طبری کی مرجوح روایت کو اپنے خلاصہ میں راجح قرار دیا ہے جیسے مرض و فوات نبوی کی مدت۔

☆ تلخیص کرنے میں بسا اوقات ابن سید الناس نے متعدد واقعات، بیانات، احوال، روایات وغیرہ کو ایک پیرا گراف کے بیانیہ میں رواں دواں گوندھ دیا ہے جس سے ان کی انفرادیت یا

بیانیہ کی وضاحت متاثر ہوگئی ہے اور کئی چیزیں آپس میں گڈمڈ ہوگئی ہیں جیسے معجزات نبوی میں محبت طبری کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک ایک معجزہ کو الگ الگ بیان کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف نور العیون میں چھ سات بلکہ اس سے زیادہ معجزات ایک ہی سیاق عبارت میں پیش کر دئے گئے ہیں۔

☆ صرف بنیادی جملوں یا عنوانی واقعوں کو لے لینے کے سبب قاری کو پورے واقعہ کی تفہیم مشکل ہو جاتی ہے اور وہ الجھن یا عدم واقفیت سے دوچار ہو جاتا ہے مثلاً بعض معجزات میں وہ صرف عنوان یا جملہ اول لے لیتے ہیں جیسے شق صدر یا انشقاقِ قمر وغیرہ۔ قاری اس سے اصل واقعہ کو نہیں سمجھ سکتا۔ ایسے واقعات یا معجزات میں تھوڑی سی تشریح ضروری ہوتی ہے جو محبت طبری کے خلاصہ میں ہے۔

☆ پھر ابن سید الناس نے اپنی تلخیص میں ایک مقررہ اصول یا یکساں طریقہ اختیار نہیں کیا۔ وہ بعض چیزوں کی تشریح کرتے ہیں اور اس ضمن میں وہ بہت سی چیزوں کے بارے میں اتنے مختصر کلمات لکھتے ہیں کہ مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ اخلاقِ نبوی، معجزات وغیرہ کی فصول میں ایسا بہت ہے۔

☆ فطرتِ انسانی کی عجب پسندی کا نمونہ بلکہ متعدد نمونے ابن سید الناس کے ہاں نظر آتے ہیں، ان کے علاوہ محبت طبری کے ہاں بھی وہ خوب موجود ہیں۔ لیکن محبت طبری بہر حال ہر جگہ تفصیل و تشریح سے کام لیتے ہیں۔ ابن سید الناس ان کی عبارتوں اور بیانیوں میں تلخیص کا عمل کرتے ہوئے بہت سے غیر ضروری بیانات بھی لے لیتے ہیں جیسے غسلِ نبوی کے سلسلہ میں ابلیس لعین اور خضر علیہ السلام کی نداؤں کی روایت یا الحدی اور غیر الحدی قبرِ نبوی کی روایت یا حملِ نبوی کے معجزات، اسی میں بحیرارہب اور دوسرے راہب کے واقعات وغیرہ بھی شامل کئے جاسکتے ہیں۔

☆ تلخیص و اختصار کے لحاظ سے بعض واقعات سیرت کو تناسب سے زیادہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ غالباً موضوع کی اہمیت کے سبب ہے یا مختصر نگار محترم کی پسند کی وجہ سے۔ حجِ نبوی کے

ضمن میں حجۃ الوداع کا ذکر بہت مفصل ہے۔ وہ تلخیص کی بجائے پورا بیانِ طبری ہے۔

☆ نور العیون کا غالباً سب سے بڑا وصف اس کا اختصار ہے۔ وہ مختصر کا اختصار

ہے۔ چند اوراق میں پوری سیرتِ نبوی کو یا اس کے تمام ضروری کوائف و واقعات کو پیش کر دیتا

ہے۔ وہ مبتدی کے لئے بلاشبہ زیادہ عمدہ سیرت ہے اور حفظ کے لئے سب سے آسان نسخہ۔

### سرورالحز ون کا بنیادی ماخذ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا فارسی ترجمہ سرورالحز ون بلاشبہ نور العیون پر مبنی ہے مگر

جہاں حضرت شاہؒ نے اضافہ، تشریح و تعبیر اور صراحت و وضاحت فرمائی ہے اس کا بنیادی ماخذ بھی

محب طبری کا ”خلاصۃ السیر فی احوال سید البشر“ ہی ہے۔ ایک آدھ جگہ انھوں نے

کسی دوسرے ماخذ سے وضاحت و تشریح کی ہے یا اضافہ فرمایا ہے۔ لیکن وہ ثانوی ماخذ ہی کہلایا

جاسکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محبت طبری کا خلاصہ ان کے سامنے موجود تھا اور وہ اس سے بعض

مقامات پر استفادہ فرماتے چلے جاتے تھے۔ اس کی کئی مثالیں ان کے ترجمہ کے اضافات یا

تشریحات میں ملتی ہیں۔

☆ معراج میں نماز پنجگانہ کی فرضیت کا اضافہ شاہ محبت طبری سے ماخوذ ہے: ”و فرض

علیہ و علی امتہ الصلوات الخمس“۔

☆ یومِ ترویہ کی تاریخ آٹھ ذوالحجہ کا اضافہ شاہ خلاصۃ السیر میں موجود ہے۔ اسی طرح وادی

نمرہ میں قبہ لگانے کا ذکر بھی خلاصۃ السیر میں ہے اور ایام تشریق کا اضافہ بھی اس میں موجود ہے۔

☆ اخلاقِ نبوی میں متعدد اضافے جیسے خشم و خوشی کے قرآن کے موافق ہونے کے

تشریحی فقرے خلاصۃ السیر میں پائے جاتے ہیں۔ ”سوتے میں بھی قلبِ نبوی انتظارِ وحی

میں نہ سوتا تھا“ یہ عبارت خلاصہ میں بھی ملتی ہے: ”انتظاراً للوحی“۔ ان کے علاوہ بھی بعض

تشریحاتِ شاہِ فصلِ طبری میں ہیں جیسے تین انگلیوں سے کھانے کی بات، حبرہ کے یمنی چادروں کے ہونے کی بات وغیرہ۔

☆ معجزاتِ نبوی کی فصل میں حضرت شاہؒ نے ہر معجزہ کو الگ الگ بیان فرمایا ہے اور اس کے لئے ابتداء میں ”از انجملہ“ کا فقرہ استعمال کیا ہے وہ محبتِ طبری کے عربی ”منہا“ کا فارسی روپ ہے۔

☆ از وراجِ مطہرات کی فصل میں حضرت عائشہ کی مدینہ میں وفات اور بقیع میں تدفین کا ذکر بھی خلاصۃ السیر میں موجود ہے۔ اس طرح حضرت میمونہ کی آخری زوجہ ہونے اور حضرت زینب بنت جحشؓ کے حضرت زیدؓ سے شادی اور طلاق وغیرہ کا ذکر بھی اس میں ہے۔ حضرت میمونہ کے مقامِ سرف میں نکاح اور وفات دونوں کا ذکر خلاصۃ السیر میں ہے۔ دوسری از وراج کے سلسلے میں بعض تشریحاتِ شاہِ اسی سے ماخوذ ہیں۔

اس قسم کی متعدد دوسری تشریحات و اضافاتِ شاہؒ کا سراغ خلاصۃ السیر میں لگایا جاسکتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمام تشریحات اسی سے ماخوذ ہیں بلکہ متعدد ایسی ہیں جو دوسری ماخذ سے لی ہیں جیسے مازن بن عمروؓ اور سواد بن قارب کے واقعاتِ اسلام اور متعدد دوسرے واقعات حضرت شاہؒ کے اپنے طبعزاد اضافے ہیں جو غالباً ”عیون الاثر“ سے لئے گئے ہیں۔ کہنا صرف یہ ہے کہ سرور الحز و ن کا بنیادی ماخذ بھی خلاصۃ محبتِ طبری ہے۔





ابن سيد الناس كما مختصر سيرت:

نور العيون في تلخيص سيرة الأمين المأمون

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### [مقدمة المؤلف]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِهِ نَسْتَعِينُ.

بعد حمد الله، فاتح أبواب الهدى، والصلوة والسلام على نبيه الذي  
ابتعثه محجة لمن اهتدى، وحجة على من اعتدى، وآله وصحبه الذين أحيوا  
سنته على طول المدى. فلما وضعت كتابي المسمى في فنون المغازي و  
الشمائل والسير ممسعا في بابه، مغنيا عما سواه لقاصدي هذا وطلابه، رأيت  
أن أخص في هذا الأوراق منه ما قرب مأخذه ونقله، وسهل تناوله، وحمل ما  
أودعته ذلك الكتاب، ليكون للمبتدي تبصرة، وللمنتهي تذكرة، وسميته  
"نور العيون في تلخيص سيرة الأمين المأمون"، فنقول ومن الله تعالى نستمد  
توفيقاً، وإياه نسأل [١/ب] أن يسهل الي كل خير طريقنا.

### [نسب النبي ﷺ]

النبي ﷺ: هو محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف

بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لوي بن غالب بن فهر بن مالك بن

النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن نضر بن نزار بن معد بن عدنان. هذا هو المتفق عليه، وفيما بعد عدنان الى آدم خلاف كثير.

وأمه عليه الصلاة والسلام: آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة

بن كلاب بن مرة.

[ولادته ورضاعته عليه السلام]

ولد يوم الاثنين في شهر ربيع الأول من عام الفيل. قيل: ثانية، وقيل:

ثالثة، وقيل: ثاني عشرة، وقيل غير ذلك.

حملت به أمه في أيام التشريق عند الجمرة الوسطى، وليلة ميلاده

اضطرب ايوان كسرى حتى سمع صوته وسقط منه أربع عشرة شرفة،

وخمدت نار فارس، ولم تخمد قبل ذلك بألف عام، وغاصت بحيرة ساوه.

وأرضعته حليلة بنت أبي ذؤيب السعدية، وعندها شق صدره وملئ

حكمة وإيماناً، بعد أن استخرج حظ الشيطان منه، وأرضعته أيضاً ثوية

الأسلمية، جارية أبي لهب.

وحضنته أم أيمن بركة الحبشية، وكان ورثها من أبيه، فلما كبر

[٢/ألف] أعتقها وزوجها زيد بن حارثة.

[وفاة والديه وجدته عليه السلام]

وتوفي أبوه وهو حمل. قيل: له شهران، وقيل: سبعة، وقيل: مات أبوه

وله ثمانية وعشرون شهراً.

وماتت أمه وهو ابن أربع سنين وقيل: ست.

وكفله جده عبدالمطلب. فلما بلغ ثماني سنين وشهرين وعشرة أيام توفي عبدالمطلب فوليه عمه أبو طالب.

### [خروج مع عمه أبي طالب الى الشام]

ولما بلغ اثني عشر سنة وشهرين وعشرة أيام خرج مع عمه أبي طالب الى الشام. فلما بلغ بصرى رأى بحيرا الراهب فعرفه بصفته فجاءه وأخذ بيده وقال: هذا رسول رب العالمين، يبعثه الله رحمة للعالمين. انكم حين اقبلتم من العقبة لم يبق حجر ولا شجر الا خرّ ساجدا، ولا يسجدان الا لني، وانا نجده في كتبنا. وقال لأبي طالب: لئن قدمت به الى الشام ليقتلنه اليهود، فرده خوفا عليه منهم.

### [خروج ثانيا الى الشام]

ثم خرج مرة ثانية الى الشام مع ميسرة، غلام خديجة، في تجارة لها قبل أن يتزوجها. فلما قدم الشام نزل تحت ظل شجرة قريبا من صومعة راهب، فقال الراهب: ما نزل تحت هذه الشجرة قط الا لني. وكان ميسرة يقول: اذا كانت الهاجرة واشتد الحر نزل ملكان يظلاله من الشمس وهو يسير على بعيره.

### [تزويج خديجة بنت خويلد رضي الله عنها]

ولما بلغ من [٢/ب] من سفره ذلك تزوج خديجة بنت خويلد، و عمره خمسة وعشرون سنة وشهران وعشرة أيام، وقيل غير ذلك. وروي أنه أصدقها اثني عشرة أوقية ذهباً. وهي أول من آمن به عليه السلام.

## [بنيان الكعبة]

ولما بلغ خمسا وثلاثين سنة شهد بنيان الكعبة ووضع الحجر الأسود بيده.

## [مبدأ النبوة وتنزيل القرآن]

فلما بلغ أربعين سنة ويوما ابتعثه الله بشيرا ونذيرا، وأتاه جبريل عليه

السلام بغار حراء فقال: اقرأ، فقال: ما أنا بقاري، قال ﷺ: فأخذني فغطني

حتى بلغ مني الجهد، ثم أرسلني فقال: اقرأ. فقلت: ما أنا بقاري. فقال في الثالثة:

﴿اقرأ باسم ربك الذي خلق إلى قوله علم الإنسان ما لم يعلم﴾.

وكان مبدأ النبوة فيما ذكر يوم الاثنين ثامن شهر ربيع الأول، فصعد

بأمر الله تعالى، وبلغ الرسالة، ونصح الأمة.

## [صحيفة المقاطعة]

ثم حاصره أهل مكة في الشعب فأقام محصورا دون الثلاث سنين هو

وأهل بيته. وخرج من الحصار وله تسع وأربعون سنة.

## [وفاة أبي طالب وخديجة]

وبعد ذلك بثمانية أشهر وأحد وعشرين يوما مات عمه أبو طالب و

ماتت خديجة بعد أبي طالب بثلاثة أيام.

ولما بلغ خمسين سنة وثلاثة [٣/الف] أشهر قدم عليه جن نصيبين

فاسلموا.

## [الأسراء والمعراج]

ولما بلغ إحدى وخمسين سنة وتسعة أشهر أسري به من بين زمزم و

المقام الى البيت المقدس. ثم أتى بالبراق فركبه وعرج به الى السماء و  
فرضت الصلاة.

### [ هجرته صلى الله عليه وسلم الى المدينة ]

ولما بلغ ثلاثا وخمسين سنة هاجر من مكة الى المدينة في يوم الاثنين  
لثمان خلون من ربيع الأول، ودخل المدينة يوم الاثنين، فأقام بها عشر سنين سوا.  
وتوفي صلى الله عليه وسلم، وفي بعض هذه التواريخ خلاف بين أهل النقل. ذكرنا ما  
حصرنا منه في كتابنا المسمى بعيون الاثر.

### [ غزواته وبعوثه صلى الله عليه وسلم ]

وكانت غزواته في هذه المدة خمسا وعشرين. وقيل: سبعا وعشرين.  
قاتل عليه السلام منها في سبع: بدر وأحد والخندق وبني قريظة وبني المصطلق  
وحنين والطائف. وقيل: قاتل أيضا بوادي القرى والغابة وبني النضير.  
وكانت بعوثه نحوًا من خمسين.

### [ حجة الوداع ]

وحج عليه السلام بعد فرض الحج حجة واحدة، وقبل ذلك مرتين  
فيما قيل. وخرج في حجة الوداع نهارا بعد أن ترجل وادهن وتطيب، فبات  
بذي الحليفة، وقال: أتاني الليلة آت من ربي، فقال صلى الله عليه وسلم: قال لي: صل في  
هذا الوادي [ب/٣] المبارك، وقل: عمرة في حجة، فاحرم بهما قارنا.  
وكان تحته رحل رث عليه قطيفة لا تساوي أربعة دراهم. وقال:  
اللهم اجعله حجا لا ريا فيه ولا سمعة.

ودخل مكة يوم الأحد بكرة من كداء من الشية العليا، وطاف للقدوم،  
فرمل ثلاثا، ومشى أربعا، ثم خرج الى الصفا فسعى راكبا، ثم أمر من لم يسق  
الهدي بفسخ الحج الى العمرة، ونزل بأعلا الحجون. فلما كان يوم التروية توجه  
الى منى فصلى بها الظهر والعصر والمغرب والعشاء، وبات بها، وصلى بها  
الصبح، فلما طلعت الشمس صار الى عرفة، وضربت قبتة بنمرة فاقام بها حتى  
زالت الشمس صار الى عرفة، فخطب الناس وصلى بهم الظهر والعصر بأذان  
واقامتين، ثم راح الى الموقف فلم يزل يدعو ويهلل ويكبر حتى زاغت الشمس.  
ثم دفع الى المزدلفة بعد الغروب وبات بها وصلى الصبح، ثم وقف  
بالمشعر الحرام حتى اسفر. ثم دفع قبل طلوع الشمس الى منى فرمى جمرة  
العقبة بسبع حصيات ثلاثة أيام التشريق، كان يرمي في كل يوم منها الجمرات  
الثلاث ماشيا سبع سبع، يبدأ [٤/ ألف] بالتالي تلي الخيف ثم بالوسطى ثم بجمرة  
العقبة، ويطيل الدعاء عند الاولى والثانية، ونحر يوم نزوله منى، وأفاض الى  
البيت فطاف به سبعا. ثم أتى السقاية فاستسقى ثم رجع الى منى ثم نفر في اليوم  
الثالث، ونزل بالمحصب، وأمر عائشة من التنعيم، ثم أمر بالرحيل، ثم طاف  
للوداع وتوجه الى المدينة.

وأما عمره فأربع، كلها في ذى العقدة.

[صفته عليه <sup>صلى الله</sup> وسلم]

صفته عليه السلام: كان ربعة، بعيد ما بين المنكبين، أبيض اللون،

مشر بابالحمرة، يبلغ شعره شحمة أذنيه، ولم يبلغ شبيهه في رأسه ولحيته



عشرين شعرة، ظاهر الوضوء، يتلألاً كالقمر ليلة البدر، حسن الخلق، معتدلاً،  
ان صمت فعلاه الوقار، وان تكلم سما وعلاه البهاء، أجمل الناس، وأبهاه من  
بعيد وأحسنه وأحلاه من قريب، حلوا المنطق، واسع الجبين، أذج الحواجب  
في غير قرن، ألقى العرنين، سهل الخدين، ضليع الفم، أشنب، مفلج الأسنان،  
بين كتفيه خاتم النبوة. يقول واصفه: لم أرقبله ولا بعده مثله.

### [ أسماءه <sup>صلى الله</sup> عليه وسلم ]

ومن أسمائه، قال عليه الصلاة والسلام: أنا محمد، وأنا أحمد، وأنا الماحي  
الذي يمحو الله بي الكفر، وأنا الحاشر الذي أحشر الناس، وأنا العاقب فلا نبي  
بعدي. وفي رواية: وأنا المقفي، ونبي العوبة، [٤/ب]، ونبي الرحمة. وفي  
صحيح مسلم: ونبي الملحمة.

وسماه الله في كتابه: بشيراً ونذيراً، وسراجاً منيراً، ورؤوفاً رحيماً، ورحمة  
للعالمين، ومحمد وأحمد وطه وويس ومزملاً ومدثراً، وعبداً في قوله ﴿لما قام  
عبد الله يدعوه﴾، ونذيراً مبيناً في قوله ﴿وقل اني أنا النذير المبين﴾، ومذكراً في  
قوله ﴿انما انت مذكر﴾، وقد ذكر غير ذلك. وأكثر هذه الأسماء صفات.

### [ أخلاقه <sup>صلى الله</sup> عليه وسلم ]

ومن أخلاقه عليه السلام: سئلت عائشة عنه فقالت: كان خلقه القرآن،  
يغضب لغضبه ويرضى لرضاه، ولا ينتقم لنفسه، ولا يغضب لها، الا أن تنتهك  
حرمة الله فينتقم لله، واذا غضب لم يقم لغضبه أحد.  
وكان أشجع الناس وأسخاهم وأجودهم، ما سئل شيئاً فقال: لا، ولا

بیت في بيته دينار ولا درهم، فان فضل ولم يجد من يأخذه وفجأه الليل لم يرجع الى منزله حتى يبرأ منه الى من يحتاج اليه، لا يأخذ مما أتاه الله الا قوت أهله عاماً فقط. من أيسر ما يجد من التمر والشعير، ثم يؤثر من قوت أهله حتى ربما احتاج قبل انقضاء العام.

وكان أصدق الناس لهجة، وأوفاهم ذمة، وألينهم [ه/ألف] عريكة، وأكرمهم عشيرة، وأحلم الناس، وأشد حياء من العذراء في خدرها، لا يثبت بصره في وجه أحد، خافض الطرف، نظره الى الأرض أطول من نظره الى السماء، جل نظره الملاحظة.

وكان أكثر الناس تواضعاً، يجيب من دعاه من غني أو فقير، أو حر أو عبد، وأرحم الناس، يصغي الاناء للهرة فلم يرفعه حتى تروي رحمة لها، ويسمع بكاء الصغير - وهو مع أمه - وهو في الصلوة، فيخفف رحمة لها.

وكان أعف الناس، وأشد الناس اكراماً لأصحابه، لا يمد رجليه بينهم، ويوسع عليهم اذا ضاق المكان، ولم يكن ركبته يتقدمان ركة جلسه، من رآه بديهته هابه، ومن خالطه أحبه، له رفقاء يحنونه، ان قال أنصتوا لقوله، وان أمر تبادروا لأمره، يبدأ من لقيه بالسلام، ويتجمل لأصحابه، ويفتقدهم، ويسأل عنهم، فمن مرض عاده، ومن غاب دعا له، ومن مات استرجع فيه وأتبعه بالدعاء، من كان يتخوف أن يكون وجد في نفسه شيئاً قال: "لعل فلانا وجد علينا في شيء أو رأى منا تقصيراً، انطلقوا بنا اليه"، فينطلق [ه/ب] حتى يأتيه في منزله، ويخرج الى بساتين أصحابه، ويأكل ضيافتهم، ويتألف أهل الشرف، ويكرم أهل الفضل.

ولا يطوي بشره عن أحد، ولا يحفو عليه، ويقبل معذرة المعتذر اليه، و  
القوى والضعيف عنده في الحق واحد، ولا يدع أحدا يمشي خلفه ويقول:  
”خلّوا ظهري للملائكة“، ولا يدع أحدا يمشي معه وهو راكب حتى يحمله،  
فان أبي قال: ”تقدمني الى المكان الذي تريد“.

يخدم من خدمه، وله عبيد واماء، لا يترفع عليهم في مآكل ولا ملبس.  
قال أنس: ”خدمته نحو من عشرة سنين، فوالله ما صحبته في سفر ولا حضر  
لأخدمه الا كانت خدمته لي أكثر من خدمتي له، وما قال لي: أف قط، ولا قال  
لشي فعلته: لم فعلت كذا، ولا لشي لم أفعله: ألا فعلت كذا“.

### [ آدابُه صلى الله عليه وسلم في السفر ]

وكان عليه السلام في بعض أسفاره، فأمر باصلاح شاة، فقال رجل: يا رسول الله!  
عليّ ذبحها، وقال آخر: عليّ سلخها، وقال آخر: عليّ طبخها، فقال صلى الله عليه وسلم: ”وعليّ جمع  
الحطب“. فقالوا: يا رسول الله! نحن نكفيك. فقال: ”قد علمت أنكم تكفوني، ولكن  
أكره أن أتميز عليكم، فان الله يكره من عبد أن يراه متميزا بين أصحابه“، فجمع الحطب.  
وكان في سفر، فنزل الى الصلوة ثم كر راجعا فقبل [٦/ألف] يا رسول الله!  
أين تريد؟ فقال: ”أعقل ناقتي“، قالوا: نحن نعقلها، قال: ”لا يستعين أحدكم  
بالناس ولو في قصمته من سواك“.

### [ آداب مجلسه صلى الله عليه وسلم ]

وكان لا يجلس ولا يقوم الا على ذكر، واذا انتهى الى قوم جلس  
حيث انتهى به المجلس، ويأمر بذلك، و يعطي كل جلسائه نصيبه، لا يحسب

جليسه أن أحدا أكرم عليه منه، وإذا جلس إليه أحد، لم يقم عليه السلام حتى يقوم الذي جلس إليه إلا أن يستعجله أمر، فيستأذنه، ولا يقابل أحدا بما يكره، ولا يجزي السيئة بمثلها، ويشهد جنازتهم، ولا يحقر فقيرا لفقره، ولا يهاب ملكا لملكه، يعظم النعمة وإن قلت، لا يذر منها شيئا.

ما عاب طعاما قط، إن اشتهاه أكله، وإلا تركه، وكان يحفظ جاره، ويكرم ضيفه، وكان أكثر الناس تبسما، وأحسنهم بشرا، لا يمضي له وقت في غير عمل الله، أو فيما لا بد منه، وما خير بين أمرين إلا اختار أيسرهما، إلا أن تكون فيه قطيعة رحم، فيكون أبعد الناس منه.

يخسف نعله، ويرقع ثوبه، ويركب الفرس والبغل والحمار، ويردف خلفه عبده أو غيره، ويمسح وجه فرسه بطرف كفه وبطرف رداءه.

[دعاؤه <sup>صلى الله</sup> <sup>عليه وسلم</sup>]

وكان يحب الفال ويكره الطيرة، وإذا جاءه ما يحب [٦/ب] قال: "الحمد لله رب العالمين"، وإذا جاءه ما يكره قال: "الحمد لله على كل حال".  
وإذا رفع الطعام من بين يديه قال: "الحمد لله الذي أطمعنا وسقانا وأروانا وجعلنا مسلمين"، وأكثر جلوسه مستقبل القبلة، يكثر الذكر، ويطيل الصلوة ويقصر الخطبة، ويستغفر في المجلس الواحد مائة مرة، وكان يسمع لصدوره وهو في الصلوة أزيز كأزيز المرجل من البكاء.

[صيامه <sup>صلى الله</sup> <sup>عليه وسلم</sup>]

وكان يصوم الاثنين، والخميس، وثلاثة أيام من كل شهر، وعاشوراء،

وقلما كان يفطر يوم الجمعة، وأكثر صيامه في شعبان.

[خصائصه <sup>صلى الله</sup> عليه وسلم]

وكان عليه السلام تنام عيناه، ولا ينام قلبه، وإذا نام نفخ ولا يغط، وإذا

رأى في منامه ما يروعه قال: "هو الله لا شريك له".

وإذا أخذ مضجعه قال: "رب وقني عذابك يوم تبعث عبادك"،

ويقول: "اللهم باسمك أموت وأحيا"، وإذا استيقظ قال: "الحمد لله الذي

أحيانا بعد ما أماتنا واليه النشور".

وكان لا يأكل الصدقة، ويأكل الهدية، ويكافي عليها، ولا يتأنق في مآكل.

وخرج من الدنيا ولم يشبع من خبز الشعير، وكان يعصب على بطنه

الحجر من الجوع، وأتاه الله مفاتيح خزائن الأرض فلم يقبلها، واختار

الآخرة [٧/ألف].

وأكل الخبز بالخل، وقال: نعم الأدام الخل، وأكل لحم الدجاج و

الحبارى، وكان يحب الدباء والذراع من الشاة، وقال: "كلوا الزيت وادهنوا

به فإنه من شجرة مباركة".

وكان يأكل بأصابعه الثلاث ويلعقهن، وأكل خبز الشعير بالتمر، و

البطيخ بالرطب، والقثاء بالرطب، والتمر بالزبد، ويحب الحلو والعسل.

ويشرب قاعدا، وربما شرب قائما، ويتنفس ثلاثا معينا للأناء، ويبدأ

لمن عن يمينه إذا سقاه، وشرب لبنا.

وقال: من أطعمه الله طعاما فليقل: "اللهم بارك لنا فيه واطعمنا خيرا

منه“، ومن سقاه الله لبنا، فليقل: ”اللهم بارك لنا فيه وزدنا منه“.

وقال: ليس شئ يجرى مكان الطعام والشراب غير اللبن.

[لباسه <sup>صلوات</sup> <sub>عليه وسلم</sub>]

فكان يلبس الصوف، ويتنعل المخصوف، ولا يتأنق في ملبس، وأحب

اللباس اليه الحبرة من برد اليمن فيها حمرة وبياض، وأحب الثياب اليه

القميص. ويقول اذا لبث ثوبا استجد: ”اللهم لك الحمد كما البستنيه،

أسألك خيره وخير ما صنع له“. ويعجبه الثياب الخضراء، وربما لبس الازار

الواحد ليس عليه غيره، يعقد طرفه بين كتفيه [٧ / ب]، ويصلي فيه، وكان يعتم

ويسدل طرف عمامته بين كتفيه، ويلبس يوم الجمعة بردة الأحمر ويعتم.

ويلبس خاتما من فضة، نقشه: ”محمد رسول الله“، في خنصره

الأيمن، وربما في الأيسر.

ويحب الطيب، ويكره الرائحة الكريهة، ويقول: ”ان الله جعل لذتي

في النساء والطيب، وجعل قرعة عيني في الصلوة“، وكان يتطيب بالغالية و

المسك أو المسك وحده، ويتبخر بالعود والكافور.

ويكتحل بالأثمد في كل ليلة ثلاثا، وربما اكتحل ثلاثا في العين اليمنى

واثنين في اليسار، وربما اكتحل وهو صائم، ويكثر دهن رأسه ولحيته في دهن

غبا، ويكتحل وترا، ويحب التيمن في ترجله وتنعله وفي ظهوره وفي شأنه كله.

وينظر في المرأة، ولا يفارقه قارورة الدهن في سفره والمكحلة والمرآة والمشط

والمقراض والسواك والابرة والخيط.

ويستاك في الليلة ثلاث مرات: قبل النوم، وبعده عند القيام لورده،  
وعند الخروج لصلوة الصبح. وكان يحتجم.

[مزاحه <sup>صلى الله</sup> عليه وسلم]

وكان يمزح ولا يقول الا حقا، جاءته امرأة فقالت: يا رسول الله!  
احملي علي جمل، فقال: "أحملك علي ولد الناقة". قالت: لا تطيقني. فقال  
لها الناس: وهل الجمل الا ولد الناقة.

وجاءته [٨/ألف] امرأة فقالت: يا رسول الله! ان زوجي مريض وهو  
يدعوك، فقال: "لعل زوجك الذي في عينه بياض"، فرجعت وفتحت عين  
زوجها، فقال: مالك؟ فقال: اخبرني رسول الله <sup>صلى الله</sup> ان في عينك بياضا،  
فقال: هل احد الا في عينه بياض.

وقالت له أخرى: يا رسول الله! أدعوا الله أن يدخلني الجنة، فقال:  
"يا أم فلان! ان الجنة لا يدخلها عجوز"، فولت المرأة وهي تبكي، فقال عليه  
السلام: "أخبروها لا تدخلها وهي عجوز"، ان الله يقول: ﴿انا انشانهن انشاء  
فجعلنهن أبكارا عربا اترابا﴾.

[ذكر زوجاته عليه أفضل الصلاة والسلام]

[١] تزوج خديجة بنت خويلد، وقد سبق ذكرها.

[٢] ثم سودة بنت زمعة بن قيس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن

مالك بن حسل بن عامر بن لؤي، وكبرت عنده فأراد طلاقها، فوهبت يومها

لعائشة وقالت: لا حاجة لي في الرجال، وانما أريد أن أحشر في زوجاتك.

[٣] ثم عائشة بنت أبي بكر عبدالله بن عثمان بن عامر بن عمرو بن كعب بن سعيد بن تيم بن مرة، تزوجها بمكة قبل الهجرة بسنتين وقيل: بثلاث، وهي بنت ست، وقيل: [٨/ب] سبع. وبنى بها بالمدينة وهي بنت تسع، ومات عنها وهي بنت ثماني عشرة. وتوفيت سنة ثمان وخمسين، وقيل غير ذلك. ولم يتزوج بكرا غيرها. تكتنى أم عبدالله.

[٤] ثم حفصة بنت عمر بن الخطاب بن نفيل بن عبد العزى بن رباح بن عبدالله [بن قرط] بن رزاح بن عدي بن كعب. روى أنه طلقها فنزل جبرئيل فقال: ان الله يأمرك أن تراجع حفصة، فانها صوامة قوامة، وفي خبر: أن جبرئيل قال: رحمة لعمر.

[٥] وتزوج أم حبيبة رملة بنت أبي سفيان صخر بن حرب بن أمية بن عبد شمس بن عبد مناف، وهي بالحبشة، وأصدقها عنه النجاشي أربع مائة دينار، وولي نكاحها عثمان بن عفان، وقيل: خالد بن سعيد بن العاص. توفيت سنة أربع وأربعين.

[٦] وتزوج هند بنت أبي أمية بن المغيرة بن عبدالله بن عمرو بن مخزوم، أم سلمة، ماتت سنة اثنتين وستين، وهي آخر من مات من زوجاته عليه السلام، وقيل: ميمونة.

[٧] وتزوج زينب بنت جحش بن رثاب بن يعمر بن صبرة بن مرة بن كثيرة بن غنم بن دودان بن أسد بن خزيمة، وهي ابنة عمته أميمة، توفيت بالمدينة سنة عشرين، وهي أولهن وفاة، وأول من حمل على نعش.



[٨] وتزوج جويرية [٩/ألف] بنت الحارث بن أبي ضرار بن الحارث

بن عائد بن مالك بن المصطلق، سبيت في غزوة بني المصطلق فوقت  
لثابت بن قيس بن شماس فكاتبها. فأتت رسول الله ﷺ تستعينه في كتابتها.  
وكانت امرأة ملاحه، فقال لها رسول الله ﷺ: "أو خير من ذلك أودي  
عنك كتابتك وأتزوجك؟"، فقبلت، ففرضي عنها وتزوجها. توفيت سنة  
ست وخمسين .

[٩] وتزوج صفية بنت حي بن أخطب بن أبي يحيى بن كعب بن

خزرج النضرية، من ولد هارون عليه السلام، سبيت من خيبر فأعتقها وجعل  
عتاقها صداقها. توفيت سنة خمسين .

[١٠] وتزوج ميمونة بنت الحارث بن حزن بن بجير بن الهزم بن

رويبة بن عبد مناف بن هلال بن عامر، خالة خالد بن الوليد وعبدالله بن  
عباس، وهي آخر من تزوج. وتوفيت سنة احدى وخمسين، وقيل: سنة ستة و  
ستين، فان ثبت ذلك فهي آخر من مات منهن.

هولاء غير خديجة اللاتي مات عنهن.

[١١] وتزوج زينب بنت خزيمة، أم المساكين، سنة ثلاث من

الهجرة، ولم تلبث عنده الا يسيرا: شهرين أو ثلاثة، وماتت.

[و أزواجه الأخرى]

- وتزوج فاطمة بنت الضحاك، وخيرها حين نزلت آية التخيير،

فاختارت الدنيا، ففارقها. ثم كانت بعد [٩/ب] تلتقط البعر وتقول: أنا الشقية

اخترت الدنيا.

- وتزوج اساف، أخت دحية الكلبي.

- وخولة بنت الهذيل، وقيل: بنت الحكيم، وهي التي وهبت نفسها

له، وقيل: أم شريك.

- وأسماء بنت كعب الجونية.

- وعمرة بنت يزيد و طلقها قبل الدخول.

- وامرأة من غفار فرأى بها بياضا، فألحقها بأهلها.

- وامرأة تميمية، فلما دخل عليها قالت: أعود بالله منك، فقال: "منع

الله عائذه، الحقى بأهلك.

- وعالية بنت ظبيان و طلقها حين أدخلت عليه.

- وبنت الصلت وماتت قبل أن يدخل عليها.

- وملكة الليثية، فلما دخل عليها فقال: هبي لي نفسك، قالت: و

هل تهب الملكة نفسها للسوقة؟ فسرحتها.

- وخطب امرأة من مرة، فقال: أبوها ان بها برصا.

- وخطب امرأة من أبيها فوصفها له، وقال: أزيدك أنها لم تمرض

قط، فقال: "ما لهذه عند الله من خير"، فتركها.

وكان صداقة لكل واحد من نسائه خمسمائة درهم، هذا أصح ما قيل،

الا صفية وأم حبيبة.

## [ ذكر أولاده صلى الله عليه وسلم ]

[ ١ ] القاسم وبه يكنى.

[ ٢ ] وعبدالله، ويسمى الطيب والظاهر، وقيل: الطيب غير الظاهر.

[ ٣-٦ ] وزينب، ورقية، وأم كلثوم، وفاطمة.

هلك البنون قبل الاسلام أطفالا [ ١٠ / ألف ]، والبنات أدر كهن الاسلام

فأسلمن. وكلهن من خديجة.

[ ٧ ] وولد له بالمدينة ابراهيم بن مارية، ومات وهو ابن سبعين ليلة. و

قيل: سبعة أشهر، وقيل: ثمانية عشر شهرا.

وكلهم ماتوا في حياته الا فاطمة، فتأخرت بعده ستة أشهر.

## [ زواج بناته صلى الله عليه وسلم ]

[ ١ ] وكانت زينب عند أبي العاص بن الربيع بن عبد شمس، فولدت

له عليا مات صغيرا، وأمامة تزوجها علي، ثم خلف عليها المغيرة بن نوفل بن

الحارث بن عبدالمطلب فولدت له يحيى.

[ ٢ ] وكانت فاطمة عند علي بن أبي طالب، فولدت له حسنا وحسينا

رضي الله تعالى عنهم أجمعين، ومحسنا، فذهب محسن صغيرا، وولد له رقية،

وزينب، وأم كلثوم. ماتت رقية قبل البلوغ.

- وتزوج زينب عبدالله بن جعفر، فولدت له عليا، وماتت.

- وتزوج أم كلثوم عمر بن الخطاب رضي الله عنه فولدت له زيدا، و

خلف عليها عون بن جعفر، ثم أخوه محمد، ثم أخوه عبدالله.

[٣] ورقية كانت عند عثمان بن عفان رضي الله عنه، وولدت له

عبدالله، وتوفيت يوم جاء زيد بن حارثة بشيرا بالفتح يوم بدر.

[٤] فتزوج أم كلثوم، وماتت عنده في شعبان سنة تسع.

و كانت قبله عند عتيبة، ورقية عند عتبة ابنا أبي لهب.

ذكر أعمامه وعماته صلوات الله عليهم [١٠/ب]

[١] الحارث [٢] وقثم [٣] والزبير [٤] وحمزة [٥] والعباس [٦]

وأبو طالب، اسمه عبدمناف [٧] وأبو لهب عبدالعزيز [٨] وعبدالكعبة

[٩] حجل، واسمه المغيرة [١٠] وضرار [١١] والغيداق.

[١-٦] وصفية، وعاتكة، وأروى، وأميمة، وبرة، وأم حكيم البيضاء.

أسلم منهم: حمزة والعباس وصفية.

[ذكر مواليه صلوات الله عليهم]

[١] زيد بن حارثة واعتقه، [٢] وابنه أسامة بن زيد، [٣] وثوبان بن

نجدد، [٤] وأبو كبشة سليم، شهد بدرًا وأعتقه، وتوفي يوم استخلف عمر،

[٥] وأنيسة، [٦] وشقران واسمه صالح، قيل: ورثه من أبيه، وقيل: اشتراه من

عبد الرحمن بن عوف وأعتقه، [٧] ورباح توفي وأعتقه، [٨] ويسار توفي وقتله

العربيون، [٩] وأبو رافع، وهبه له العباس فاعتقه حين بشره باسلام العباس،

وزوجه سلمى مولاة له، فولدت له عبيد الله، كتب لعلي، [١٠] أبو مويهبة

وأعتقه، [١١] وفضالة مات بالشام، [١٢] ورافع، مولى سعيد بن العاص، وأعتقه،

[١٣] ومدعم، وهبه له رفاعة الجذامي، قتل بوادي القرى، [١٤] وكركرة نوبي

أهداه له هوذة بن عني وأعتقه، [١٥] وزيد جد هلال بن يساف [١٦] وعبيد،  
 [١٧] وطمهان، [١٨] ومأبور التبطي من هدية المقوقس، [١٩] وواقد، [٢٠] و  
 أبو واقد [١١/الف]، [٢١] وهشام [٢٢] وأبو ضميرة من الفي، وأعتقه،  
 [٢٣] وحنين، [٢٤] وعسيب، واسمه أحمر، [٢٥] وأبو عبيد، [٢٦] وسفينة،  
 كان لأم سلمة فاعتقته، وشرطت عليه أن يخدم النبي ﷺ حياته فقال: لو لم  
 تشرطي علي ما فارقت، وكان اسمه رباح، وقيل: مهرا، [٢٧] وأبو هند  
 وأعتقه، [٢٨] وأنجشة الحادي، [٢٩] وأبو لبابة وأعتقه، [٣٠] ورويفع من  
 سبي هوازن وأعتقه، وقد عدوا أكثر من ذلك.

[١] وسلمى أم رافع، [٢] وبركة حاضنته، ورثها من أبيه [٣] وريحانة  
 سبية من قريظة، [٤] وميمونة بنت سعد، [٥] وخضرة، [٦] ورضوى.  
 ومن الأحرار: [١] أنس بن مالك، [٢-٣] وهند وأسما ابنا حارثة،  
 [٤] وربيعه بن كعب الأسلمي، [٥] وعبدالله بن مسعود، [٦] وعقبة بن  
 عامر، [٧] وبلال، [٨] وشعد، [٩] وذو مخمر، ابن أخي النجاشي، [١٠]  
 وبكير بن شداخ الليثي، [١١] وأبو ذر الغفاري.

[حرسه ﷺ]

وحرسه سعد بن معاذ يوم بدر، وذكوان بن عبد قيس ومحمد بن  
 مسلمة بأحد، والزبير يوم الخندق، وعباد بن بشر وسعد بن أبي وقاص وأبو أيوب  
 بنخبير، وبلال بوادي القرى. ولما نزلت ﴿والله يعصمك من الناس﴾ ترك  
 الحرس.

## [ ذكر رسله عليه السلام الى الملوك ]

[١] عمرو بن أمية الى النجاشي، واسمه أصحمة [١١/ب]، وهو

عطية، فوضع كتاب رسول الله ﷺ على عينيه، ونزل عن سريره، وجلس على الأرض فأسلم، ومات في حياة النبي ﷺ سنة تسع، فصلى عليه.

[٢] ودحية بن خليفة الكلبي الى ملك الروم قيصر، وهو هرقل، فثبت

عنده نبوة النبي ﷺ فهم بالاسلام فلم يوافقوه الروم، فخافهم على ملكه، فامسك.

[٣] وعبدالله بن حذافة السهمي الى كسرى، ملك فارس، فمزق

الكتاب، فقال عليه السلام: "مزق الله ملكه".

[٤] وحاطب بن أبي بلتعة الى المقوقس فقارب الاسلام، وأهدى

للنبي ﷺ مارية، وسريره، والبغلة الشهباء دلدل.

[٥] وعمرو بن العاص الى جيفر وعبد ابني الجلندي، ملكي عمان

من الأردن، فأسلما وخليا بين عمرو وبين الصدقة والحكم فيما بينهم، فلم يزل بينهم حتى توفي النبي ﷺ.

[٦] وسليط بن عمرو العامري الى هوذة بن علي، صاحب اليمامة،

فأكرمه وبعث الى النبي ﷺ ما أحسن ما تدعو اليه وأجمله، وأنا خطيب قومي

و شاعرهم، فاجعل لي الأمر، فأبى عليه السلام، ولم يسلم هوذة [١٢/ألف].

[٧] وشجاع بن وهب الأسدي الى الحارث بن أبي شمر الغساني،

ملك البلقاء من الشام، فرمى بالكتاب فقال: أنا سائر اليه، فمنعه قيصر.

[٨] والمهاجر بن أبي أمية المخزومي الي الحارث الحميري باليمن.

[٩] والعلاء بن الحضرمي الي المنذر بن ساوى، ملك البحرين،

فأسلم.

[١٠-١١] و أبو موسى الأشعري بعثه الي اليمن، ومعاذ بن جبل بعثه

مع أبي موسى الي اليمن، فأسلم عامة أهل اليمن و ملوكهم من غير قتال.

[ كتابه <sup>صلى الله</sup> <sub>عليه وسلم</sub> ]

وممن كتب له عليه السلام: الخلفاء الأربعة، وعامر بن

فهيرة، وعبدالله بن الأرقم، و أبي بن كعب، وثابت بن قيس بن الشماس، وخالد

بن سعيد، وحنظلة بن الربيع، وزيد بن ثابت، و معاوية، و شرحبيل بن حسنة.

و كان علي، والزبير، و محمد بن مسلمة، و عاصم بن ثابت بن أبي

الأفلاح، و المقداد يضر بون الأعناق بين يديه.

[ النجباء من أصحابه ]

أبو بكر، و عمر، و علي، و حمزة، و جعفر، و ابوذر، و المقداد، و سلمان،

و حذيفة، و ابن مسعود، و عمار بن ياسر.

[ و العشرة المشهود لهم بالجنة ]

الخلفاء الأربعة، و سعد بن أبي وقاص، و الزبير [ ١٢ / ب ] بن العوام، و

عبد الرحمن بن عوف، و طلحة بن عبيدالله، و أبو عبيدة عامر بن الجراح،

و سعيد بن زيد، و بلال رضي الله تعالى عنهم.

## [ ذكر دوابه عليه السلام ]

ومن الخيل عشرة على خلاف في ذلك بزيادة أو نقصان:

[١] وهي السكب وكان عليه يوم أحد، وكان أغر محجلا، طلق اليمين، له سبحة، وسابق عليه فسبق، ففرح به صلوات الله [٢] والمرتجز، وهو الذي شهد له به خزيمة بن ثابت، [٣] ولزاز الذي أهداه له المقوقس، [٤] واللحيف أهداه له ربعة بن أبي البراء، [٥] والمطرب أهداه له فروة الجذامي، [٦] والورد أهداه له تميم الداري، [٧] والضرس، [٨] وملاوح، [٩] وسبحة، [١٠] البحر اشتراه من تجار من اليمن، فسبق عليه ثلاث مرات، فمسح عليه السلام وجهه وقال: "ما أنت الا بحر".

ومن البغال ثلاثة: الدلدل التي أهداها المقوقس، وهي أول بغلة ركبت في الاسلام، وفضة وهبها من أبي بكر، والابلية أهداها له ملك ايلة. وكان له حمار يقال له: يعفور.

واما النعم فلم ينقل أنه اقتنى من البقر شيئا.

وكانت له عشرون لقحة بالغابة، وأرسل اليه سعد بن عبادة مهريه من نعم بني عقيل [١٣/ ألف]، وكانت له القصواء، وهي التي هاجر عليها، وكان لا يحمله اذا نزل عليه الوحي غيرها، قيل: وهي العضباء والجدعاء، وهي التي سبقت فشق على المسلمين، فقال صلوات الله: "ان حقا على الله أن لا يرتفع شيئا من الدنيا الا وضعه"، وقيل: المسبوقة غيرها.

وكان له مائة من الغنم، وكان له شاة يختص بشرب لبنها تدعى عيشة.

وكان للنبي صلوات الله ديك أبيض.



[ ذكر سلاحه صلواته ]

تسعه أسياف: ذو الفقار من غنائم بدر، كان لبني الحجاج من بني سهم، ورأى عليه السلام في النوم في ذبابه ثلثة، فأولها هزيمة، فكانت يوم أحد، وثلاثة أصابها من بني قينقاع: القلعي والتيار والحتف، وله المخدم، والرسوب، وآخر ورثه من أبيه، وآخر يقال له: العضب أعطاه إياه سعد بن عبادة، والقضيب وهو أول سيف تقلد به صلواته.

وأربعة رماح: المشني، وثلاثة من بني قينقاع، وعنزة يحمل بين يديه في العيدين.

ومحجن قدر الذراع، ومحصرة تسمى العرجون، وقضيب يسمى الممشوق.

وكان له أربعة قسي، وجعبة، وترس عليه تمثال عقاب، أهدي له، فوضع يده على [١٣/ب] العقاب، فذهب.

قال انس بن مالك: كان نعل سيف رسول الله صلواته فضة، وقبيعته فضة، وما بين ذلك حلق الفضة.

وكان له درعان أصابهما من سلاح بني قينقاع: هما السعدية وفضة، ودرع يسمى ذات الفضول، لبسها يوم حنين، ويقال: كانت عنده درع داؤد عليه السلام التي لبسها لما قتل جالوت.

وكان له مغفريقال له: السبوع، ومنطق من أديم مبشور، فيها ثلاث حلق فضة، وكان لواءه أبيض.

## [ ذكر أثوابه وأثائه صلى الله عليه وسلم ]

ترك صلى الله عليه وسلم يوم مات ثوبى حبرة، وازارا عمانيا، وثوبين صحاريين، و قميصا صحاريا، وآخر سحوليا، وجبة يمنية، و خميصة، و كساء أبيض، و قلانس صفارا لاطية ثلاثا أو أربعا، وملحفة مورسة، و كان له ربة فيها مرآة، و مشط عاج، و مكحلة، و مقراض، و سواك.

و كان له فراش من آدم، حشوه ليف، و قدح مضرب بفضة في ثلاث مواضع، و قدح آخر، و تور من حجارة، و مخضب من شبه يعمل فيها الحناء و الكتم و يوضع على رأسه اذا وجد حرا، و قدح زجاج، و مغسل من صفر، و قصعة [ ١٤ / ألف ]، و صاع يخرج به زكاة الفطر، و مد، و سرير، و قطيفة، و خاتم من فضة فسه منه، نقشه: محمد رسول الله، و قيل: كان من حديد ملوي بفضة.

وأهدى له النجاشي خفين ساذجين يلبسهما، و كان له كساء أسود، و عمامة يقال لها السحاب فوهبها عليا، فكان ربما قال اذا رآه مقبلا وهي عليه: " أتاكم علي في السحاب"، وله ثوبان للجمعة غير ثيابه التي يلبسها في سائر الأيام، و منديل يمسح به وجهه من الوضوء.

## [ ذكر شئ من معجزاته صلى الله عليه وسلم ]

فمنها [ ١ ] القرآن وهو أعظمها، [ ٢ ] و شق الصدر، [ ٣ ] و اخباره عن بيت المقدس، [ ٤ ] و انشقاق القمر، [ ٥ ] و ان الملاء من قريش تعاقدوا على قتله فخرج عليهم فخفضوا أبصارهم و سقطت أذقانهم على صدورهم، و أقبل

حتى قام علي رؤسهم فقبض قبضة من تراب وقال: "شاهت الوجوه"، و  
 حصبهم فما أصاب رجلا منهم شيء من ذلك الحصا الا قتل يوم بدر، [٦] و  
 رمى يوم حنين بقبضة من تراب في وجوه القوم فهزمهم الله تعالى، [٧] و نسج  
 العنكبوت في الغار، [٨] وما كان من أمر [١٤/ب] سراقه بن مالك اذ تبعه في  
 الهجرة، فساحت قوائم فرسه في الأرض الجلد، [٩] ومسح علي ضرع عناق  
 لم ينز عليها الفحل فدرت، [١٠] وشاة أم معبد.

[١١] ودعوته لعمر ان يعز الله به الاسلام، [١٢] ودعوته لعلي أن  
 يذهب الله عنه الحر و البرد، [١٣] وتفعل في عينيه وهو أرمد، فعوفي من  
 ساعته، ولم يرمد بعد ذلك، [١٤] ورد عين قتادة بن النعمان بعد أن سالت  
 علي خده، فكانت أحسن عينيه، [١٥] ودعا لعبد الله بن عباس بالتاويل و  
 الفقه في الدين، [١٦] ودعا لجمل جابر فصار سابقا بعد ان كان مسبوقا، [١٧]  
 ودعا لأنس بطول العمر و كثرة المال والولد، [١٨] وفي تمر جابر بالبركة ،  
 فأوفي غر ماء ٥، وفضل ثلاثة عشر وسقا، [١٩] واستسقى عليه السلام فمطروا  
 أسبوعا، ثم استحصى لهم فانجابت السحاب، [٢٠] ودعا علي عتيبة بن أبي لهب،  
 فأكله الأسد بالزرقاء من الشام.

[٢١] وشهدت الشجرة له بالرسالة في خبر الأعرابي الذي دعاه الى  
 الاسلام، فقال: هل من شاهد علي ما تقول؟ فقال: "نعم، هذه الشجرة"، ثم  
 دعاهما فأقبلت فاستشهدها فشهدت أنه كما قال ثلاثا، ثم رجعت الى منبتها،  
 [٢٢] وأمر شجرتين فاجتمعتا ثم افترقتا [١٥/الف]، [٢٣] وأمر أنسا أن ينطلق

الى نخلات، فيقول لهن: أمركن رسول الله ﷺ أن يجتمعن فاجتمعن، فلما  
 قضى حاجته، أمره أن يأمرهن بالعود على ما كنهن فعدن، [٢٤] ونام فجأت  
 شجرة تشق الأرض حتى قامت عليه، فلما استقيظ ذكرت له، فقال: "هي  
 شجرة استاذنت ربها في أن تسلم علي فأذن لها"، [٢٥] وسلم عليه الحجر و  
 الشجر ليالي بعث: السلام عليك يا رسول الله، [٢٦] وقال: اني لأعرف  
 حجرا كان بمكة يسلم علي قبل أن أبعث، اني لأعرفه الآن، [٢٧] وحن اليه  
 الجزع، [٢٨] وسبح الحصى في كفيه، [٢٩] وكذلك الطعام، [٣٠] و  
 أعلمته الشاة بسمها، [٣١] وشكى اليه البعير قلة العلف وكثرة العمل، [٣٢] و  
 سألت الظبية أن يخلصها من الجبل لترضع ولديها وتعود، فخلصها فلفظت  
 بالشهادتين.

[٣٣] وأخبر عن مصارع المشركين يوم بدر، فلم يعد أحد منهم  
 مصرعه، [٣٤] وأخبر أن طائفة من أمته يغزون في البحر، وأن أم حرام بنت  
 ملحان منهم، فكان كذلك، [٣٥] وقال لعثمان يصيبه بلوى شديدة، فكانت و  
 قتل، [٣٦] وقال للأنصار: انكم ستلقون بعدي أثره [١٥/ب]، فكانت زمن  
 معاوية، [٣٧] وقال في الحسن: أن ابني هذا سيد، وان الله سيصلح به بين فئتين  
 عظيمتين من المسلمين، [٣٨] وأخبر بقتل العنسي الكذاب وهو بصنعاء ليلة  
 قتله وممن قتله، [٣٩] وقال لثابت بن قيس: "تعيش حميدا وتقتل شهيدا"،  
 فقتل يوم اليمامة، [٤٠] وارتد رجل ولحق بالمشركين، فبلغه أنه مات فقال:  
 "ان الأرض لا تقبله"، فكان كذلك، [٤١] وقال لرجل يأكل بشماله: "كل

بيمينك“، فقال: لا أستطيع، فقال له: ”لا استطعت“، فلم يطق أن يرفعها الى فيه بعد.

[٤٢] ودخل مكة عام الفتح، والأصنام حول الكعبة معلقة، وبيده قضيب، فجعل يشير به اليها، ويقول ﴿جاء الحق وزهق الباطل﴾ وهي تتساقط، [٤٣-٤٤] وقصة مازن بن العصبوبة، وسواد بن قارب وامثالهما، [٤٥] وشهد الضئب بنبوته.

[٤٦] وأطعم ألفاً من صاع شعير بالخنديق، فشبعوا، والطعام أكثر مما كان، [٤٧] وأطعمهم من تمر يسير، [٤٨] وجمع فضل الأزواد على النطع فدعا لها بالبركة، ثم قسمها في العسكر فقامت بهم، [٤٩] وأتاه أبو هريرة بتمرات قد وصفهن في يده، وقال: أدع علي فيهن بالبركة، ففعل، قال أبو هريرة: فأخرجت من ذلك التمر كذا [١٦/ألف] وكذا وسقا في سبيل الله، وكنا نأكل منه ونطعم حتى انقطع في زمن عثمان، [٥٠] ودعا أهل الصفة لقصة ثريد، قال أبو هريرة: فجعلت أتناول ليدغوني حتى قام القوم، وليس في القصة الا اليسير في نواحيها، فجمعه صلوات الله عليه فصار لقمة، فوضعها على أصابعه وقال: ”كل بسم الله“، فوالذي نفسي بيده! ما زلت آكل منها حتى شبعت.

[٥١] ونبع الماء من بين أصابعه حتى شرب القوم وتوضأوا، وهم ألف وأربع مائة، [٥٢] وأتى بقدر فيه ماء، فوضع أصابعه في القدر فلم يسع، فوضع أربعة منها، وقال: ”هلموا“، فتوضأوا أجمعين، وهم من السبعين الى الثمانين، [٥٣] وورد في غزوة تبوك على ماء لا يروي واحداً، والقوم

عطاش، فشكروا اليه، فأخذ سهما من كنانته وأمر بغرسه فيه، ففار الماء، وارتوى القوم، وكانوا ثلاثين ألفا، [٥٤] وشكى اليه قوم ملوحة في مائهم، فجاء في نفر من أصحابه حتى وقف على بشرهم، فتفل فيه، فتفجر بالماء العذب المعين. [٥٥] وأتته امرأة بصبي لها أقرع، فمسح على رأسه، فاستوى شفره وذهب داؤه، فسمع أهل اليمامة بذلك فأتت [١٦/ب] امرأة الى مسيلمة بصبي، فمسح رأسه فتضلع، وبقي الضلع في نسله.

[٥٦] وانكسر سيف عكاشة يوم بدر، فأعطاه بدلا من حطب، فصار في يده سيف، ولم يزل بعد ذلك عنده، [٥٧] وعرضت كدية بالخنديق عن أن يأخذها المعول، فضربها، فصارت كثيبا أهيل، [٥٨] ومسح على رجل أبي رافع، وقد انكسرت، فكانه لم يشكها قط.

ومعجزاته صلى الله عليه وسلم أكثر من أن يحصرها كتاب أو يجمعها ديوان.

### [ذكر وفاته صلى الله عليه وسلم]

توفي صلى الله عليه وسلم وقد بلغ ثلاثا وستين سنة، وقيل: غير ذلك، يوم الاثنين، حين اشتد الضحى، اثني عشرة ليلة خلت من ربيع الأول. ومرض أربعة عشر يوما، ودفن ليلة الأربعاء.

ولما حضره الموت كان عنده قدح فيه ماء، فجعل يدخل يده فيه ويمسح وجهه ويقول: "اللهم أعني على سكرات الموت"، وسجي ببرد حبرة. وقيل: ان الملائكة سجته.

وكلت بعض أصحابه بموته دهشة: منهم عمر، وأخرس عثمان، و

اقعد علي، ولم يكن فيهم أثبت من العباس وأبي بكر رضي الله تعالى عنهم.  
ثم ان الناس سمعوا من باب الحجرة: لا تغسلوه، فانه طاهر مطهر، ثم  
سمعوا بعد ذلك: اغسلوه، فان ذلك ابليس، وأنا الخضر، وعزّاهم، فقال: ان  
في الله عزاء من كل مصيبة [١٧ / ألف]، وخلفا من كل هالك، ودركا من كل  
فائت، فبالله فثقوا، واليه فارجعوا، فان المصاب من حرم الثواب.

واختلفوا في غسله: هل يكون وهو في ثيابه أو يجرد عنها، فوضع الله  
عليهم النوم، فقال قائل، لا يدرى من هو: أغسلوه في ثيابه، فانتبهوا وفعّلوا  
ذلك. والذين ولوا غسله: علي، والعباس، وولداه الفضل وقثم، وأسامة  
وشقران مولياه، وحضرهم أوس بن حولى من الأنصار، ونفزه علي فلم يخرج  
منه شيء، فقال: صلى الله عليك طبت حيا وميتا.

وكفن في ثلاثة أثواب بيض سحولية، ليس فيها قميص ولا عمامة، بل  
لفائف من غير خياطة.

وصلى عليه المسلمون أفرادا، لم يؤمهم أحد.

وفرش تحته في القبر قطيفة حمراء كان يتغطي بها، ونزل شقران، و  
حفر له، ولحد، وأطبق عليه تسع لبنات، واختلفوا: أيلحد له أم يصرح؟  
وكان بالمدينة حفران: أحدهما يلحد وهو أبو طلحة، والآخر يصرح وهو  
أبو عبيدة، فاتفقوا أن من جاء منهما أولا عمل عمله، فجاء الذي يلحد، فلحد  
له، وذلك في بيت عائشة، ودفن معه أبو بكر ثم عمر.

[صلى الله على سيدنا محمد وآله وأصحابه وسلم تسليما كثيرا كثيرا.]

شاه ولی اللہ کافارسی ترجمہ

سرور المحزون





## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

[تمهید]

بعدِ سپاسِ خدای تبارک و تعالیٰ کَشایندۀ درهای عطا، بخشندهٔ خلعتهای هدئی، و درود و سلام بر محمد مصطفیٰ صلی الله علیه و آله، آن پیغامبرِ عالی مقام که مبعوث شدند تا باشند هادیِ راهِ ظاهراً و آنکس را که راهِ راست جوید، و الزامِ باهر بر هر کسی که از حدِ فرمانِ گذرد، و بر آل و اصحابِ آنحضرت صلی الله علیه و آله، آنانکه زنده ساختند سنت را تا قیامِ قیامت -

میگوید فقیر ولی الله بن عبد الرحیم دهلوی کان الله لهما فی الآخرة و الاولی که بعض اعزّه احباب و اجله اولی الالباب و فقههم الله لما یحب و یرضی و جعل ما لهم الی الدرجات العلی ازین فقیر ترجمه کتاب نور العیون فی تلخیص سیر الامین المامون که فرام آورده علامه زمان شیخ ابوالفتح محمد بن محمد المشتهر بسید الناس است قدس الله سره العزیز درخواستند، از اجابتِ مسئول ایشان چاره ندید، و در بعض مواضع بسبب ضعفِ روایتی که مصنف اختیار کرده یا مثل آن از اسباب زیادت و نقص و تبدیل تصرف کرد، تقبل الله ذلك منی و منه و جعله خالصاً لوجهه الکریم، انه قریب مجیب روف رحیم، و سمیته بسرور المحزون و فی ترجمه نور العیون -

[نسبِ نبوی]

پیغامبر محمد است صلی الله علیه و آله ابن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرة بن كعب بن لوی بن غالب بن فهر بن مالک بن نضر بن کنانة بن خرمیة بن مدرکه بن الیاس بن

مضر بن نزار بن معد بن عدنان - این قدر متفق علیه است، و بلاعد عدنان تا حضرت آدم علیه السلام اختلاف بسیار است - و مادر آنحضرت صلی الله علیه و آله آمنه است بنت وهب بن عبد مناف بن زهره بن کلاب بن مره -

### [ ولادت و رضاعت ]

ولادت آنحضرت صلی الله علیه و آله روز دوشنبه متحقق شد از شهر ربیع الاول از سالی که واقعه فیل در آن بود - بعضی گفته اند بتاریخ دوم، و بعضی گفته اند بتاریخ سیوم، و بعضی گفته اند بتاریخ دوازدهم و غیر این اقوال نیز گفته اند - بالجمله شب ولادت آنحضرت صلی الله علیه و آله در حرکت آمد کوشک کسری تا آنکه شنیده شد آواز وی، و افتاد از انجا چهارده کنگره، و بمرد آتش فارس، و نمرده بود پیش از آن بهزار سال، و خشک شد چشمه ساوه - و شیرداد آنحضرت را صلی الله علیه و آله حلیمه بنت ابی ذؤیب، و نزدیک حلیمه شگافتند سینه آنحضرت صلی الله علیه و آله و پر کردند آنرا بدانش و ایمان بعد از آن که بیرون آوردند نصیب شیطان را از انجا - و نیز شیرداد آنحضرت صلی الله علیه و آله ثویبه، کنیزک ابی لهب، و در کناود داشت آنحضرت را صلی الله علیه و آله ام ایمن حبشیه که نامش برکه است، و آنحضرت صلی الله علیه و آله ام ایمن را میراث یافته بودند از پدر خود عبدالله، پس چون کلان شدند آنرا آزاد ساختند و در نکاح زید بن حارثه دادند -

### [ وفات والدین و جد امجد ]

و وفات یافت عبدالله والد آنحضرت صلی الله علیه و آله حال آنکه آنحضرت صلی الله علیه و آله در شکم والده خود بودند، و بعضی گفته اند که طفل دو ماهه بودند، و بعضی گفته اند طفل هفت ماهه، و بعضی گفته اند طفل بست و هشت ماهه - و وفات یافت والده آنحضرت صلی الله علیه و آله حال آنکه آنحضرت صلی الله علیه و آله طفل چهار ساله بودند، و بعضی گفته اند طفل شش ساله - و متکفل پرورش آنحضرت صلی الله علیه و آله شد جد آنحضرت صلی الله علیه و آله عبدالمطلب، چون عمر شریف هشت سال و دو ماه و ده روز رسید عبدالمطلب وفات یافت، پس متکفل پرورش آنحضرت صلی الله علیه و آله شد ابوطالب -

## [ کفالتِ ابوطالب ]

چون عمر آنحضرت صلی الله علیه و آله به دوازده سال و دو ماه و ده روز رسید بیرون آمدند همراه عم خود ابوطالب بجانب شام، پس چون بشهر بصری رسیدند آنحضرت را صلی الله علیه و آله بحیراراهب دید و شناخت بعلا متی که میدانست، پس پیش آنحضرت صلی الله علیه و آله آمد و دست آنحضرت صلی الله علیه و آله گرفت و گفت: این رسول رب العالمین است، خواهد فرستاد این را خدا تعالی تا رحمت باشد جهانیان را، هر آئینه وقتیکه شما آمدید نه ماند هیچ سنگی و نه درختی مگر که بسجده افتاد، و سنگ و درخت سجده نمی کند مگر پیغمبر را، و هر آئینه صفت وی می یابم در کتابهای خود، و گفت ابوطالب را اگر ایشان را بجانب شام بری البته خواهند گشت یهود، پس ابوطالب آنحضرت را صلی الله علیه و آله بملکه باز فرستاد.

## [ سفر شام برای تجارت ]

بعد از آن آنحضرت صلی الله علیه و آله با ردوم بطرف شام بیرون آمدند با میسره غلام خدیجه در تجارتی که برای خدیجه بود پیش از آنکه در عقد آنحضرت صلی الله علیه و آله در آید، پس چون داخل شدند در شام فرود آمدند آنحضرت صلی الله علیه و آله زیر سایه درختی نزدیک صومعه راهبی، پس گفت آن راهب که فرود نیامده است زیرا این درخت هیچ گاه مگر پیغامبر، وی گفت میسره که چون نیم روزی شد و گرمی بنهایت می رسید دو فرشته فرودی آمدند و بر آنحضرت صلی الله علیه و آله سایه می کردند. چون آنحضرت صلی الله علیه و آله از آن سفر رجوع کردند در نکاح آوردند خدیجه بنت خویلد را، و در آن حال عمر شریف بست پنج سال و دو ماه و ده روز بود، غیر این نیز روایت کرده اند.

## [ تعمیر کعبه و نبوت ]

چون عمر شریف سی و پنج سال رسید حاضر شدند عمارت کعبه را، و بنهادند حجر اسود بدست

و چون عمر شریف چهل سال و یکروز رسید خدایتعالی آنحضرت را ﷺ فرستاد به نبوت و انداز و بشارت، و آمد پیش آنحضرت ﷺ جبرئیل علیه السلام در غار حرا۔ پس گفت: اقرأ یعنی بخوان، فرمودند من خواننده نیستم، آنحضرت ﷺ فرمودند: پس تنگ گرفت مرا جبرئیل تا آنکه نہایت رسید مشقت من، بعد از آن مرا بگذاشت، پس گفت: اقرأ یعنی بخوان، باز گفتم خواننده نیستم، باز مرا تنگ در برگرفت و در نوبت سیوم گفت: اقرأ باسم ربک الذی خلق تا قولہ تعالیٰ ما لم یعلم۔ وابتداء نبوت بود در بعض اقوال روز دوشنبہ ہشتم ماہ ربیع الاول۔

### [تبلیغ و ایذاء قریش]

بعد از آن بباغ بلند اظهار کردند حکم خدایتعالی را، و رسانیدند پیغامِ اورا، و در نیکو اہی قوم دروغ نداشتند، اہل مکہ از فرط بیداشی باید ابرخواستند و محاصره کردند آنحضرت ﷺ در شعب، پس آنحضرت ﷺ اقامت کردند در انجا در محاصره مدتی کم از سه سال و اہلبیت نیز در محاصره ماندند۔ بعد از آن آنحضرت ﷺ بیرون آمدند از محاصره و در آنوقت عمر شریف چهل و نہ سال بود۔ بعد از آن بہشت ماہ و بیست و یکروز وفات یافت ابو طالب، و وفات یافت خدیجہ بعد ابی طالب بہ روز۔ چون عمر شریف پنجاہ سال و نہ ماہ رسید در خدمت آنحضرت ﷺ جن نصیبین آمدند و اسلام آوردند۔

### [اسراء و معراج]

و چون عمر شریف بہ پنجاہ و یکسال و نہ ماہ رسید خدایتعالی آنحضرت را ﷺ بمعراج مخصوص گردانید، نخست از مابین زمزم و مقام ابراہیم برداشته بسوی بیت المقدس بردند، بعد از آن براق حاضر کردند پس آنحضرت ﷺ بران سوار شدند، بعد از آن برداشته شدند آنحضرت ﷺ بسوی آسمانہا، و فرض گردانیدہ شد نماز پنجگانہ۔

## [هجرت مدینه]

و چون عمر شریف به پنجاه و سه سال رسید هجرت کردند از مکه بسوی مدینه روز دوشنبه هشتم ربيع الاول، داخل شدند در مدینه روز دوشنبه، و آنجا اقامت نمودند ده سال تمام، بعد از آن متوفی شدند هم در آنجا، و در تاریخ‌های مذکوره علماء اقوال مختلفه است که در کتب مطبوعه توان یافت.

## [غزوات و سرایا]

و بود غزوات آنحضرت صلی الله علیه و آله درین مدت بیست و پنج، و بقولی بیست و هفت، کارزار کردند از آن جمله دهفت غزوه: بدر واحد و خندق و بنی قریظ و بنی المصطلق و خیبر و طایف، و بقولی در وادی القری و غابه و بنی نضیر نیز کارزار واقع شده بود. و بودند بعوث آنحضرت صلی الله علیه و آله قریب به پنجاه. و بعث عبارت از آن است که آنحضرت صلی الله علیه و آله لشکری بجانبی فرستند و خود در آن لشکر نباشند.

## [حج نبوی / حجه الوداع]

و حج گزاردند آنحضرت صلی الله علیه و آله بعد از آنکه حج فرض شد یکبار، و قبل از آن دو بار حج گزارده بودند. و بیرون آمدند از خانه خود در حجه الوداع در روز شنبه بعد از آنکه شانه کردند و روغن و خوشبوی در بدن مالیدند، پس فرود آمدند بذی الحلیفه، و آنجا شب گذرانیدند و فرمودند: امشب بمن آینده آماز جانب پروردگار من و گفتم: نماز کن درین وادی مبارک و بگو: عمرة فی حجة. حاصل معنی این کلمه آن است که نیت حج و عمره هر دو کن، و این را در فقه قرآن گویند. پس آنحضرت صلی الله علیه و آله احرام هر دو بستند، و داخل شدند در مکه معظمه روز یکشنبه وقت صبح از جانب کداء و طواف کردند برای قدم پس پویه پویه رفتند درین طواف سه بار و باهستگی رفتند چهار بار، بعد از آن بیرون آمدند بسوی صفا و سواره میدویدند و در وسط وادی، بعد از آن امر کردند کسانی را که هدیه همراه خود نیاورده بودند بانکه فسخ کنند نیت حج را و عمره تمام کنند. و فرود آمدند بجانب بالا از حجون، پس چون روز ترویبه

رسید، و آن تاریخ هشتم است از ماه ذی حجه، متوجه شدند بسوی منی، پس آنجا نمازِ ظهر و عصر و مغرب و عشا خواندند و شب آنجا ماندند و نمازِ صبح نیز گزاردند. و چون آفتاب طلوع کرد روان شدند بسوی عرفه، و پیش از رسیدن آنحضرت صلی الله علیه و آله بعرفه خیمه برای آنحضرت صلی الله علیه و آله در وادی نمره، که طرف وادی عرفات است، زده بودند، پس در آن خیمه فرود آمدند تا وقتیکه آفتاب از وسط آسمان زائل شد، آنگاه خطبه فرمودند و نمازِ ظهر و عصر با جماعت جمع کردند بیک اذان و دو اقامت. بعد از آن روان شدند بسوی موقف، که وسط وادی عرفات است، و آنجا پیوسته دعا و تهلیل میگفتند تا آنکه غروب شد آفتاب. بعد از آن روان شدند بسوی مزدلفه بعد غروب و آنجا شب گذرانیدند و نمازِ صبح گزاردند. بعد از آن وقوف کردند در مشعر الحرام تا آنکه روشن شد وقت. بعد از آن روان شدند پیش از طلوع آفتاب بسوی منی، پس انداختند در جمره العقب هفت سنگ ریزه و در هر یکی از ایام تشریق می انداختند پیاده هر سه جمره را هفت هفت سنگ ریزه، ابتدای کردند بآن جمره که متصل خیف است، و خیف زمین نشیب را گویند، و مراد اینجا جای است که مسجد منی در آن واقع است. بعد از آن بجره میانه، بعد از آن بجره عقبه، و درازی کردند عارا نزدیک جمره اولی و ثانیه. و آنحضرت صلی الله علیه و آله نحر کردند در اول روز از ایام منی و روان شدند بسوی کعبه و طواف کردند هفت شوط. بعد از آن بسقایه آمدند، و آنجائی است که آب زمزم در آن جمع می کنند، پس آنجا آب خواستند و تناول فرمودند، بعد از آن بمنی رجوع کردند. چون سیوم روز شد از ایام تشریق کوچ کردند و بحسب فرود آمدند. و از آنجا امر کردند عائشه رضی الله عنهما را که از تنعیم احرام بسته عمره تمام کند. بعد از آن امر فرمودند لشکر را بکوح کردن، و طواف و داغ کردند و متوجه شدند بسوی مدینه.

اما عمرهای آنحضرت صلی الله علیه و آله پس چهار بودند: همه در ماه ذی قعدة.

## [ بیانِ حلیه شریف ]

بودند آنحضرت صلی الله علیه و آله میانه قد، سفید رنگ آمیخته بسرخ، در میان هر دو شانه آنحضرت صلی الله علیه و آله قدری بعد بود، موی آنحضرت صلی الله علیه و آله می رسیدند بنرمه گوش، و بحد پیری رسیده بودند، و در سر و ریش آنحضرت صلی الله علیه و آله بیست موی سفید بودند پر روشن، می درخشید روی آنحضرت صلی الله علیه و آله مانند ماه شب چهاردهم، نیک تن و معتدل بدن بودند۔ اگر خاموش میشدند ظاهری شد بر آنحضرت صلی الله علیه و آله مهابت و بزرگی، و اگر سخن می گفتند ظاهر میشد بر آنحضرت صلی الله علیه و آله لطف و تازگی۔ اگر کسی از دوری دید جمال و نازکی ادراک می کرد، و اگر از نزدیک می دید ملاحظت و شیرینی می فهمید۔ شیرین گفتار بودند آنحضرت صلی الله علیه و آله۔ و کشاده پیشانی، دراز و باریک ابرو غیر پیوسته، بلند بینی، نرم رخساره، کشاده دهان، روشن و کشاده دندان، میان دوشانه آنحضرت صلی الله علیه و آله خاتم نبوت بود۔ می گفت صفت کننده آنحضرت صلی الله علیه و آله که ندیده ام پیش از آنحضرت صلی الله علیه و آله و نه بعد آنحضرت صلی الله علیه و آله مثل آنحضرت صلی الله علیه و آله۔

## [ اسماء مبارکه ]

و آنحضرت صلی الله علیه و آله فرمودند: نام من محمد است، و احمد، و ماحی که بسبب من نابودی کند خدا تعالی کفر را، و حاشر که پیش از همه محشور خواهد شد، و عاقب که بعد من هیچ نبی نخواهد شد۔ و در روایت دیگر مقفی، و نبی التوبه، و نبی الرحمه، و نبی اللمحه نیز آمده۔ و خدای تعالی آنحضرت صلی الله علیه و آله را اسمی ساخت به بشیر، و نازیر، و رؤف، و رحیم، و رحمة للعالمین، و محمد، و احمد، و طه، و یس، و منزل، و مدثر، و عبد در آیه سبحن الذی اسرى بعبدہ لیلاً، و عبد اللہ در آیه و انه لما قام عبد اللہ یدعوه، و منذر در آیه انما انت منذر۔ و اسماء دیگر نیز علماء ذکر کرده اند۔ و این اسماء همه بیان صفات آنحضرت صلی الله علیه و آله است۔



## [ اخلاقِ نبوی ]

سوال کرده شد عایشه رضی الله عنها از خلق آنحضرت صلی الله علیه و آله گفت: بود خلق آنحضرت صلی الله علیه و آله قرآن مجید، خشم می آمدند بروفق غضب قرآن، و خوشنودمی شدند بر حسب خوشنودمی قرآن، و خشم نمی آمدند برای نفس خود، انتقام نمی کشیدند برای نفس خود. لیکن وقتیکه ضائع کرده می شد حق از حقوق خدای تعالی، انتقام می کشیدند محض برای خدا. و چون به خشم می آمدند هیچکس تاب خشم آنحضرت صلی الله علیه و آله نمیداشت.

و بودند آنحضرت صلی الله علیه و آله شجاع ترین مردم، و سخنی ترین، و کریم ترین ایشان. هرگز نبود که سوال کرده شوند چیزی پس گویند نمیدهم. و شب نمی ماند در خانه آنحضرت صلی الله علیه و آله ویناری و نه در همی، و اگر باقی می ماند چیزی نمی یافتند کسی را که بگیرد و بناگاه شب می شد هرگز بخانه خویش نمی آمدند تا آنکه بری الذمه شوند از آن چیز و برسانند آنرا بمسکینان. و هرگز نمی گویند از آنچه الله تعالی عطا کرده بود یعنی مال بیت المال مگر قوت یکسله اهل خود از آن تر جنسی که بدست می آمد مثل خرما و جو، بعد از آن ایثاری کردند دیگران را از قوت اهل خود تا آنکه احياناً محتاج می شدند بقوت پیش از گذشتن سال.

و آنحضرت صلی الله علیه و آله بودند را بست گوترین مردم در سخن گفتن، و وفا کننده ترین ایشان در عهد، و نرم ترین ایشان در خصلت، و نیکوترین ایشان در صحبت، و حلیم ترین مردم، و با حیا تر از دختر ناکد خدا که در پرده خود باشد و فرو اندازد نظر بر زمین، بود نظر آنحضرت صلی الله علیه و آله بسوی زمین زیاده تر از نظر آنحضرت صلی الله علیه و آله بسوی آسمان، بیشتر نگرستن آنحضرت صلی الله علیه و آله بگوشه چشم بود. و بودند بسیارترین مردم باعتبار تواضع، قبول میفرمودند دعوت کسی که دعوت کند، غنی باشد یا فقیر، آزاد باشد یا بنده. و مشفق ترین مردم بر خلق الله. کج می ساختند آوند را برای گربه پس بر نمیداشتند آنرا تا وقتیکه سیراب شود آن گربه از غایت شفقت.

و بودند عقیف ترین مردم، یعنی شهوات و لذات بر نفس نفیس غالب نبودند، و بسیارترین مردم در گرامی داشتن یاران خود، در ازنی کردند پای مبارک خود را در میان ایشان، و جای را فراخ می ساختند چون بسبب ازدحام تنگ می شد، و زانوی آنحضرت صلی الله علیه و آله پیشتر نمی شدند از زانوی همنشین خود۔ هر که آنحضرت صلی الله علیه و آله را بناگاه دیدی بهیبت خوردی، و هر که صحبت داشتی نهایت محبت بهم رسانیدی۔ آنحضرت صلی الله علیه و آله را رفیقان بودند که پیوسته گرداگرد آنحضرت صلی الله علیه و آله بودند، اگر آنحضرت صلی الله علیه و آله چیزی میفرمودند ایشان خاموش شدند تا سخن آنحضرت صلی الله علیه و آله شنوند، و اگر چیزی امر میفرمودند شتاب کردند بسوی فرمان آنحضرت صلی الله علیه و آله۔

ابتداء به سلام می کردند با هر که ملاقات می نمودند، و تزیین و تجمل میکردند برای ملاقات یاران خود، یعنی بلباس و شانه و مثل آن۔ و خبر می گرفتند از اصحاب، و سوال میکردند از احوال ایشان، پس اگر کسی بیمار بودی عیادت وی میکردند، و اگر در سفر رفته بودی برای او دعای کردند، و اگر مرده بودی در حق وی انا لله و انا الیه راجعون می گفتند، و از پس او دعای فرستادند، و اگر از کسی معلوم می کردند که آزرده شده است بسوی او میرفتند تا آنکه داخل شوند بروی در خانه وی۔ و بیرون می آمدند بسوی باغهای یاران خود، و می خوردند ضیافت ایشان را، و استمالت می کردند دل اشرف قوم را، و گرامی میداشتند اهل فضل را، و دروغ نمیداشتند تازه روی از هیچکس، و قبول می کردند عذر عذر آرنده۔ توانا و ناتوان نزدیک آنحضرت صلی الله علیه و آله در سخن راست گفتن یکسان بودی، و نمیگذاشتند هیچکس را که پس پشت آنحضرت صلی الله علیه و آله راه رود، میفرمودند: بگذارید پشت مرا برای فرشتگان، و نمی گذاشتند هیچکس را که پیاده رود همراه آنحضرت صلی الله علیه و آله وقتی که سواره میرفتند تا آنکه او را نیز سوار کنند، پس اگر وی از سوار شدن امتناع کردی، میفرمودند: از من پیش تر رو تا مقام مطلوب۔

خود خدمت می کردند کسی را که خادم آنحضرت صلی الله علیه و آله بودی، و آنحضرت صلی الله علیه و آله را غلامان

و کنیزکان بودند، و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بران جماعہ بلندی و تمیزی کردند در خوردنی و پوشیدنی۔ انس گفت رضی اللہ عنہ کہ خدمت کردم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را قریب ده سال، پس قسم بخدا کہ صحبت نداشتم با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حضور نہ در سفر مگر خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرا بسیار بود از خدمت من آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را، و ہیچ گاہ نگفتند مرا اف، و آن کلمہ تنگدلی و ناخوشی است، و نفرمودند چیزی را کہ کردم چرا کردی و نہ چیزی را کہ نکردم چرا نکردی۔

و بودند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در سفری پس امر کردند بدرست ساختن کوسفندی۔ پس شخصی گفت: ذبح این بر ذمہ من، دیگری گفت: پوست کندن این بر ذمہ من، دیگری گفت: پختن این بر ذمہ من۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند: بہم آوردن ہیمہ بر ذمہ من۔ آنجماعہ عرض کردند کہ بجای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ما این کار را کفایت کنیم۔ فرمودند: میدانم کہ شما بجای من کفایت تو انید کردو لیکن من نمی پسندم آنکہ تمیز کنم و بلندی جویم بر شما، ہر آئینہ حق تعالی مکر وہ میدارد از بندہ خود این خصلت را کہ متمیز باشد از میان یاران خود۔ بعد از ان ایستادند و جمع کردند ہیمہ را۔

و بودند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در سفری پس فرود آمدند از اشتر بسوی نماز، بعد از ان رجوع کردند بسوی اشتر، پس بعض اصحاب آنحضرت عرض کردند: یا رسول اللہ! کجا میروید؟ فرمودند: میخواہم کہ بند کنم پای اشتر خود را۔ عرض کردند کہ ما بند کنیم پای او را۔ فرمودند نباید کہ کسی از شما مدد طلبد از مردان اگر چہ در یک پارہ از مسواک باشد۔

و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمی نشستند و نمی برخاستند مگر باز کہ اللہ تعالی۔ و چون میرسیدند بجماعتی می نشستند ہمانجا کہ منتہی میشد مجلس، یعنی اول کہ بمجلس رسیدند ہمانجا می نشستند و قصد صدر مجلس نمیکردند، و ہمیں خصلت امری کردند مسلمین را۔

ہر یکی را از ہمنشینان خود نصیب وی میدادند، یعنی بحسب حال ہر کسی اکر ام و توجہ مبذول

میداشتند، نمیدانست همنشین آنحضرت ﷺ که کسی گرامی ترست از وی نزدیک آنحضرت ﷺ، یعنی بوجهی باهر یکی بشاشت می کردند که هر کسی میدانست که وی گرامی تر است - و اگر کسی با آنحضرت ﷺ می نشست آنحضرت ﷺ بر نمیخاستند از آن مجلس تا آنکه آن شخص بر خیزد مگر آنکه ضرورتی پیش آید، پس طلب اذن می کردند از وی - و در بروی کسی نمیگفتند آنچه وی ناخوش دارد - و مقابله نمیکردند بدخوی و بی ادبی کسی را بمانند آن بلکه عفو می کردند و در می گذشتند -

و عیادت بیماران میکردند - و فقیران را دوست میداشتند و با ایشان همنشینی میکردند، و بر جنازه ایشان حاضر میشدند، و حقیر نمیدانستند هیچ فقیر را بسبب فقر او - و بهیبت نمی خوردند از هیچ پادشاه بسبب پادشاهی او - و بزرگ می داشتند نعمت الهی را اگر چه اندک باشد، و بنکوهش یاد نمی کردند از آن نعمت هیچ خصلت را - هرگز عیب نمیکردند هیچ طعام را، اگر رغبت آن داشتند تناول کردند و الا ترک نمودند - و خبر داری احوال همسایه میکردند و همانرا گرامی میداشتند -

و بودند آنحضرت ﷺ زیاده تر از همه مردم در تبسم و بهترین ایشان در تازه روی - هیچ وقت بر آنحضرت ﷺ نمیگذشت در غیر عمل برای خدایتعالی با اشتغال بحاجت ضروری - و اختیار داده نشد در میان دو چیز مگر اختیار کردند آسان ترین آنها الا آنکه در وی قطع رحم شد - و اگر قطع رحم می بود از وی دورترین مردم بودند، یعنی بابلغ و جوه از وی احترازی کردند -

میدوختند پاپوش خود را، و پیوند میکردند جامه خود را، و سوار میشدند بر اسب و اشتر و دراز گوش - و ردیف می ساختند پس پشت خود غلام و غیر آن را - و مسح می کردند روی اسب خود را بگوشه آستین خود یا بگوشه چادر خود -

و آنحضرت ﷺ دوست میداشتند فال را، و ناپسندی کردند طیره را - و فال عبارت از آن است که کسی چون بکاری متوجه شود و کلمه نیک بگوش وی رسد مثل یا را شد و یا سالم، باستماع

آن خوشوقت شود. و طیره عبارت از شگون بد است که از گذشتن حیوانات بجانب راست و چپ یا آواز کردن زاع و مانند آن گیرند.

و چون حاصل می شد چیزی که آنرا دوست میداشتند میفرمودند: الحمد لله رب العالمین. و چون حاصل میشد چیزی که آنرا ناپسندی کردند می فرمودند: الحمد لله علی کل حال. و چون بعد فراغ از طعام از حضور آنحضرت صلی الله علیه و آله طعام برداشته می شد میفرمودند: الحمد لله الذی اطعمنا و سقانا و ااروا و جعلنا من المسلمین.

بیشتر نشستن آنحضرت صلی الله علیه و آله رو بقبله بودی. بسیاری کردند ذکر و کم می گفتند سخن بیهوده. و درازی کردند نماز را، و کوتاه می ساختند خطبه را، و طلب مغفرت می کردند از خدا تعالی در یک مجلس صد مرتبه. و شنیده می شد سینه مبارک را در حال نماز آوازی مثل آواز جوش دیگر مس بسبب بکا. و آنحضرت صلی الله علیه و آله روزه می داشتند روز دوشنبه و روز پنجشنبه و سه روز از هر ماه و روز عاشورا، و کم بود که روز جمعه بی روزه باشند، و در هیچ ماهی بیرون رمضان چندان روزه نمیداشتند که در شعبان.

و یکی از خواص آنحضرت صلی الله علیه و آله آن بود که در خواب می رفتند چشمان آنحضرت صلی الله علیه و آله نمی خفت دل آنحضرت صلی الله علیه و آله بسبب انتظار وحی و متوجه شدن بجانب قدس. چون آنحضرت صلی الله علیه و آله می خفتند شنیده می شد دم آنحضرت صلی الله علیه و آله، و غطیط از آنحضرت صلی الله علیه و آله ظاهر نمی شد، و آن صوت منکر است که از بعض خفتگان شنیده می شود. و چون میدیدند در خواب چیزی که پسند نمی کردند می گفتند: هو الله لا شریک له. و چون بجل خفتن آرام می گرفتند می گفتند: رب اقنی عذابک یوم تبعث عبادک. و چون بیداری شدند می گفتند: الحمد لله الذی احیاننا بعد ما اماننا و الیه النشور.

و نمی خوردند صدقه و تناول می کردند هدیه را، و صدقه آن است که برای طلب ثواب بفقیر  
ان دهند و خصوصیت این شخص منظور نباشد. و هدیه آن است که برای اکرام این شخص باشد. و اگر  
کسی هدیه بخدمت آنحضرت صلی الله علیه و آله می فرستاد آنحضرت صلی الله علیه و آله بمقابله آن مثل آن یا بهتر  
از آن بان شخص عنایت می کردند. و تکلف نمی کردند در خوردنی، و در وقت فاقه و شدت جوع سنگ  
می بستند بر شکم خود تا بی طاقت نشوند.

خدایتعالی آنحضرت را صلی الله علیه و آله کلید خزانه های زمین عطا کرده بود، پس آنرا قبول نکردند و  
آخرت را اختیار نمودند. و آنحضرت صلی الله علیه و آله خورده اندنان با سر که و فرمودند: نیک ناخورش است  
سر که و خورده اند گوشت ماکیان و حباری، و آن طائری است معروف. و دوست می داشتند که دورا  
و گوشت دست بز و فرمودند: بخورید زیت و در بدن مالید اورا، هر آئینه که وی درخت مبارک  
است. و آنحضرت صلی الله علیه و آله میخور دند به انگشت، و بعد فراغ می لیسیدند آن انگشتان را.  
و آنحضرت صلی الله علیه و آله خورده اندنان جورا باخرمای خشک و خر بزه باخرمای تر و باد رنگ را باخرمای  
تر و خرمارا با مسکه. و رغبت میداشتند با شیرینی و شهد. و آب نشسته می خوردند و در میان آب نوشیدن  
سه بار آوند را از دهن جدا کرده دم می گرفتند. و چون میخواستند که آب باقی مانده را باصحاب عنایت  
کنند از جانب راست خود شروع می کردند. یکبار شیر آشا میدند آنگاه فرمودند: هر که چیزی  
از ماکولات خورد باید که بگوید: اللهم ارزقنا خیرا منه. و هر که شیر آشا بداید که بعد از آن بگوید:  
اللهم بارک لنا فيه و زدنا منه. و فرمودند: نیست چیزی که کفایت کند بجای خوردنی  
و نوشیدنی هر دو غیر شیر.

و آنحضرت صلی الله علیه و آله می پوشیدند جامه پشمین، و در پامی کردند نعل دوخته و پیوند کرده،  
و تکلف نمیکردند در پوشیدنی. و بهترین جامه ها نزدیک آنحضرت صلی الله علیه و آله قمیص بود. و چون جامه نو

می پوشیدند می گفتند: اللهم لك الحمد كما البسته واسئلك خيره وخير ما صنع له - و خوش میشدند از جامه های سبز - و احياناً يك چادر می پوشیدند كه جز ان بر آنحضرت ﷺ نبود، می بستند دو گوشه او را میان دو شانه خود، و نماز گزارند در آن يك چادر باین کیفیت - و آنحضرت ﷺ دستاری بستند و می گذاشتند يك طرف آنرا در میان دو شانه خود یعنی شمله - و می پوشیدند روز جمعه چادر سرخ، بعضی گفته اند آن چادر مخطط بود مخطوط سرخ - و می پوشیدند انگشتری از سیم، كه نقش آن محمد رسول الله بود، در خصر دست راست و گاهی در خصر دست چپ - و خصر نام خوردترین انگشتران است -

و دوست میداشتند خوشبورا، و ناخوش میشدند از بوی بد - و می فرمودند: هر آینه الله تعالی نهاده است لذت من در زنان و خوشبو و گردانیده است سردی چشم من در نماز - و از اجناس خوشبو استعمال می کردند عالی و آن خوشبوی است مرکب و نیز مشک راتنها - و بخوری گرفتند از عود و كافور - و سرمه می کردند باشد، و آن قسم اعلی است از اقسام سرمه - و گاهی سرمه می کشیدند سه بار در چشم راست و دو بار در چشم چپ - و گاهی سرمه می کردند در حالت صوم - و بسیار استعمال میکردند دهن را در سروریش خود - و استعمال دهن می کردند يك روز در میان، و سرمه می کردند بر عایت عدد و طاق - و دوست میداشتند ابتدا کردن از جانب راست در شانه کردن و نعلین پوشیدن و طهارت کردن و در همه کار - و نظری کردند در آئینه - و در سفر از آنحضرت ﷺ جدا نمی شد چند چیز: شیشه دهن و سرمه دان و آئینه و شانه و مقراض و مسواک و سوزن و رشته - و آنحضرت ﷺ مسواک می کردند شش بار: پیش از آنكه بخواب روند، و بعد خواب چون بتهجد بر میخاستند، و وقت بر آمدن برای نماز صبح - و آنحضرت ﷺ حجامت می کردند، یعنی خون می کشانیدند -

و آنحضرت ﷺ مزاج می کردند و نمی گفتند در مزاج مگر سخن راست - يكبار شخصی

بخدمت آنحضرت ﷺ آمد و گفت: یا رسول الله! سوار کن مرا بر شتر - فرمودند: سوار کنم  
 ترا بر بچه ماده شتر - گفت: بچه مرا نتواند برداشت - آن زمان ویرا گفتند نمیباشد شتر مگر بچه ماده شتر - و  
 دیگر بار زنی بخدمت آنحضرت ﷺ آمد و گفت: یا رسول الله! شوهر من بیمار است و وی  
 حضرت را ﷺ می طلبد - فرمودند: همانا شوهر تو آن است که در چشم وی سفیدی است، مراد  
 آنحضرت ﷺ سفیدی بگولہ چشم بود - و آن زن سفیدی مذموم که مانع نظر باشد فهمید - پس  
 بازگشت آن زن و بکشا چشم شوهر خود - شوهرش گفت: ترا چه شد که چشم من می کشائی؟ گفت:  
 خبر داده است مرا آنحضرت ﷺ که در چشم تو سفیدی است - شوهر گفت هیچکس نیست الا در چشم  
 وی سفیدی است - وزن دیگر بخدمت آنحضرت ﷺ عرض کرد: یا رسول الله! دعا کن بجناب  
 خدا تعالی تا مرا در بهشت داخل کند - فرمودند: ای ام فلان! در بهشت هیچ پیر زال داخل نخواهد شد -  
 پس آن زن گریه کنان از مجلس آنحضرت ﷺ بازگشت - فرمودند: او را خبر دهید که داخل نخواهد  
 شد در بهشت در حالت پیری، یعنی از سر نو جوان خواهد شد - و در حالت جوانی در بهشت در آید - هر  
 آئینه خدا تعالی میفرماید: انا انشانا هن انشاء فجعلنا هن ابکارا عربا اترا با - معنی این  
 آیت بحسب اقتضای این حدیث چنین باشد که ما پیدا کنیم مومنات را پیدا کردن دیگر یعنی در حشر  
 پس گردانیم ایشان را دختران جوان - واللہ اعلم -

### [از واج مطهرات]

۱- آنحضرت ﷺ نخست در عقد نکاح آوردند خدیجه بنت خویلد را، و سابقا این قصه

مذکور شد -

۲- بعد از آن سوده بنت زمعه را، و وی نزدیک آنحضرت ﷺ پیر شد و آنحضرت

ﷺ خواستند که طلاق دهند وی را پس نوبت خود بعایشه رضی اللہ عنہا داد و گفت: مرا بمردان هیچ



کار نیست، مقصود من آنست که برای یحیی شوم در ازواج آنحضرت صلی الله علیه و آله -

۳- بعد از آن عائشه بنت ابی بکر صدیق را بنگاح آوردند در مکه پیش از هجرت بدو سال، و بقولی پیش از هجرت سه سال، در ماه شوال، و وی آنوقت شش ساله بود، و همبستر ساختند آنحضرت صلی الله علیه و آله وی را در مدینه در ماه شوال سال دوم از هجرت و وی نه ساله بود، و آنحضرت صلی الله علیه و آله وفات یافتند و وی هیزده ساله بود. و وی وفات یافت بمدینه هفدهم رمضان سنه پنجاه و هشتم و در بقیع مدفون شد. و غیر این نیز نقل کرده اند. و آنحضرت صلی الله علیه و آله هیچ بکر را بجز عائشه تزوج نکرده اند. و کنیت وی ام عبداللہ است.

۴- بعد از آن حفصه بنت عمر فاروق را بنگاح آوردند. بروایتی آمده که آنحضرت صلی الله علیه و آله وی را طلاق دادند پس نازل شد جبرئیل و گفت که خدایتعالی شمار امیفر ماید که رجعت کنی زیرا که حفصه بسیار روزه دار و نماز گزار است. و بروایتی آمده که آنحضرت صلی الله علیه و آله رجعت کردند بجهت مهربانی بر عمر رضی اللہ عنہ. واللہ اعلم.

۵- و بنگاح آوردند ام حبیبه بنت ابی سفیان را، و وی در آن وقت در حبشه بود، و مہر داد او را از طرف آنحضرت صلی الله علیه و آله نجاشی پادشاه حبشه چارصد دینار، و متولی نکاح او شد عثمان بن عفان و بقولی خالد بن سعید بن العاص. و وفات یافت سال چہل و چہارم.

۶- و بنگاح آوردند سلمه را. و وفات وی سال شصت و دوم واقع شد، و وی آخرین ازواج آنحضرت صلی الله علیه و آله در وفات. و بقولی آخرین همه میمونه بوده است.

۷- و بنگاح آوردند زینب بنت جحش را. و وی دختر عمه آنحضرت صلی الله علیه و آله بود. اولاد در عقد نکاح زید بن الحارثه مولی آنحضرت صلی الله علیه و آله آمد، بعد از آن وی طلاقش داد. آنگاه در ازواج طاہرات داخل شد. وفات یافت بمدینه سال بستم. و وی اولین ازواج آنحضرت

ﷺ در وفات بعد از آنحضرت ﷺ۔ و اولین کسی است کہ برداشته شد بر نعش۔ مراد از نعش آن است کہ بر جنازه چوبی چند مضبوط ساختند بشکل گہوارہ تا باستر تر باشد۔

۸- و بنکاح آوردند جویریہ بنت حارث را۔ و وی در غزوہ بنی مصطلق اسیر شدہ بود پس در حصہ ثابت بن قیس افتاد، او مکاتبش ساخت، پس بخدمت آنحضرت ﷺ آمد تا چیزی از مبلغ کتابت سوال کند، و او زین خوش شکل بود۔ آنحضرت ﷺ فرمودند: آیا نکنم بہتر از این، ادا کنم از جانب تو مال کتابت و بزنی خواہم ترا۔ وی باین معنی راضی شد۔ پس آنحضرت ﷺ آن مبلغ ادا ساختند و بنکاح آوردند۔ وفات یافت سال پنجاہ و ششم۔

۹- و بنکاح آوردند صفیہ را۔ و وی از اولاد حضرت ہارون بود، اسیر شد در غزوہ خیبر، پس آنحضرت ﷺ آزادش کردند، و آزاد کردن مہر او ساختند۔ وفات یافت سال پنجاہم۔

۱۰- و بنکاح آوردند میمونہ را۔ و وی خلعہ خالد بن الولید و عبد اللہ بن عباس است۔ وفات یافت ہمانجا کہ آنحضرت ﷺ آنجا اورا بنکاح آورده بودند۔ نام آن موضع سرف است۔ سال پنجاہ و یکم، و بقولی سال شصت و ششم، و بر تقدیر اخیر آخر از وراج آنحضرت ﷺ باشد در وفات۔

و این جماعہ مذکورات آنانند کہ آنحضرت ﷺ از سر ایشان انتقال کردہ بودند، و ایشان بعد آنحضرت ﷺ باقی ماندہ بودند غیر خدیجہ۔

۱۱- و بنکاح آوردند زینب بنت خزیمہ را سال سیم از ہجرت، و نزد آنحضرت ﷺ زندہ نما ند مگر اندکی، دو ماہ یا سہ ماہ، آنگاہ وفات یافت۔

و بجز ایشان جماعہ بودند کہ آنحضرت ﷺ آنہا را بنکاح آوردند یا خطبہ کردند و این امر بانجام نرسید:

۱- از آنجملہ فاطمہ بنت ضحاک: آنحضرت ﷺ علیہ وآلہ وسلم اورا بنکاح آوردند و

چون آیہ تخمیر نازل شد وی را مخیر کردند در آنکہ در صحبت آنحضرت ﷺ باشد یا دنیا اختیار کند۔  
وی دنیا را اختیار کرد۔ پس آنحضرت ﷺ اورا جدا ساختند۔ بعد از ان پشک شتر القاطمی کرد  
وی گفت: من بدبختم کہ اختیار کردم دنیا را۔

۲- و از انجمله شراف، خواہر دچیہ کلبی، بزنی خواستند اورا ودخول نکردند۔

۳- و خولہ بنت ہزریل: دوی همانست کہ بخشیدہ نفس خود را آنحضرت ﷺ، یعنی بغیر  
مہر در نکاح آمد، و بقولی بخشیدہ نفس خود ام شریک بود۔

۴- و اسماء جونیه: گویند چون آنحضرت ﷺ خواستند کہ دست بوی رسانند گفت:

اعوذ باللہ منک؛ بخدای پناہم از تو۔ پس آنحضرت ﷺ مفارقت کردند

۵- ۷: و عمرہ بنت یزید؛ وزنی از غفار؛ و عالیہ بنت ظبیان۔ و این ہمہ را طلاق دادند قبل از دخول۔

۸- و بنت اصلت: دوی بمرد پیش از انکہ آنحضرت ﷺ بوی نزدیک شوند۔

۹- وزنی دیگر: چون آنحضرت ﷺ خواستند کہ نزدیک شوند فرمودند: ہبی لی

نفسک؛ نفس خود بمن دہ۔ گفت: ہیچ زن ریشہ نفس خود را بازاری میدہد۔ پس آنحضرت

ﷺ اورا جدا ساختند۔

۱۰- و خطبہ کردند زنی را پس پدرش گفت کہ وی داغ سفید دارد و بوی ہیچ علت نبود،

چون رجوع کرد داغ سفید یافت۔

۱۱- و خطبہ کردند زنی را از پدرش وی صفت وی بیان کرد و گفت: زیادہ ازین آنست کہ

گاہی بیمار شدہ است۔ فرمودند: اورا نزدیک خدا ہیچ خبر نیست پس ترک کردند۔

[مہر ازواج]

و بود مہر ازواج آنحضرت ﷺ پانصد درہم ہرزنی را۔ و این قول اصح اقوال است،

مگر صفیہ و ام حبیبہ چنانکہ گذشت۔

### [ اولادِ آنحضرت ﷺ ]

از اولادِ آنحضرت ﷺ یکے قاسم است، و کنیت آنحضرت ﷺ بنام وی بود، پس

آنحضرت ﷺ را ابوالقاسم می گفتند۔

۲- و عبد اللہ کہ طیب و طاہر ہر دو لقب وی است، و بقولی طیب غیر طاہر بود۔

۳-۶: وزینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ خرد ترین دختران آنحضرت ﷺ بود۔

این پسران مردند پیش از اسلام در طفولیت۔ و دختران وقت اسلام دریافتند و مسلمان

شدند۔ و این جماعہ ہمہ از بطنِ خدیجہ بودند۔ بعد از ان از بطنِ ماریہ قبطیہ در مدینہ ابراہیم پیدا

شد، و طفل ہفتاد روزہ شدہ در گذشت، و بقولی ہفت ماہہ و بقولی ہیزدہ ماہ۔

و اولادِ آنحضرت ﷺ ہمہ در حیاتِ آنحضرت ﷺ وفات یافتند الا فاطمہ کہ وفات

وی بعد آنحضرت ﷺ بود شش ماہ۔

پس زینب در نکاحِ ابی العاص بود، بزاد برای وی پسری علی نام کہ در حالت صغر

در گذشت، و دختری امامہ نام کہ چون جوان شد امیر المومنین علی اورا بنکاح آوردند بعد از فاطمہ، و

بعد علی مغیرہ بن نوفل بن الحارث بنکاح آورد و از وی پسری زاد یکی نام۔

و فاطمہ رضی اللہ عنہا در نکاحِ امیر المومنین علی بود۔ بزاد برای وی حسن و حسین و محسن

ورقیہ و زینب و ام کلثوم۔ محسن در صغر در گذشت، و رقیہ نیز قبل بلوغ در گذشت۔ و زینب را عبد اللہ

بن جعفر بنکاح آورد، پس بزاد برای وی پسری علی نام، و نزدیک وی بمرد۔

و ام کلثوم را بنکاح آورد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ پس پسری زید نام برای او بزاد۔ و

بعد عمر عون بن جعفر بزنی خواست۔ بعد از وی محمد بن جعفر۔ بعد از وی عبد اللہ بن جعفر۔

ورقیہ بنت آنحضرت ﷺ نزدیک امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ بود۔ پس بزاد  
برای او پسری عبد اللہ نام در صغر سن بگذشت۔ ورقیہ وفات یافت روزی کہ زید بن الحارث  
بشارت فتح بدر بمدینہ آورد۔ پس عثمان بعد از وی بنکاح آورد ام کلثوم را۔ وی نیز در عقد عثمان  
رضی اللہ عنہ متوفی شد در ماہ شعبان سال نهم۔ و پیش از عثمان رقیہ نزدیک عتبہ وام کلثوم نزدیک  
عتیبہ ہر دو پسران ابولہب بودند۔

### [ اعمام و عمات ]

اسامی اعمام و عمات آنحضرت ﷺ: حارث، قثم، وزبیر، حمزہ، و عباس، و  
ابوطالب، و عبد الکعبہ، و حبل، و ضرار، و غیداق، ابولہب، و صفیہ، و عاتکہ، و اروی، و ام حکیم، و برہ،  
و امیمہ۔ ازین جماعۃ اسلام آوردند کس: حمزہ، و عباس، و صفیہ۔

### [ موالی نبوی ]

اسامی موالی آنحضرت ﷺ زید بن الحارثہ، و پسر وی اسامہ، و ثوبان، و ابو کبشہ و وی در  
بدر حاضر بود و در روزی کہ عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ شدند وفات یافت، و ایسہ، و شقران بقولی وی را  
آنحضرت ﷺ وارث شدہ بودند از پدر خود، و بقولی وی را از عبد الرحمن بن عوف خرید کردند، و رباح، و  
یسار و اورا عریون کشتند، و ابورافع وی را عباس بخدمت آنحضرت ﷺ گذرانیدہ بود وقتی کہ خیر  
اسلام عباس رسانید آنحضرت ﷺ اورا آزاد ساختند و در نکاح وی دادند سلمی را کہ مولاة آنحضرت  
ﷺ بود پس از وی پسری متولد شد عبد اللہ نام کہ نویسنده امیر المومنین علی بود، و ابو موہبہ، و فضالہ و وی  
بشام وفات یافت، و رافع۔ این جماعہ مذکورین را آنحضرت ﷺ آزاد کردہ بودند۔

و مدغم کہ اورا رفاعہ جذامی گذرانیدہ بود و وی کشتہ شد در غزوة وادی القرئی، و کرکرہ و اورا ہوذہ بن  
علی یمامی پیشکش فرستادہ بود آنحضرت ﷺ اورا آزاد ساختند، و زید جد ہلال بن یسار، و عبید، و طہمان،

و ما بوقبلی از ہدیہ مقوقس، و واقدیا ابوواقد، و ہشام، و ابو ضمیروی از فی بود و روز حنین اورا آزاد ساختند، و ابو عسیب احمر نام، و ابو عبید، و سفینہ کہ نخست غلام ام سلمہ بود بعد از ان اورا آزاد کرد و شرط نمود مادام کہ زندہ باشد خدمت آنحضرت ﷺ کند گفت: اگر شرط نمی کردی نیز مفارقت آنحضرت ﷺ نمیکردم، و ابوہند، و انجشہ کہ حدی میگفت شتران را، و ابو امامہ۔ و بعض اہل سیر بیش ازین شمرده اند۔

### [کنیزگان نبوی]

اسامی کنیزگان آنحضرت ﷺ: سلمی، و ام رافع، و رضوی، و امیمہ، و ام ضمیر، و ماریہ، و شیرین، و ام ایمن کہ برکہ نام داشت و در کنار داشته بود آنحضرت ﷺ، و شش کس از بنی قریظہ، و میمونہ بنت سعد، و خضرہ، و خویلہ۔

### [خادمان نبوی]

اسامی خادمان آنحضرت ﷺ: انس بن مالک، و ہند و اسماء دختران حارثہ، و ربیعہ بن کعب اسلمی، و عبداللہ بن مسعود، و عقبہ بن عامر، و بلال، و سعد، و ذومکر یا ذومخبر کہ برادرزادہ یا خواہرہ نجاشی بود، و بکیر بن شدان لیشی، و ابوذر غفاری۔

### [پاسبان نبوی]

اسامی نگاہ بانی کنندگان آنحضرت ﷺ: سعد بن معاذ روز بدر حراست کرد، و ذکوان بن عبد قیس، و محمد بن مسلمہ انصاری روز احد حراست کردند، و زبیر روز خندق، و عباد بن بشر و سعد بن ابی وقاص و ابی ایوب و بلال در وادی القری۔ و چون این آیت نازل شد واللہ یعصمک من الناس موقوف داشتند کہ کسی نگاہ بانی کند۔

### [سفیران نبوی]

اسامی اہلچیان آنحضرت ﷺ بجانب پادشاہان روزگار:

۱- عمرو بن امیہ را بسوی نجاشی فرستادند، و نجاشی لقب کسی است که پادشاه حبشه باشد و نام وی اصحمه بود، و ترجمه اسم بربان عربی عطیہ باشد، پس نهاد نامہ آنحضرت ﷺ بر دو چشم خود و فرود آمد از تحت و نشست بر زمین و اسلام آورد، و وفات یافت در ایام حیات آنحضرت ﷺ سال نهم پس آنحضرت ﷺ غائبانہ بروی نماز جنازہ گزاردند۔

۲- ودحیہ کلبی را بسوی پادشاه روم، و وی ہرقل نام داشت، پس ثابت شد نزدیک وی بدلائل نبوت آنحضرت ﷺ و قصد اسلام کرد، و قوم وی با وی موافقت نکردند، و ترسید از آنکہ اگر اسلام آورد سلطنت او نماند، پس باز ماند از اسلام۔

۳- و عبد اللہ بن حدافہ بسوی کسری، پادشاه فارس، پس کسری پاره پاره کرد نامہ آنحضرت ﷺ را، پس آنحضرت ﷺ فرمودند: خدایتعالی پاره پاره کناد پادشاهی او را، پس عنقریب کشتہ شد۔

۴- و حاطب ابن ابی بلتعہ را بسوی مقوقس فرستاد، و مقوقس لقب کسی است کہ مصر و اسکندریہ در تصرف او باشد، پس نزدیک آمد باسلام و ہدیہ فرستاد بخدمت آنحضرت ﷺ ماریہ قبطیہ و شیرین و استر سفید کہ دلدل نام داشت، و بقولی ہزار دینار و پیست جامہ نیز۔

۵- و عمرو بن العاص را بسوی جیفر و عبد اللہ پسران جلندی، پادشاہان عمان، پس ہر دو مسلمان شدند و مانع نیامدند عمر و را از آنکہ از رعیت زکوٰۃ گیرد و در میان ایشان قضا کند، پس عمرو در میان ایشان می بود تا آنکہ آنحضرت ﷺ وفات یافتند۔

۶- و سلیط بن عمرو را بسوی ہوذہ بن علی، رئیس یمامہ، پس وی اکرام سلیط کرد و بخدمت آنحضرت ﷺ گفتہ فرستاد کہ چہ نیک چیزی است آنچه شما بسوی وی میخوانید، و من خطیب قوم خود و شاعر ایشانم، پس مرا بعض تصرف در امر خلافت دهید، پس آنحضرت ﷺ قبول

نفرمودند و هودہ مسلمان نشد۔

۷- و شجاع ابن وہب را بسوی حارث غسانی پادشاہ بلقا، کہ شہر بہت از شام، پس بر تافت

نامہ آنحضرت ﷺ و گفت: من بالشکر روانہ آن جہت می شوم، پادشاہ روم ازین معنی منع کرد۔

۸- و مہاجر بن امیہ را بسوی حارث حمیری در یمن فرستاد۔

۹- و علاء بن الحضرمی را بسوی منذر بن ساوی، پادشاہ بحرین، پس مسلمان شد۔

۱۰-۱۱: و ابو موسیٰ اشعری و معاذ ابن جبل را بسوی یمن، پس مسلمان شدند رعیت یمن

و پادشاہان ایشان بغیر قتال۔

### [ کاتبانِ نبوی ]

اسامی نویسندگان آنحضرت ﷺ: خلفاء اربعہ، و عامر بن فہیرہ، و عبداللہ بن ارقم

و ابی بن کعب، و ثابت بن قیس بن شماس، و خالد بن سعید، و حنظلہ بن ربیع، و زید بن ثابت

و معاویہ، و شرجیل بن حسنہ۔

### [ نجبایِ نبوی ]

اسامی نجبای آنحضرت ﷺ، یعنی آنانکہ بزیادت عنایت مخصوص بودند: خلفای

اربعہ، و حمزہ، و جعفر، و ابوذر، و مقداد، و سلمان، و حدیفہ، و عبداللہ بن مسعود، و عمار، و بلال۔

### [ عشرہ مبشرہ ]

اسامی عشرہ مبشرہ: خلفای اربعہ، و سعد بن ابی وقاص، و زبیر بن العوام، و عبدالرحمن بن

عوف، و طلحہ بن عبید اللہ، و ابو عبیدہ بن الجراح، و سعید بن زید۔

### [ دوابِ نبوی ]

اسامی دواب آنحضرت ﷺ: از اسپان دہ راس بودند، و اینجا اختلاف ہم ہست:



۱- سبک، و بروی روزِ احد سوار بودند، پیشانی و قوائِمِ او سفید بودند الا دستِ راست که برنگ بدن بود و او را فریبی مناسب و همواری بدن بود، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروی مسابقت کردند پس سبقت کردند و خوشوقت شدند۔

۲- و مرتجز، و همان است آنکہ خزیمہ بن ثابت در حق او گواہی داد۔

۳- و نزاز از ہدایای مقوقس۔

۴- و لحیف ہدیہ ربیعہ۔

۵- و طرب ہدیہ فروہ جدای۔

۶- و ورد ہدیہ تمیم داری۔

۷- ۸- ۹: و ضریس و ملاوح و سنجہ کہ او را از ہا جرانِ یمن خرید کرده بودند و سبقت کردند بر آن سہ بار پس دست رسانیدند بر روی وی و گفتند: ما انت الا بحر۔ و بحرا سپ کشادہ کام و جلد رورا گویند۔

و از استرسہ راس: ۱- دلدل از ہدایای مقوقس، و وی اول استری است کہ در اسلام بروی سوار شدند۔ ۲- و فضہ قبول فرمودند آنرا از انبی بکر صدیق۔ ۳- و ایللیہ ہدیہ پادشاہ ایلہ۔ و در سرکارِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در از گوشی بود کہ او را یعفور می گفتند و نقل کرده نشدہ کہ از جنسِ گاو چیزی در سرکارِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودہ باشد۔

و آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم بیست ناقہ شیردار بودند در غابہ، و آن موضعی است قریب مدینہ۔ و ہدیہ فرستاد بسوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ ناقہ شیردار از مواشی بنی عقیل۔ و نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناقہ بود قصوی نام کہ بروی ہجرت کرده بودند، و چون وحی نازل میشد ہج چیز بر نمیداشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را الا قصوی۔ گویند عصباء و جدعاء نیز نام وی است۔ یکبار روزی

باشتر اعرابی دو انیدند شتر سبقت کرد و آن معنی بر مسلمانان شاق آمد۔ آنحضرت ﷺ فرمودند:  
 لازم است بر اللہ تعالیٰ کہ هیچ چیز از امور دنیا غالب نیابد الا وقتی اورا مغلوب سازد۔ و در سرکار  
 آنحضرت ﷺ صدراں از بز می بود۔ و بز می بود کہ برای شیر خوردن آنحضرت ﷺ مخصوص  
 مہیا کردہ بودند۔ و خروسی بود سفید۔

و نزدیک آنحضرت ﷺ نہ شمشیر بودند: از انجملہ ذوالفقار کہ از غنائم بدر از اموال  
 بنی الحجاج بدست آمدہ بود و آنحضرت ﷺ بخواب دیدند گویا در طرف وی شکستی افتادہ است و تعبیر  
 کردند کہ مسلمانان را ہزیمتی رو خواہد داد، و آن صورت روز احد متحقق شد۔ و سہ شمشیر از اموال  
 بنی قینقاع بدست آوردہ بودند: قلعی و تبار و حنف۔ و از انجملہ شمشیر ہا مجزم و رسوب بود، و دیگری کہ  
 از پدر خود میراث یافتہ بودند۔ و غضب کہ سعد بن عبادہ گزرانیدہ بود۔ و قضیب کہ وی اول شمشیری  
 است کہ آنحضرت ﷺ اورا حمل کر دند۔

و پیش آنحضرت ﷺ چہار نیزہ بود۔ نام یکی ثنی، و سہ نیزہ باقی از بنی قینقاع بدست  
 آمدہ بودند۔ و نیم نیزہ بود کہ برداشتہ می شد و بروی آنحضرت ﷺ در عیدین۔ و چو یکی بود سر کج  
 بقامت یکذراع۔ و نیم عصا کہ وی را عرجون می گفتند۔ و عصای باریک کہ اورا مشوق می گفتند۔ و  
 چہار کمان و یک ترکش، و تری کہ بروی صورت کمر گس ساختہ بودند بخدمت آنحضرت ﷺ برسم  
 ہدیہ آمد۔ آنحضرت ﷺ دو دست خود را بروی نہادند پس آنصورت معدوم شد۔ انس گفت رضی  
 اللہ عنہ: نعل و قبیہ شمشیر آنحضرت ﷺ از سیم بود، و در میان نعل و قبیہ چند حلقہ سیم بود۔ و قبیہ  
 چیزی است کہ نزدیک مقبض از سیم و جز آن سازند۔ و نعل چیزی است کہ جانب باریک شمشیر از  
 سیم و غیر آن سازند۔ و پیش آنحضرت ﷺ دوزرہ بودند کہ آنہارا از سلاح بنی قینقاع بدست  
 آوردند، یکے سعدیہ و دیگر فضہ۔ و زرہی بود کہ اورا ذات الفضول می گفتند، پوشیدند آنرا در روز

حنین۔ وگویند کہ نزدیک آنحضرت ﷺ زرہ حضرت داؤد علیہ السلام بود آنکہ ایشان روز قتلِ جالوت پوشیده بودند۔ وپیش آنحضرت ﷺ خودی بود کہ اورا ذوالسبوغ می گفتند۔ وپیش آنحضرت ﷺ کمر بندی بود از ادیم، در روی سہ حلقہ از سیم۔ و نشان آنحضرت ﷺ سفید بود۔

### [لباسِ نبوی]

و چون آنحضرت ﷺ وفات یافتند گذاشتند دو جامہ حبرہ، و حبرہ نوعی است از چادر ہائے یمن، و ازاری میانی، و دو جامہ صحاری، و قمیصی صحاری، و قمیصی سحولی، و جبہ یمنیہ، و خمیصہ یعنی چادر علمدار، و گلیمی سفید و چند کوفیہ خرد غیر بلند سہ یا چہار، و لحافی رنگین بورس۔

و پیش آنحضرت ﷺ ظرفی از چرم بود، کہ در روی می نہادند آئینہ و شانہ عاج و سرمہ دان و مقراض و مسواک۔ و فراش آنحضرت ﷺ از چرم بود، و شوآن بجای پنبہ لیف خرما بود۔

و قدحی بود کہ سہ موضع بصفات سیم مضبوط ساخته بودند۔ و پیالہ از سنگ، و آوندی کلان از صفر کہ در روی حنا و سہ می ساختند تا آنحضرت ﷺ آنرا بر سر می نہادند وقتی کہ در سرائر حرارت می یافتند۔ و پیالہ بود از شیشہ، و آوندی بود مہیا برای غسل از صفر، و پیالہ بود کلان، و پیانہ بود کہ بوی صدقہ فطری پیمودند و چہارم حصہ صاع بود۔

و انگشتری بود از سیم کہ نگین وی ہم از وی بود، بر آن کلمہ محمد رسول اللہ کنده بودند۔ و بقولی وی از آہن بود، و جای وصل نگینہ با حلقہ بسیم مضبوط کرده بودند۔

و نجاشی برای آنحضرت ﷺ دو موزہ سادہ ہدیہ فرستادہ بود۔ پس آنحضرت ﷺ پوشیدند آنہارا۔ و آنحضرت ﷺ را گلیمی بود سیاہ۔ و عمامہ کہ اورا سحاب می گفتند۔ و پیش آنحضرت ﷺ دو جامہ بودند برای نماز جمعہ بجز آن جامہ ہا کہ سائر ایام می پوشیدند۔ و رومال بود کہ می مالیدند آنرا بر روی بعد وضو۔

## [ معجزات نبوی ]

واز جمله معجزات آنحضرت صلی الله علیه و آله: ۱- قرآن است، و او بزرگترین معجزه ها است - بیچ  
 بشری مثل یک سوره از آن نتواند آورد - ۲- و خبر دادند از اخبار گذشته و آینده مطابق واقع، ۳- واز  
 آنجمله شق صدر است که در زمان خردسالی ملائکه سینه آنحضرت صلی الله علیه و آله را شکافتند و بایمان و علم  
 پر ساختند - ۴- واز آنجمله آن است که آنحضرت صلی الله علیه و آله خبر دادند قوم را از قصه اسراء و رفتن به  
 بیت المقدس پس کفار تکذیب کردند و بعضی علامات بیت المقدس که آنحضرت صلی الله علیه و آله آنها را  
 تامل نفرموده بودند پرسیدند پس خدا تعالی بیت المقدس را بر آنحضرت صلی الله علیه و آله منکشف ساخت  
 تا هر چه آن قومی پرسیدند آنحضرت صلی الله علیه و آله بواقعی بیان میفرمودند - ۵- واز آنجمله شکافته شدن ماه  
 است - ۶- واز آنجمله آن است که قریش با یکدیگر عهد بستند که آنحضرت صلی الله علیه و آله را بکشند، چون  
 آنحضرت صلی الله علیه و آله برآمدند این جماعه نظر بزین افگندند و اذقان ایشان بر سینه های ایشان افتاد، پس  
 آنحضرت صلی الله علیه و آله پیش آمدند و بر سر ایشان استادند و یک مشت خاک گرفتند و فرمودند: که شاهدت  
 الوجوه دور روی ایشان انداختند پس رسید چیزی از آن سنگریزها بکسی از ایشان مگر که کشته شد  
 روز بدر - ۷- واز آنجمله آن است که آنحضرت صلی الله علیه و آله روز حنین انداختند یکمشت خاک در روی  
 دشمنان پس خدا تعالی آنجماعه را هزیمت داد - ۸- واز آنجمله آن است که چون آنحضرت صلی الله علیه و آله  
 در غار پنهان شدند عنکبوت بر در غار تنید تا قوم گمان کنند که در غار کسی نیست - واز آنجمله آن است  
 که چون سراقه بن مالک تعاقب آنحضرت صلی الله علیه و آله کرد وقت هجرت غرق شدند قوائم اسب  
 او در زمین سخت - ۹- واز آنجمله آن است که آنحضرت صلی الله علیه و آله دست خود را ساندند به پشت بزغاله  
 که هنوز بوی نرسیده بود پس شیر داد آن بزغاله، ۱۰- و همچنین بز ام معبد شیر داد حال آنکه شیرده نبود -  
 ۱۱- واز آنجمله آن است که آنحضرت صلی الله علیه و آله دعا کردند برای عمر رضی الله عنه که

خدایتعالی بسبب ایشان اسلام را عزت دهد، پس همچنان واقع شد۔ ۱۲۔ واز انجمله آنست که دعا کردند برای علی کرم اللہ وجہہ کہ خدایتعالی دور کند از ایشان تاثیر گرمی و سردی و آب دهن خود در چشم ایشان افگندند حال آنکہ ایشان در چشم داشتند، پس همان ساعت شفا حاصل شد، و ہیچ گاہ بعد از ان در چشم ایشان را عارض نگشت۔ ۱۳۔ واز انجمله آن است کہ پنجم قناده بن النعمان زخم رسید و آب شدہ بر رخسارہ سیلان کرد، پس آنحضرت ﷺ آن چشم را بجای او نهادند، پس آن چشم بہترین چشمان او و با جمال ترین آنها شد۔ ۱۴۔ واز انجمله آن است کہ دعا کردند آنحضرت ﷺ برای عبداللہ بن عباس کہ خدایتعالی او را تاویل قرآن و فقہ فی الدین عنایت کند، پس همچنان واقع شد۔ ۱۵۔ واز انجمله آن است کہ دعا کردند بہ برکت در خرما می جابر، ووی بغایت قلیل بود، پس جابر از ان حق غرماء ادا ساخت و سیزدہ وسق باقی ماند۔ ۱۶۔ واز انجمله آن است کہ دعا کردند برای شتر جابر کہ در عقب ہمہ رفتی پس از ان باز ہمہ پیشتر می رفت۔ ۱۷۔ واز انجمله آن است کہ دعا کردند برای انس رضی اللہ عنہ بطول عمر و کثرت مال و اولاد، پس همچنان واقع شد۔ ۱۸۔ واز انجمله آن است کہ استسقا نمودند پس پیوستہ یک ہفتہ باران می آمد بعد از ان دعاء دفع باران کردند منقطع شد سحاب بنی الحمال۔ ۱۹۔ واز انجمله آن است کہ آنحضرت ﷺ دعا کردند بر عتبہ بن ابی لہب بہلاک، پس او را شیر بکشت در زوراء از توابع شام۔ ۲۰۔ واز انجمله آن است کہ آنحضرت ﷺ اعرابی را دعوت فرمودند باسلام گفت: ہیچ گواہ ہست بر آنچه میگوئید۔ فرمودند: آری این درخت گواہی خواہد داد۔ بعد از ان درخت را طلبیدند پس پیش آمد، از گواہی خواستند گواہی داد سہ نوبت، بعد از ان بجای خویش رجوع کرد۔

۲۱۔ واز انجمله آن است کہ امر کردند دو درخت را کہ جمع شوند، پس جمع شدند بعد از ان

متفرق شدند۔ ۲۲۔ واز انجمله آن است کہ امر کردند انس را کہ برود بسوی درختی چند از خرما و بگوید

ایشان را که آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میفرماید شمارا که فراہم آسید، پس بہم آمدند، پس چون از قضای حاجت فارغ شدند فرمودند انس را کہ ایشان را بگوید کہ بجای خویش بروند، پس بجای خویش رفتند۔

۲۳- واز انجملہ آن است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب رفتند پس درختی زمین را کافتہ کافتہ نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استاد، چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار شدند اصحاب قصہ را بعرض رسانیدند فرمودند کہ این درختی است کہ اذن خواست از پروردگار خود کہ سلام کند بر من پس خدا تعالیٰ او را اذن داد۔ ۲۴- واز انجملہ آن است کہ سلام کردند بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنگ و درخت در آن شبہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث شدند کہ السلام علیک یا رسول اللہ۔

۲۵- واز انجملہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند کہ من می شناسم سنگی را کہ در مکہ بر من سلام می کرد پیش از آنکہ مبعوث شوم۔ ۲۶- واز انجملہ آن است کہ چون برای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر ساختہ شد ستونی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملیہ کردہ خطبہ می فرمودند نالہ و فریاد کرد۔ ۲۷- واز انجملہ آن است کہ تسبیح گفتند سنگریزہ در دست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، و همچنین طعام تسبیح گفت۔ ۲۸- واز انجملہ آنست کہ کافران برای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در گوشت بز ہر مخلط کردند، پس خبر کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را آن بز کہ در روی زہراست۔ ۲۹- واز انجملہ آنست کہ شتری پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شکایت کرد کہ مالکان او علف کم می دهند و کار بسیاری فرمایند۔ ۳۰- واز انجملہ آنست کہ مادہ آہو بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم التماس کرد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وی را از قید خلاص کنند تا شیر دہد دو بچہ خود را و بعد از ان باز آید، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم او را خلاص ساختند، و او بشہادتین تلفظ کرد۔

۳۱- واز انجملہ آن است کہ خبر کردند روز بدر کہ فلان کافر اینجا کشتہ خواهد شد و فلان آنجا، پس تجاوز نکرد ہچکس از ایشان از آن محل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای او تعیین فرمودہ بودند۔

۳۲- واز انجملہ آن است کہ خبر دادند بانکہ جماعہ از امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در دریا غزا

خواهند کرد و ام حرام از ایشان است، پس همچنان واقع شد - ۳۳ - و از انجمله آن است که خبر دادند که عثمان راضی اللہ عنہ بلائی شدید پیش خواهد آمد، پس این صورت واقع شد، و در همان بلا مقتول شدند - ۳۴ - و از انجمله آن است که انصار را فرمودند که شمارا پیش آید بعد از من آنکه دیگران را بر شما ترجیح خواهند داد، پس این صورت در زمان معاویہ رضی اللہ عنہ واقع شد - ۳۵ - و از انجمله آن است که در حق حسن رضی اللہ عنہ فرمودند: این فرزند من سید است، و نزدیک است که خدا تعالیٰ صلح افکند بسبب وی در میان دو گروه بزرگ از مسلمانان، پس همچنان واقع شد - ۳۶ - و از انجمله آن است که آنحضرت ﷺ خبر دادند بقتل اسود غنسی کذاب شیعی که کشته شد است که کشته او کیست، و وی در صنعاء بود که شهر یست یمن - ۳۷ - و از انجمله آن است که آنحضرت ﷺ فرمودند ثابت بن قیس را: یعیش حمیدا و یقتل شهیدا: زندگانی کند در حالی که ستوده باشد و کشته شود در حالی که شهید باشد، پس شهید شد روز یمامه - ۳۸ - و از انجمله آن است که مرتد شد مردی و پیوست بمشرکان، پس خبر رسید آنحضرت ﷺ که او بمرد، فرمودند که زمین او را قبول نخواهد کرد، پس هر بار که دفن میکردند زمین او را بیرون می انداخت - ۳۹ - و از انجمله آن است که شخصی بدست چپ طعام می خورد، و آنحضرت ﷺ فرمودند: بدست راست بخور - او بهانه کرد که نمی توانم که بدست راست خورم - فرمودند تو انانی مباد ترا - پس بعد از آن نتوانست که دست راست بردارد بسوی دہان خود - ۴۰ - و از انجمله آن است که داخل شدند روز فتح مکه در مسجد الحرام و بتان حوالی کعبه معلق بودند، و بدست آنحضرت ﷺ چوبکی بود، پس اشارت می کردند بآن چوبک وی فرمودند: جاء الحق و زهق الباطل - و آن بتان می افتادند -

۴۱ - و از انجمله است قصه مازن بن عمرو - و حاصل آن قصه آنست که وی از

جوف صنیعی این کلمات بشنید:

یا مازن اسمع تسر ظهر خیر و بطن شر بعث نبی من مضر

بدین الله الا کبر فدع نحتا من حجر تسلّم من حرسقر

و بار دیگر این کلمات شنید:

اقبل الی و اقبل تسمع ما لا یجهل هذانبی مرسل بوحی منزل

فامن به کی تعدل من راز تشعل و قودها بالجندل

و آن معنی اورا بر اسلام آورد۔

۴۲- واز انجمله است قصه سواد بن قارب۔ و حاصل این قصه آن است که وی در جاهلیت

کاہن بود کہ جن وی را از حوادث مستقبلہ خبر میدادند، جنی سه شب وی را از بعثت آنحضرت ﷺ

و آنکہ اتباع دین آنحضرت ﷺ البتہ می باید کرد خبر داد، بموجب این خبر آمدہ مسلمان شد۔

۴۳- واز انجمله آن است کہ گواہی داد سو سمار بہ نبوت آنحضرت ﷺ۔

۴۴- واز انجمله آن است کہ آن حضرت ﷺ خوار نیند هزار کس را از یک صاع

جو در غزوة خندق پس ہمہ سیر شدند و طعام زیادہ بود از حال اول۔ ۴۵- واز انجمله آنست کہ توشہ

لشکر با خر رسید، پس آنحضرت ﷺ جمع فرمودند بقایای توشہ و دعاء برکت کردند، بعد از ان

قسمت کردند آن را در میان ہمہ لشکر پس کفایت کرد ہمہ را۔ ۴۶- واز انجمله آن است کہ آورد

ابو ہریرہ بخدمت آنحضرت ﷺ یک مشتی خرما و گفت: یا رسول اللہ! دعا کن برای من درین

خرما بہ برکت۔ پس دعا کردند۔ ابو ہریرہ گفت: آن را در انبان کردم و ہر چند برمی آوردم تمام

نمیشد، چندین وقت در راه خدا صرف کردم، و ہمیشہ از ان میخوردم و میخوارنیدم تا آنکہ عثمان رضی اللہ

عنه کشتہ شد آن گاہ برکت مفقود گشت۔ ۴۷- واز انجمله آن است کہ آنحضرت ﷺ دعوت کردند

اہل صفہ را برای یک پیالہ از ثرید۔ ابو ہریرہ گفت کہ پیش می آدمم و متعرض میشدم تا مرا نیز خوانند



تا آنکه برخاستند قوم و نبود در پیاله مگر اندکی در کنارهای وی پس آنحضرت صلی الله علیه و آله آنرا جمع کردند، یک لقمه شد، آنرا بر انگشتان خود نهادند و فرمودند: بخور به برکت نام خدا. گفت ابو هریره: قسم بخدا که میخوردم از آن تا آنکه سیر شدم.

- ۴۸- و از آنجمله آن است که جاری شد آب از میان انگشتان آنحضرت صلی الله علیه و آله تا آنکه قوم آشامیدند و وضو کردند، و ایشان هزار و چار صد کس بودند. ۴۹- و از آنجمله آن است که آوردند بخدمت آنحضرت صلی الله علیه و آله پیاله که در وی فی الجمله آب بود، پس آنحضرت صلی الله علیه و آله خواستند که انگشتان خود را در آن پیاله نهند، وی گنجایش نکرد، پس آنحضرت صلی الله علیه و آله چهار انگشت در آن نهادند و فرمودند: یا رآن بیایید. پس همه وضو کردند، و ایشان میان هفتاد و هشتاد بودند. ۵۰- و از آنجمله آن است که در غزوة تبوک وارد شدند بر آبی اندک که یک کس را سیراب کند، و لشکر تشنه بود، پس شکایت کردند بخدمت آنحضرت صلی الله علیه و آله، پس گرفتند تیری از ترکش خود و فرمودند: این تیر را در آن آب بخلانید، پس جوش زد آب و سیراب شدند اهل لشکر، و ایشان سی هزار کس بودند.
- ۵۱- و از آنجمله آنست که شکایت کردند قومی بخدمت آنحضرت صلی الله علیه و آله که آب چاه ایشان شورست، پس رفتند آنحضرت صلی الله علیه و آله با جماعه از اصحاب تا آنکه ایستادند بر چاه ایشان و آب دهن خود انداختند در آن چاه، پس جاری شد آب شیرین، هر چند آب می کشیدند منقطع نمی شد.
- ۵۲- و از آنجمله آن است که آورد زنی بخدمت آنحضرت صلی الله علیه و آله کودکی خود را که کل شده بود، پس دست رسانیدند بر سر وی، پس هموار گشت موی سر او و دور شد بیماری او. و اهل یمامه آنرا شنیدند پس آورد زنی از اهل آنجا کودک خود را نزد یک مسیلمه کذاب و او دست رسانید بر سر او، پس آن کودک کل شد و آن علت در نسل وی باقی ماند. ۵۳- و از آنجمله آنست که بشکست روز بدر شمشیر عکاشه، پس عطا کردند آنحضرت صلی الله علیه و آله شیخ هیمه، پس گشت آن شیخ شمشیر و ماند نزدیک او.

۵۴- واز انجمله آن است که در خندق پشته پیش آمد که هر چند کلندی زدند در وی اثر نمی کرد، پس آنحضرت صلی الله علیه و آله بدست خودش زدند، پس گشت تل که از هم پاشید- ۵۵- واز انجمله آن است که دست رسانیدند بپای ابی رافع که شکسته بود پس درست شد گویا همچو گاه بیماری نداشت- و معجزات آنحضرت صلی الله علیه و آله از آن زیاده تر اند که کتابی احاطه آن کند یا دفتری جمع نماید-

### [وفات نبوی]

وفات یافتند آنحضرت صلی الله علیه و آله بعد از آنکه بهشت و سه سال رسیده بودند، و غیر این نیز روایت کرده اند، روز دوشنبه و قتیکه گرم شد چاشت بتاریخ دوازدهم از ربیع الاول- و بیمار ماندند چهارده روز- و مدفون شدند شب چهارشنبه- و چون نزدیک شد موت بود نزدیک آنحضرت صلی الله علیه و آله پیاله آب پس داخل میکردند در وی دست خود را مسح می کردند در وی خود را و میفرمودند: اللهم اعنی علی سكرات الموت: خداوندا! مدد کن مرا بر مشقتها مرگ- و چون مقبوض شدند حاضران آنحضرت صلی الله علیه و آله را بچادر حبره پوشیدند، و بقولی فرشتگان این چادر را انداخته بودند- و در آنوقت بعضی اصحاب از فرط بی طاقتی از کار موت آنحضرت صلی الله علیه و آله کردند و این از عمر منقول است، و عثمان رضی الله عنه تعالی گنگ شد، و علی کرم الله وجهه جا مانده شد- و در اصحاب هیچکس ثابت تراز عباس و ابوبکر صدیق رضی الله تعالی عنهما نبود-

و بعد از آن مردمان از دروازه حجره شنیدند که آنحضرت صلی الله علیه و آله را غسل ندهید زیرا که آنحضرت صلی الله علیه و آله طاهر مطهر اند- بعد از آن آوازه دیگر شنیدند که آنحضرت صلی الله علیه و آله را غسل دهید که گوینده حرف اول شیطان بود و من خضرم- و خضر علیه السلام تعزیت اصحاب کرد باین کلمات: ان فی الله عزاء من کل مصیبة و خلفا من کل هالک و در کما من کل فائت فبا لله فثقوا و الیه فارجعوا، فان المصاب من حرم الثواب- معنیش آنکه نزدیک خدا تعالی

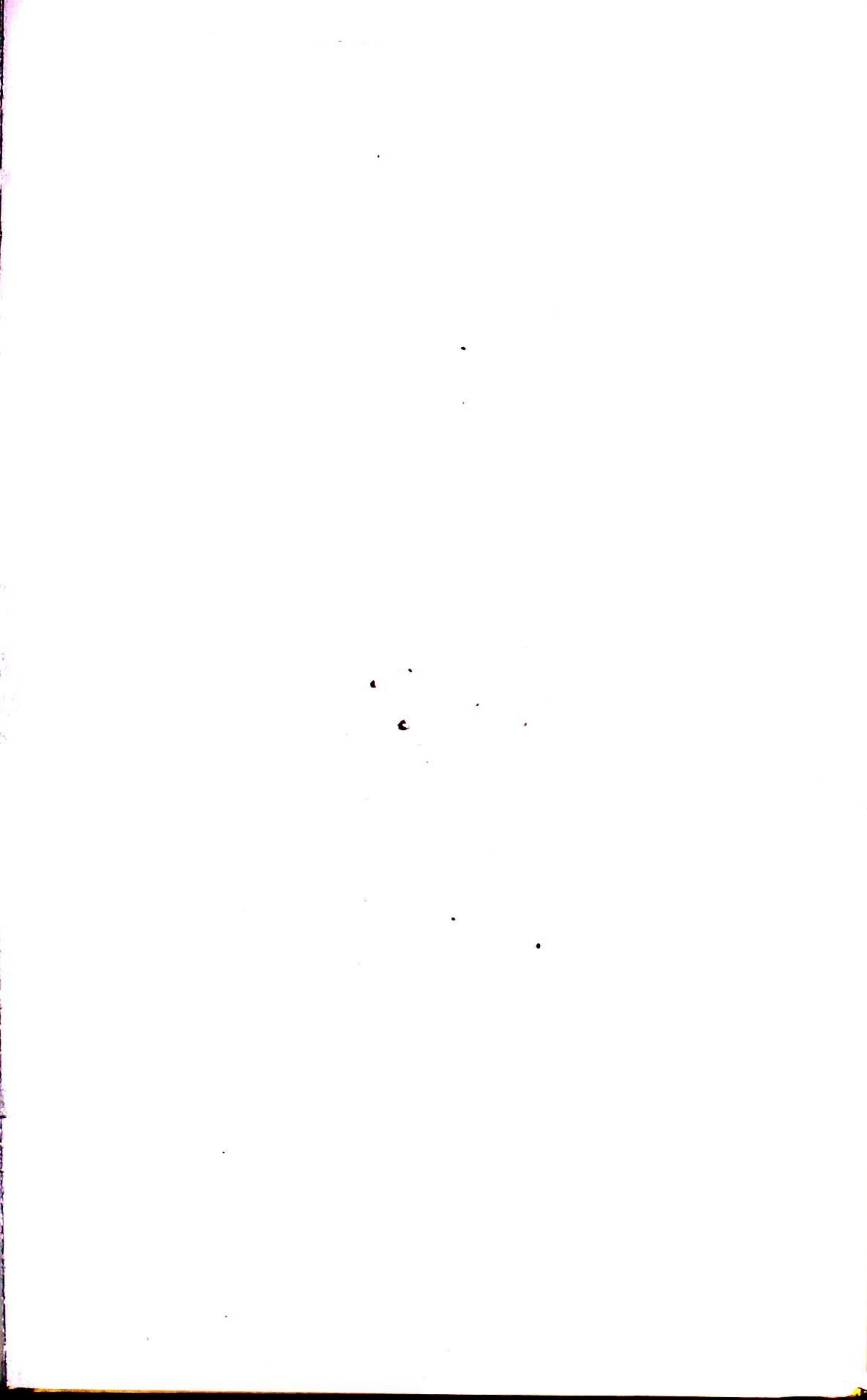
دلاسا است از هر مصیبت، و عوضی است از هر میرنده، و تاوانی است از هر فوت شونده، پس بر خدا اعتماد کنید و بسوی وی رجوع نمائید، بتحقیق مصیبت زده آن است که از ثواب مصیبت محروم شود.

و اختلاف کردند اصحاب در آنکه در حال غسل جامه ها از تن آنحضرت صلی الله علیه و آله برکشند یا با جامه ها غسل دهند. پس خدا تعالی برایشان خواب را مسلط کرد، و گوینده که نمیدانستند که کیست گفت: غسل دهید آنحضرت صلی الله علیه و آله را در جامه های آنحضرت صلی الله علیه و آله. پس بیدار شدند و همچنان کردند. و متولی غسل علی، و عباس، و دو فرزند عباس فضل و قثم، و دو مولای آنحضرت صلی الله علیه و آله شقران و اسامه بودند، و حاضر شد آنجا اوس انصاری. و علی رضی الله عنه دست بر شکم آنحضرت صلی الله علیه و آله نهاد پس چیزی بیرون نیامد گفت: صلی الله علیک لقد طبت حیا و میتا. درود خدا بر تو باد، پاکیزه در حال حیات و موت.

و تکفین کردند در سه جامه سفید سحلی، و سحول نام دیهی است نیمن. در آن جامهها کرت و دستار نبود بلکه سه چادر بودند که در آنها آنحضرت صلی الله علیه و آله را پیچیدند بغیر آنکه هیچ دوخت باشد. و نماز گزارند بر آنحضرت صلی الله علیه و آله تنها تنها، امامت نمی کرد ایشان را هیچکس. و فرش کرده شد زیر آنحضرت صلی الله علیه و آله در قبر قطیفه سرخ که آنرا در حال حیات می پوشیدند، شقران آن را بقر در آورد. و کنده شد برای آنحضرت صلی الله علیه و آله لحد و مضبوط کرده شد بر آنجا نهشت خام. و اختلاف کردند اصحاب که لحد کنند یا شق، و از اصحاب یکی لحد می کرد و دیگری شق، پس اتفاق کردند بر آنکه هر که پیشتر بیاید کار خود کند. پس لحد کننده بیامد و لحد کرد. و این همه در خانه عایشه واقع شد، و با آنحضرت صلی الله علیه و آله مدفون شدند ابو بکر و عمر رضی الله عنهما. و صلی الله تعالی علی سیدنا محمد و آله و اصحابه و سلم.

خاکسار کا اردو ترجمہ

ایضاح المکنون



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تبارک و تعالیٰ، جو عطا و بخشش کے دروازوں کو کھولنے والا اور ہدایت کی خلعتوں کو بخشنے والا ہے، کی حمد و تعریف کے بعد درود و سلام ہو محمد مصطفیٰ ﷺ پر کہ آپ وہ پیغامبر عالی مقام ہیں جو راہ راست کے تلاش کرنے والوں کو واضح راستہ کی طرف ہدایت فرمانے والے ہیں اور حد فرمان سے گذرنے والوں کو پابند طریقت کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ کے آل و اصحاب پر بھی درود و سلام ہو جو قیامت کے قیام تک سنت کو زندہ و تابندہ کرنے والے ہیں۔

فقیر ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی، دونوں کا آخرت اور دنیا میں اللہ ہی حامی و ناصر ہو، کہتا ہے کہ بعض عزیز احباب اور کامل دانشوروں نے، کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی پسندیدہ اور محبوب چیزیں عطا فرمائے اور ان کی آرزوؤں کو بلند ترین درجات تک پہنچائے، اس فقیر سے کتاب نور العیون فی تلخیص سیر الامین الامون، جو کہ علامہ زمان شیخ ابوالفتح محمد بن محمد مشہور بہ سید الناس ہیں قدس اللہ سرہ العزیز، کا ترجمہ کرنے کی درخواست کی۔ ان کے حکم کی تعمیل کرنے کے سوا چارہ نہ تھا لہذا اسے قبول کر لیا اور بعض مقامات پر جہاں مصنف نے ضعیف روایت اختیار کی تھی یا ان جیسے دوسرے اسباب سے کچھ اضافہ، کمی بیشی اور تبدیل و تصرف کر دیا ہے۔

(۱- حاشیہ: یعنی مرزا جان جانان شہید متخلص بہ مظہر قدس سرہ۔ مشہور یہی ہے کہ حضرت مرزا مظہر

جانِ جانان کی فرمائش پر یہ ترجمہ نور العیون کیا گیا۔ حضرت شاہ کی عبارت سے متعدد احباب اور اجلہ اولی الالباب کی فرمائش کا پتہ چلتا ہے۔ مرزا مظہر جانِ جانان (۱۱۱۱/۱۶۹۹-۱۱۹۵/۱۷۸۱) حضرت محمد بن حنفیہ (۱۶/۶۳۷-۸۱/۷۰۰-۷۰۱) کی اولاد میں ہونے کے سبب علوی تھے اور شیخ شمس الدین کے لقب سے مشرف و مشہور۔ عالم فاضل اور زاہد کامل تھے۔ نقشبندی مجددی سلسلے کے ایک عظیم شیخ تھے: حدائق الحنفیہ، ۴۷۱؛ نیز شاہ غلام علی، مقامات مظہری؛ نعیم اللہ بہراپچی، معلومات مظہریہ و بشارات مظہریہ؛ بحوالہ عبدالرزاق قریشی، میرزا مظہر جانجاناں اور ان کا کلام، اعظم گڑھ ۱۹۷۹ء، ۲۷-۳۳ و مابعد؛ ۲- سوانح امام ابن سید الناس (۱۲۷۲/۲-۱۳۳۳/۷) تقدیم خاکسار میں ملاحظہ ہو۔ اصل نام ابن سید الناس ہے؛ ۳- تقدیم خاکسار کے ملاحظات ملاحظہ ہوں)۔

اللہ تعالیٰ اس کو میری طرف سے اور ان کی طرف سے قبول فرمائے اور اسے خالص اپنی مرضی و منشا بنا دے۔ بلاشبہ وہ قریب ہے، قبول کرنے والا ہے، رحمت و رافت والا ہے۔ میں نے اس کا نام ”سرور الحزبون فی ترجمہ نور العیون“ رکھا ہے۔

### نسبِ نبوی

پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کا شجرہ نسب یہ ہے: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہاں تک تو متفق علیہ ہے۔ عدنان کے بعد سے حضرت آدم علیہ السلام تک بہت اختلاف ہے۔

(عیون الاثر، ۱/۳۳؛ نور العیون، ۱/ب؛ خلاصۃ السیر، ۵-۶: تینوں میں یہ نکتہ اہم ہے کہ

عدنان تک نسب کو متفقہ مانتے ہیں۔ محبت طبری نے اس نکتہ پر بھی زور دیا ہے کہ تمام علمائے نسب و سیرت کا اس

پر بھی اتفاق ہے کہ عدنان نسلِ اسماعیلی / ابراہیمی سے تھے۔ اختلاف صرف عدنان سے اوپر کی پیڑھیوں اور ان کے ناموں اور تعداد میں ہے۔ یہی نکات عیون الاثر میں بھی موجود ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی ماں کا نسب ہے: آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔

(عیون الاثر، ۱/۳۵؛ نور العیون، ۱/ب؛ خلاصۃ السیر، ۶)۔

### ولادتِ نبوی

آنحضرت ﷺ کی ولادت دوشنبہ کے دن کی تو ثابت و متحقق ہے کہ وہ ماہ ربیع الاول میں اور اس سال میں ہوئی جب واقعہٴ فیل پیش آیا تھا۔ بعض نے کہا ہے: دو تاریخ کو، بعض کا کہنا ہے کہ تیسری تاریخ کو اور بعض کے قول میں بارہ تاریخ کو ہوئی۔ ان کے علاوہ بھی دوسرے اقوال موجود ہیں۔

(عیون الاثر، ۱/۳۹؛ میں بارہ رمضان کو قبول کیا ہے اور پھر ۲/۸، یکم دوشنبہ ماہ ۱۲ ربیع الاول

کی تاریخیں بیان کی ہیں؛ نور العیون، ۱/ب؛ خلاصۃ السیر، ۶-۷، نے ۸ ربیع الاول کو بہت سے علماء کے نزدیک ثابت شدہ تاریخ بتایا ہے)۔

### معجزاتِ ولادت

آنحضرت ﷺ کی ولادت کی رات کسریٰ کے محل پر ایسا لرزہ طاری ہوا کہ اس کی آواز سنی گئی اور اس کے چودہ کنگورے گر گئے اور آتشِ فارس بجھ گئی، جو اس سے پہلے ہزار سال تک نہ بجھی تھی، اور چشمہٴ ساوہ خشک ہو گیا۔

(عیون الاثر، ۱/۳۱؛ نور العیون، ۱/ب؛ خلاصۃ السیر، ۷)۔



## رضاعت و پرورش

آنحضرت ﷺ کو حلیمہ بنت ابی ذؤیب نے دودھ پلایا۔ حلیمہ کے گھر میں قیام کے دوران آنحضرت ﷺ کا سینہ انھوں نے [فرشتوں نے] چیرا اور اس کو دانش و حکمت اور ایمان سے بھر دیا بعد اس کے کہ اس سے شیطان کے حصہ کو دور کر دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ کو ابو لہب کی کنیز ثویبہ نے بھی دودھ پلایا۔

(عیون الاثر، ۱/ ۴۷-۵۳: مفصل روایات؛ نور العیون، ۱/ ب؛ خلاصۃ السیر، ۸:

دوسرے رضاعی فرزند ان حضرت ثویبہ کا بھی ذکر ہے؛ نیز ملاحظہ ہو مقالہ خاکسار ”حضرت ثویبہؓ - رسول اکرم ﷺ کی اولین رضاعی ماں“، غیر مطبوعہ۔)

ام ایمن حبشیہؓ نے، کہ جن کا نام برکہ تھا، رسول اکرم ﷺ کی پرورش کی۔ آنحضرت ﷺ نے ام ایمنؓ کو اپنے والد ماجد عبداللہ سے عمیرات میں پایا تھا۔ جب آپ ﷺ بڑے ہوئے تو ان کو آزاد کر دیا اور حضرت زید بن حارثہ کے نکاح میں دے دیا۔

(عیون الاثر، ۱/ ۵۵-۵۷: نور العیون، ۲/ الف؛ خلاصۃ السیر، ۸)۔

## وفات والدین

آنحضرت ﷺ کے والد ماجد عبداللہ نے وفات پائی جب آنحضرت ﷺ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ اس وقت دو ماہ کے بچے تھے، بعض نے کہا ہے کہ سات مہینے کے بچے تھے اور بعض نے اٹھائیس ماہ کا بچہ بتایا ہے۔

(عیون الاثر، ۱/ ۳۸: وفات والد کے بارے میں تمام روایات ان کے ماخذ کے ساتھ؛ نور

العیون، ۲/ الف؛ خلاصۃ السیر، ۸۔ نور العیون کی عبارت خلاصۃ السیر سے ماخوذ ہے)۔

آنحضرت ﷺ کی والدہ نے اس وقت وفات پائی جب آپ ﷺ چار سالہ

لڑکے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ آپ ﷺ چھ سال کے لڑکے تھے۔

(عیون الاثر، ۱/۵۵ وما بعد: چار سالہ روایت نہیں ہے؛ نور العیون، ۲/الف؛ خلاصۃ

السیر، ۸؛ چھ سالہ عمر کو ترجیح دی ہے۔ یہی ابن اسحاق وغیرہ دوسرے اولین سیرت نگاروں کی ترجیحی روایت ہے)۔

## کفالت

آنحضرت ﷺ کی کفالت کرنے والے آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب تھے۔

جب عمر شریف آٹھ سال، دو ماہ اور دس روز کی ہوئی سید عبدالمطلب نے وفات پائی۔

(عیون الاثر، ۱/۵۹: عبدالمطلب کی وفات کے وقت عمر شریف کے بارے میں دو روایات دی

ہیں: آٹھ برس بقول زبیر، تین برس بقول ابن عبدالبر؛ نور العیون، ۲/الف؛ خلاصۃ السیر، ۸: مذکورہ

بالا عمر محبت طبری ہی نے دی ہے۔ آٹھ برس کی عمر میں وفات عبدالمطلب کی تاریخ بیشتر کتب سیرت میں

ہے: عبدالمطلب ہاشمی۔ رسول اکرم ﷺ کے دادا، ۸۲-۸۶)۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی کفالت کرنے والے ابوطالب ہوئے۔

(عیون الاثر، ۱/۵۹؛ نور العیون، ۲/الف؛ خلاصۃ السیر، ۸: نور العیون کا جملہ خلاصۃ

السیر سے ماخوذ ہے؛ کفالت ابوطالب ہاشمی پر بحث کے لئے: عبدالمطلب ہاشمی..... ۷۳-۸۱ نیز مقالہ

”کفالت نبوی کی وصیت عبدالمطلبی“، الفرقان لکھنؤ، دسمبر ۲۰۰۲؛ جنوری ۲۰۰۳ء: دو قسطوں میں)۔

## اولین سفر بصری و واقعہ بحیرا

آنحضرت ﷺ کی عمر شریف بارہ سال، دو ماہ اور دس روز کی ہوئی تو اپنے چچا

ابوطالب کے ہمراہ شام کی جانب تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ شہر بصری پہنچے تو بحیرا

راہب نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا اور اس علامت کے سبب جس کو وہ جانتا تھا آپ ﷺ کو

پہچان لیا۔ وہ رسول اکرم ﷺ کے سامنے آیا اور آنحضرت ﷺ کا دست مبارک پکڑ کر کہنے

لگا: ”یہ رب العالمین کے رسول ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ مبعوث کرنے والا ہے تاکہ جہان والوں کے لئے رحمت بنیں۔ بلاشبہ جس وقت تم لوگ آئے تھے تو کوئی پتھر اور درخت ایسا نہ تھا جو سجدہ میں نہ گر گیا ہو اور ہر پتھر اور درخت نے پیغمبر کو سجدہ نہ کیا ہو۔ میں بلاشبہ آپ ﷺ کی صفت اپنی کتابوں میں پاتا ہوں“۔ پھر ابوطالب سے کہا کہ اگر آپ ﷺ کو شام لے گئے تو یہود آپ کو قتل کر دیں گے۔ لہذا ابوطالب نے آنحضرت ﷺ کو مکہ واپس بھیج دیا۔

(عیون الاثر، ۱/۶۱-۶۲: مفصل روایات؛ نور العیون، ۲/الف؛ خلاصۃ السیر،

۸-۹: دونوں کا بیان یکساں ہے۔ تنقیدی بحث کے لئے سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی، ۳/۶۱-۶۳)۔

### دوسرا سفرِ شام

اس کے بعد دوسری بار آنحضرت ﷺ شام کی طرف تشریف لے گئے۔ اس بار خدیجہ کے غلام میسرہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ خدیجہ کی تجارت کے لئے گئے تھے۔ یہ واقعہ ان کے آنحضرت ﷺ کے عقد میں آنے سے پہلے کا ہے۔ جب ملکِ شام میں آپ ﷺ داخل ہوئے تو ایک درخت کے سایے میں فروکش ہوئے جو ایک راہب کے صومعہ (گرجے) کے نزدیک تھا۔ اس راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے ایک پیغمبر کے کسی اور نے قیام نہیں کیا ہے۔

(عیون الاثر، ۱/۶۹-۷۱: نور العیون، ۲/الف؛ خلاصۃ السیر، ۹: عام روایات میں اس

راہب کا نام نسطور بتایا جاتا ہے۔ اس پر تنقیدی نظر کے لئے سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی،

۳/۶۳-۶۵)۔

میسرہ کہتے تھے کہ جب دن آدھا ہوا اور سخت گرمی پڑنے لگی تو دو فرشتے نازل ہوئے

اور انھوں نے آنحضرت ﷺ پر سایہ کر دیا۔

(عیون الاثر، ۱/۷۱؛ نور العیون، ۲/ب؛ خلاصة السیر، ۹؛ سیرة النبی کا مذکورہ بالا)۔

جب اس سفر سے آنحضرت واپس تشریف لائے تو حضرت خدیجہ بنت خویلد کو اپنے نکاح میں لے آئے، اس وقت عمر شریف پچیس سال، دو ماہ اور دس روز کی تھی۔ اس کے علاوہ دوسری روایت بھی بیان کی گئی ہے۔

(عیون الاثر، ۱/۷۱-۷۳؛ نور العیون، ۲/ب؛ خلاصة السیر، ۹-۱۰؛ پچیس سال دو ماہ

دس روز کی عمر عیون الاثر میں نہیں ہے، صرف خلاصة السیر میں ہے؛ دوسری کتب سیرت میں بھی صرف پچیس سال کی عمر بیان کی گئی ہے یا راجح قرار دی گئی ہے)۔

### تعمیر کعبہ میں شرکت

جب عمر شریف پینتیس (۳۵) سال کی ہوئی تو تعمیر کعبہ میں شرکت فرمائی اور اپنے دست شریف سے حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب فرمایا۔

(عیون الاثر، ۱/۷۵-۷۷؛ نور العیون، ۲/ب؛ خلاصة السیر، ۱۰؛ حجر اسود کی تنصیب

کا ذکر نہیں ہے، صرف قریش کے آپ ﷺ کے فیصلہ کو قبول کرنے کا ذکر ہے)۔

### نبوت اور نزول جبریل علیہ السلام

عمر شریف جب چالیس سال اور ایک روز کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے پاس نبوت بھیجی اور انذار و بشارت عطا کی۔

(عیون الاثر، ۱/۱۱۱-۱۱۹؛ ابن اسحاق کی روایت نقل کی ہے کہ چالیس سال کی عمر ہوئی تو مبعوث

ہوئے۔ اس میں چالیس سال اور ایک دن کی عمر کا حوالہ نہیں ہے۔ بیشتر کتب میں چالیس برس ہی کی عمر شریف

کا ذکر ملتا ہے، خواہ قدیم ہوں یا جدید؛ نور العیون، ۲/ب؛ خلاصة السیر، ۱۰؛ فلما بلغ اربعین سنة

ویوما.....)۔

آنحضرت ﷺ کے سامنے حضرت جبریل علیہ السلام غار حراء میں آئے اور کہا کہ:  
 ”اقراء، یعنی پڑھنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا (خواندہ) نہیں ہوں۔ رسول  
 اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ کو اس قدر سختی سے بھینچا کہ مجھے سخت مشقت  
 ہوئی۔ پھر مجھے چھوڑ کر کہا: ”اقراء“ یعنی پڑھو، میں نے پھر کہا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں،  
 انھوں نے دوبارہ مجھے بھینچا اور چھوڑ دیا اور تیسری بار کہا: ”اقراء باسم ربك الذي خلق.....  
 تا قوله تعالى..... ما لم يعلم“ (پڑھا اپنے رب کے نام سے، جس نے بنایا۔ بنایا آدمی لہو کی پھلکی سے، پڑھا اور  
 تیرا رب کریم ہے، جس نے علم سکھایا قلم سے، سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا۔ شاہ عبدالقادر دہلوی)۔

(عیون الاثر، ۱/۱۱۲ وما بعد؛ نور العیون، ۲/ب؛ خلاصة السیر، ۱۰۔ بالعموم سیرت نگاروں  
 نے آغازِ بعثت اور ابتدائے نزولِ قرآن کے دو واقعات میں فرق نہیں کیا ہے: آغازِ بعثت ۱۲ ربیع الاول ۴۱  
 عام الفیل کا واقعہ ہے اور اولین تنزیلِ قرآن کا ۲۷ رمضان (لیلۃ القدر) ۴۱ نبوی/ عام الفیل کا واقعہ ہے۔ ان  
 دونوں کو عموماً خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو: مقالہ خاکسار: بعثت نبوی کا اصل نقطہ آغاز؛ غیر مطبوعہ)۔  
 ☆ یہ نبوت کی ابتداء تھی۔ بعض اقوال میں ہے کہ نبوت کی ابتدا دو شنبہ کے روز آٹھ ماہ  
 ربیع الاول کو ہوئی تھی۔

(عیون الاثر، ۱/۱۱۱-۱۲۰: یہ عبارت و روایت نہیں ہے کیونکہ ان کے دونوں مآخذ میں یہ قول یا  
 روایت نہیں ہے؛ البتہ دوسرے مآخذ میں موجود ہے اور ان کا مفصل ذکر مقالہ خاکسار میں موجود ہے؛ نور  
 العیون، ۲/ب؛ خلاصة السیر، ۱۰-۱۱؛ میں نبوت کی ابتدا کی تاریخ مذکورہ بالا کے الفاظ ہیں ”و كانت  
 نبوتہ یوم الاثنين ثمان خلون من ربيع الاول.....“ یہی نور العیون میں ہے)۔

### علانیہ تبلیغ

اس کے بعد آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو بانگِ بلند ظاہر فرمایا اور اس کے پیغام

کو لوگوں تک پہنچایا اور قوم کی خیر خواہی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ مکہ والوں نے انتہائی بے دانسی سے ایذا دہی پر کمر باندھی اور آنحضرت ﷺ کو شعب (وادی) میں محصور کر دیا لہذا آنحضرت ﷺ نے اس مقام پر محاصرہ کی حالت میں قیام فرمایا تین سال کی مدت سے ذرا کم، اور اہلبیت بھی اس محاصرے میں رہے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ محاصرہ سے باہر تشریف لائے، اس وقت عمر شریف انچاس سال تھی۔

(عیون الاثر ۱/۱۳۱: علانیہ تبلیغ کا جملہ: ۱/۱۶۵-۱۶۸ محاصرہ مقاطعہ کی خبر؛ نیز ابن اسحاق وابن ہشام وغیرہ؛ نور العیون ۲/ب؛ خلاصۃ السیر، ۱۱؛ محاصرہ میں اہلبیت نہیں بنو ہاشم و بنو مطلب کے تمام مسلمان اور غیر مسلم رسول اکرم ﷺ کی حمایتِ ابی طالب ہاشمی کے سبب محصور تھے)۔

اس کے آٹھ ماہ اور اکیس روز بعد ابو طالب نے وفات پائی اور ان کے تین روز بعد حضرت خدیجہؓ نے وفات پائی۔

(عیون الاثر، ۱/۱۷۱-۱۷۴: مفصل روایات ہیں جن میں کافی اختلافات بھی ہیں۔ یہ متعینہ عمر/ تاریخ اس میں نہیں ہے۔ نور العیون، ۲/ب؛ خلاصۃ السیر، ۱۱؛ دونوں میں عبارت یکساں ہے)۔

## جنات کی آمد اور معراج

جب عمر شریف پچاس سال اور تین ماہ کی ہوئی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں نصیبین کے جنات نے حاضری دی اور اسلام قبول کیا۔

(عیون الاثر، ۱/۱۷۱-۱۷۴ مفصل روایات ہیں جن میں کافی اختلافات بھی ہیں۔ یہ متعینہ عمر/ تاریخ اس میں نہیں ہے۔ نور العیون، ۲/ب؛ خلاصۃ السیر، ۱۱؛ دونوں کی عبارت یکساں ہے)۔

عمر شریف اکیاون سال اور نو ماہ کو پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو معراج سے مشرف فرمایا۔ زمزم اور مقامِ ابراہیم کے درمیان واقع [مقامِ مقدس سے] آپ ﷺ کو بیت

المقدس کی جانب فرشتے لے گئے۔ اس کے بعد وہ براق لائے اور آنحضرت ﷺ اس پر سوار ہوئے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کو آسمانوں کی طرف لے گئے اور [اللہ تعالیٰ نے] نماز پنجگانہ فرض فرمادی۔

(عیون الاثر، ۱/۱۸۷-۲۰۰: مفصل روایات؛ نور العیون، ۳/الف؛ خلاصة السیر، ۱۱-نور العیون کا بیان خلاصة السیر سے ماخوذ ہے۔ واقعہ معراج کے لئے کتب حدیث بالخصوص بخاری کے متعلقہ ابواب ملاحظہ ہوں)۔

### ہجرتِ مدینہ

جب عمر شریف ترپن سال کی ہوئی تو مکہ سے مدینہ کی طرف بروز دوشنبہ آٹھ ربیع الاول کو ہجرت فرمائی اور مدینہ میں دوشنبہ کے روز ہی داخل ہوئے۔ وہاں دس سال مقیم رہے۔ اس کے بعد وہیں وفات پائی۔ اس کی تاریخ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جن کو مفصل کتابوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

(عیون الاثر، ۱/۲۲۷-۲۵۹: میں متعدد ابواب و فصول ہیں جیسے ذکر الهجرة الى المدينة، ذکر يوم الزحمة، ذکر فوائد تتعلق بهذه الاخبار، احادیث الهجرة و توديع رسول الله ﷺ مكة، حدیث الفجار، حدیث الهجرة و خبر سراقه بن مالك بن جعشم، حدیث ام معبد، ذکر فوائد الخ، ذکر دخوله عليه السلام المدينة، بناء المسجد، نیز کتب دیگر؛ نور العیون، ۳/الف؛ خلاصة السیر، ۱۱-۱۲: اول الذکر نے خلاصہ سے اولین روایت ہجرت لے لی ہے اور مدت و وفات کے بارے میں اضافہ فرمادیا ہے)۔

### تعدادِ غزوات و سرایا

اس مدت میں آنحضرت ﷺ کے غزوات کی تعداد چھپس تھی اور ایک قول کے مطابق

ستائیس۔ ان میں سے صرف سات غزوات میں کارزار فرمایا: بدر، احد، خندق، بنی قریظہ، بنی المصطلق، خیبر اور طائف۔ ایک قول کے مطابق وادی القریٰ، غابہ اور بنی نضیر میں بھی قتال و کارزار ہوا تھا۔

آنحضرت ﷺ کی بعوث/مہموں کی تعداد پچاس کے قریب ہے: ”بعث“ کا مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کسی جانب کوئی لشکر بھیجا اور بنفس نفیس اس میں تشریف نہیں لے گئے۔

(عیون الاثر، ۱/۲۹۳-۲۹۴ میں ابن اسحاق، واقدی وغیرہ کی روایات ہیں۔ ستائیس غزوات کی روایت کو راجح بتایا ہے۔ اس کا ذکر تقدیم خاکسار میں آچکا ہے۔ نور العیون ۲/الف؛ خلاصۃ السیر، ۱۳-۱۵؛ اول الذکر کا بیان خلاصہ کی تلخیص ہے۔ ممکن ہے کہ مقدسی کی فصل سے ماخوذ ہو)۔

## حج و عمرے

حج کے فرض ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے صرف ایک بار حج فرمایا اور اس سے پہلے دو بار حج کیا تھا۔

(نور العیون، ۳/الف؛ خلاصۃ السیر، ۱۵: دونوں کا بیان یکساں ہے۔ حج و عمرات نبوی کا بیان عیون الاثر میں بہت بعد میں ہے)۔

## حجۃ الوداع

حجۃ الوداع میں رسول اکرم ﷺ اپنے گھر سے شنبہ کے دن باہر تشریف لائے اور اس سے پہلے آپ ﷺ نے کنگھی کی تھی اور بدن میں روغن و خوشبو ملی تھی۔ پھر آپ ﷺ ذوالحلیفہ پہنچے اور وہاں رات گزاری، اور فرمایا کہ اس رات میرے پاس پروردگار کی جانب سے ایک فرستادہ آیا اور اس نے کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور ”حج میں عمرہ“ کہو۔ اس کلمہ کے حاصل معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ حج و عمرہ دونوں کی نیت بیک وقت کریں۔ اسے فقہ میں ”قرآن“ کہتے ہیں۔ لہذا آنحضرت ﷺ نے ان دونوں کا احرام باندھا اور مکہ معظمہ میں یکشنبہ



کے دن کداء نامی مقام کی جانب سے صبح کے وقت داخل ہوئے اور طوافِ قدوم ادا کیا۔ اس طواف کے دوران تین بارتیز رفتاری سے چلے [یعنی رمل کیا] اور چار بار آہستگی کے ساتھ چلے۔ اس کے بعد صفا کی جانب باہر تشریف لائے اور وسط وادی میں سواری کو دوڑایا۔ اس کے بعد حکم فرمایا کہ ہر وہ شخص جو اپنے ساتھ قربانی کے جانور (ہدی) نہیں لایا وہ نیتِ حج کھول دے اور عمرہ تمام کرے۔ پھر آپ ﷺ حجون کی بالائی جانب سے نیچے تشریف لائے۔ پھر جب ترویہ کا دن آیا، اور وہ ماہ ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ ہوتی ہے، آپ ﷺ منیٰ کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھیں اور وہیں رات گزاری اور نمازِ صبح (فجر) بھی پڑھی۔ جب آفتاب طلوع ہو گیا تو عرفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کے عرفہ پہنچنے سے پہلے آنحضرت ﷺ کے لئے وادیِ نمرہ میں، جو عرفات کی ایک وادی ہے، ایک خیمہ لگا دیا گیا تھا، لہذا آپ ﷺ اسی خیمے میں اترے۔ جب آفتاب آسمان کے وسط سے ڈھل گیا تب آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور نمازِ ظہر و عصر کو جمع کر کے ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ باجماعت ادا کیا۔ پھر موقف (جبل الرحمة) کی جانب روانہ ہوئے جو وادیِ عرفات کے وسط میں ہے اور وہاں دعا اور تہلیل میں مشغول ہو گئے تا آنکہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اس کے بعد غروبِ آفتاب کے بعد مزدلفہ کی جانب روانہ ہوئے اور وہاں [مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے باجماعت ادا کیں] وہیں رات گزاری اور صبح کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد مشعر الحرام میں وقوف فرمایا تا آنکہ خوب روشنی پھیل گئی۔ اس کے بعد طلوعِ آفتاب سے پہلے ہی منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور جمرۃ العقبہ پر سات کنکریاں ماریں اور ایام تشریق کے ہر دن پاپیادہ جاتے اور تینوں جمروں پر سات سات کنکریاں مارتے رہے۔ اس جمرہ سے، جو خیف سے متصل ہے، آغاز فرماتے، اور خیف نشیبی زمین کو کہتے ہیں اور اس جگہ وہ مقام مراد ہے جہاں منیٰ کی مسجد واقع ہے، اس کے بعد درمیانی جمرہ پر اور اس کے بعد جمرۃ

عقبہ پر مارتے، اور حجرہ اولیٰ اور حجرہ دوم پر لمبی دعا مانگتے۔ آنحضرت ﷺ نے منیٰ کے ایام میں اول روز ہی قربانی کی (یعنی عید الاضحیٰ کے دن) اور کعبہ کی طرف روانہ ہوئے اور سات چکروں پر مشتمل طواف کیا، اس کے بعد سقایہ زمزم پر تشریف لائے جہاں آب زمزم کو جمع کرتے ہیں۔ اس جگہ پانی طلب فرمایا اور تناول (نوٹ) فرمایا۔ اس کے بعد منیٰ کی طرف واپس لوٹ گئے۔ جب ایام تشریق کا تیسرا دن ہوا تو وہاں سے کوچ فرمایا اور وادی محصب میں قیام کیا۔ وہاں سے حضرت عائشہؓ کو حکم دیا کہ وہ تنعمیم سے عمرہ کا احرام باندھ کر اسے پورا کریں۔ اس کے بعد لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور طواف وداع کیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

## عمرے

آنحضرت ﷺ کے عمرے چار تھے اور وہ سب ماہ ذی قعدہ میں ہوئے۔

(عیون الاثر، ۲/۳۴۱-۳۵۱: امام ابن حزم (الفقیہ الحافظ ابو محمد علی بن احمد بن سعید الفارسی) کی

روایت پر مبنی ہے، وہ اپنے بیانیہ کی نوعیت، تفصیلات حج اور روایات کے لحاظ سے خاصا مختلف بیان ہے۔ نور العیون کا بیانیہ خلاصہ السیر کے قریب ہی نہیں اسی سے ماخوذ ہے۔ عیون الاثر کی اس فصل میں عمروں کا ذکر بھی نہیں ہے۔ لیکن مزدلفہ میں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب و عشا کی نمازوں کے جمع کرنے کا واضح بیان ملتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بعض دوسرے اختلافات ہیں جیسے عمرات کے لئے الگ فصل قائم کی ہے۔ نور العیون ۳، الف/ب: خلاصہ السیر، ۱۵-۱۷۔ اول الذکر محبت طبری کے بیانیہ پر مبنی ہے)۔

## بیانِ حلیہ شریف

آنحضرت ﷺ میانہ قد تھے، سرخی آمیز سفید رنگ تھا، دونوں شانوں کے درمیان

کافی فراخی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے گیسو دراز تھے اور کانوں کی لووں تک پہنچتے تھے اور وہ حد پیری کو نہ پہنچتے تھے، سر اقدس اور ریش مبارک میں بیس بال نمایاں اور روشن تھے، آنحضرت

ﷺ کا روئے مبارک چودھویں شب کے چاند کی مانند تھا، عمدہ اور معتدل بدن کے تھے۔ خاموش رہتے تو آنحضرت ﷺ پر بزرگی اور رعب چھا جاتا، اور گفتگو فرماتے تو آنحضرت ﷺ پر لطف و تازگی نظر آتی۔ کوئی دور سے دیکھتا تو جمال و نازکی کا ادراک کرتا، نزدیک سے دیکھتا تو ملاحظت و شیرینی پاتا۔ آنحضرت ﷺ شیریں گفتار تھے، کشادہ پیشانی تھے، دراز و باریک ابرو تھے جو باہم پیوستہ نہ تھے، ناک بلند/ اونچی، رخسار نرم، دہان کشادہ اور دانت روشن و کشادہ تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آنحضرت ﷺ کے حلیہ/شائل نگاروں کا کہنا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد آپ جیسا کسی کو نہ دیکھا۔

(عیون الاثر، ۲/۴۱۳-۴۱۹: ”ذکر صفته و شمائله ﷺ“؛ فصل فی تفسیر غریب

هذا الحدیث و مشکله“: امام ابن سید الناس نے اس فصل صفات و شمائل میں اپنی مختلف سندوں سے کئی روایات بیان کی ہیں اور ان کے اولین رواۃ کرام یہ ہیں: ۱- حضرت حسین بن علیؑ، ۲- حضرت حسن بن علیؑ بروایت ہند بن ابی ہالہ۔ بنیادی طور سے یہ بیانیہ قاضی عیاض بن موسیٰ کی روایات پر مبنی ہے اور نور العیون سے خاصا مختلف ہے۔ نور العیون، ۴/الف: خلاصۃ السیر، ۱۸-۲۰ میں زیادہ مفصل بیان شامل ہے)۔

## اسماءِ نبوی

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”میرا نام محمد ہے اور احمد اور ماجی ہے کہ میرے سبب اللہ تعالیٰ کفر کو مٹادے گا اور حاشر بھی ہے کہ سب سے پہلے قیامت/حشر میں ہی اٹھوں گا اور عاقب ہے کہ میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا، دوسری روایت میں ہے کہ مقفی (چیدہ)، نبی التوبہ (توبہ کے نبی)، نبی الرحمہ (رحمت کے نبی) اور نبی الملحمہ (جہاد کے نبی) [کے اسماء] بھی آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دوسرے اسماءِ حسنیٰ سے بھی موسوم فرمایا ہے جیسے بشیر، نذیر، رؤف، رحیم، رحمۃ للعالمین، محمد، احمد، طہ، یس، منزل، مدثر اور عبد (بندۂ خاص) جیسا کہ آیت کریمہ:

”سبحن الذی اسرىٰ بعبدہ لیلاً“ (پاک ذات ہے، جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات: اسرا: ۱) میں آیا ہے اور عبد اللہ جیسا کہ آیت کریمہ: ”وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ“ (اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ، اس کو پکارتا۔ جن: ۱۹) فرمایا ہے اور منذر جیسا کہ آیت کریمہ: ”انما انت منذر“ (تو تو ڈرسانے والا ہے۔ رعد: ۷) میں ارشاد ہے۔ دوسرے اسماء کا بھی علماء نے ذکر کیا ہے۔ یہ تمام اسماء آنحضرت ﷺ کی صفات کا بیان ہیں۔

(عیون الاثر، ۲/۴۰۰ کی مختصر فصل اسماء نبوی کافی مختلف ہے اور اس میں حدیث الترمذی کا حوالہ ہے جس کی بنیاد پر اسماء گرامی کا ذکر خیر شروع کتاب میں بھی کیا ہے۔ ۱/۳۵-۳۶: ”ذکر تسمیة محمد ا و احمد ﷺ“ جو مختلف کتب حدیث جیسے بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی وغیرہ کے علاوہ کئی امامان سیرت جیسے سیہلی، ابن فورک، قاضی عیاض وغیرہ کی روایات رکھتا ہے۔ نور العیون، ۴/الف-ب؛ خلاصة السیر، ۱۸: میں یہ چھٹی فصل ہے اور صفت نبوی کی فصل سے قبل ہے اور زیادہ مفصل ہے)۔

## اخلاق نبوی

حضرت عائشہؓ سے آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا اخلاق قرآن مجید ہے۔ قرآن کے غضب کے موافق غصہ ہوتے تھے اور قرآن کی خوشنودی کے مطابق خوش ہوتے تھے۔ اپنے نفس کے لئے ناراض و ناخوش نہ ہوتے تھے اور نہ اپنے نفس کی خاطر انتقام لیتے تھے لیکن جب حقوق اللہ میں سے کسی حق کو ضائع کیا جاتا تو محض اللہ تعالیٰ کے لئے انتقام لیتے تھے۔ جب ناراض و غصہ ہوتے تھے تو کسی کو آنحضرت ﷺ کے غصہ کا یارا نہ تھا۔

## [صفات جو دو کرم]

آنحضرت ﷺ سب سے بہادر اور شجاع ترین انسانوں سے زیادہ شجاع تھے اور تمام سختی داتاؤں سے زیادہ سختی اور تمام انسانوں سے زیادہ کریم تھے۔ آپ سے کسی چیز کا سوال کیا

جاتا تو کبھی ”نا“ نہیں کہتے تھے۔ کوئی رات نہیں گذرتی جب آنحضرت کے گھر میں ایک بھی دینار یا درہم موجود ہوتا، اگر کوئی چیز بیچ گئی ہوتی اور کوئی ایسا شخص نہ ملتا جسے عطا فرما سکتے اور رات آجاتی تو گھر میں اس وقت تک ہرگز قدم نہ رکھتے جب تک اس چیز سے بری الذمہ نہ ہو جاتے اور اسے مستحقین تک نہ پہنچا دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو کچھ مال عطا فرمایا تھا یعنی مالِ بیت المال تو اس سے صرف اپنے اہل خانہ کے لئے ایک سال کی روزی (قوتِ لایموت) لے لیتے تھے اور وہ بھی ارزاں ترین جنس کی ہوتی جو اس وقت دستیاب ہوتی جیسے کھجور اور جو، اور اپنے اہل و عیال کی روزی میں سے بھی دوسروں پر ایثار فرما دیتے تھے اور کبھی کبھی یہ صورت حال ہو جاتی کہ سال گذرنے سے پہلے ہی نانِ شبینہ کے بھی محتاج ہو جاتے۔

### [حلم و حیا]

آنحضرت ﷺ تمام انسانوں میں سب سے سچے (راست ترین) تھے اور صرف سچی بات کہتے تھے، عہد اور وعدہ وفا کرنے میں سب سے آگے تھے، اور خصلت میں نرم ترین تھے، صحبت میں سب سے نیک اور تمام انسانوں میں سب سے حلیم تھے اور حیا و شرم میں کنواری لڑکی سے، جو پردے میں رہتی ہے اور ہمیشہ نظر نیچی رکھتی ہے، زیادہ حیا دار تھے۔ آنحضرت ﷺ کی نظر و نگاہ آسمان سے زیادہ زمین کی جانب رہتی تھی اور آنحضرت ﷺ بیشتر گوشہ چشم سے دیکھتے تھے۔ انکسار و تواضع میں تمام انسانوں سے آگے تھے، کوئی بھی دعوت کرتا، خواہ مالدار ہو یا فقیر، آزاد ہو یا غلام، قبول فرما لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر سب سے زیادہ شفیق تھے۔ پیاسی بلی آجاتی تو اس کے لئے برتن ٹیڑھا کر دیتے اور اس وقت تک سیدھا نہ کرتے جب تک بلی سیراب نہ ہو جاتی۔ یہ شفقتِ بے غایت تھی۔ انسانوں میں سب سے زیادہ پاکدامن تھے۔ آپ ﷺ کے نفسِ نفیس پر شہوات و لذات غالب نہ تھے۔

## [صحابہ کرام سے حسن سلوک]

دوستوں اور اصحاب کی تکریم سب سے زیادہ کرنے والے تھے۔ ان کے درمیان تشریف فرما ہوتے تو اپنے پیر نہ پھیلاتے، ازدحام یا بھیڑ کی بنا پر جگہ تنگ ہو جاتی تو زانوے مبارک تہہ کر کے جگہ میں فراخی پیدا کر دیتے۔ آنحضرت ﷺ کے زانوے مبارک ہم نشینوں کے زانووں سے آگے نکلے نہ ہوتے۔ کوئی شخص اچانک آنحضرت ﷺ کو دیکھ لیتا تو رعب کھا جاتا اور جو شخص صحبت میں بیٹھتا انتہائی محبت سے بہرہ مند ہو جاتا۔ آنحضرت ﷺ کے ہم نشین و رفیق گردا گرد بیٹھے ہوتے اور آپ ﷺ کچھ فرماتے تو وہ سب خاموش ہو جاتے تاکہ آپ ﷺ کا کلام مبارک سنیں، آپ کوئی حکم دیتے تو آپ ﷺ کے فرمان کو بجالانے میں وہ سب جلدی کرتے۔ آنحضرت ﷺ ہر ملنے والے کو سلام کرنے میں پہل کرتے۔ اپنے دوستوں اور یاروں سے ملاقات کرنے کی خاطر زیب و زینت کیا کرتے تھے یعنی لباس، کنگھی اور ان جیسی چیزوں میں اہتمام فرماتے۔ اصحاب کے بارے میں خبریں معلوم کرتے اور ان کے بارے میں اور ان کے احوال کے بارے میں پوچھا کرتے۔ کوئی بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کو جاتے، کوئی سفر پر گیا ہوتا تو اس کے لئے دعا فرماتے، کوئی انتقال کر جاتا تو اس کے حق میں انا للہ وانا الیہ راجعون فرماتے اور اس کے بعد دعا فرماتے۔ اگر کسی کے بارے میں معلوم ہو جاتا کہ وہ آزرده ہے تو اس کے پاس جاتے اور اس کے گھر میں تشریف فرما ہوتے۔ اپنے دوستوں اور صحابہ کے باغات کی طرف جاتے، ان کی ضیافت قبول کرتے اور قوم کے اشراف کے دلوں کو دلاسا دیتے اور اکرام کرتے، اہل فضل کی تکریم و توقیر فرماتے، ہر شخص کی عزت افزائی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے، عذر کرنے والوں کا عذر قبول فرما لیتے، سچی بات میں طاقتور اور کمزور دونوں آنحضرت ﷺ کے نزدیک یکساں تھے۔ کسی شخص کو بھی اپنے پیچھے چلنے کی اجازت نہ دیتے،

فرماتے تھے کہ میری پشت کو فرشتوں کے لئے خالی چھوڑ دو۔ آنحضرت ﷺ جس وقت سواری پر چلتے تو کسی شخص کو اپنے ہمراہ پیادہ نہ چلنے دیتے اور اس کو بھی سوار کر کے دم لیتے۔ اگر وہ شخص سوار ہونے سے رک جاتا تو فرماتے کہ مجھ سے پہلے روانہ ہو جاؤ اور مقامِ مطلوب پر ملو۔

### [خادموں پر کرم]

آنحضرت ﷺ اپنے خادموں کی بھی خدمت فرمایا کرتے، آنحضرت ﷺ کے پاس غلام اور باندیاں تھیں لیکن آنحضرت ﷺ اس جماعتِ خادمان پر بھی کھانے پینے میں تفوق و تمیز نہ جتاتے اور کوئی امتیاز نہ برتتے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں: ”میں نے آنحضرت ﷺ کی دس سال تک خدمت کی مگر اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ حضریا سفر میں جب بھی صحبتِ نبوی میں رہا آنحضرت نے میری خدمت زیادہ کی اور میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت اتنی نہیں کی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے کبھی اف تک نہیں کہا، کبھی کوئی ناخوشی اور تنگدلی کا کام کر بیٹھا تب بھی کبھی یہ نہ فرمایا کہ کیوں کیا؟ اگر کوئی کام نہیں کیا تو کبھی نہ پوچھا کہ کیوں نہیں کیا؟“

### [آدابِ سفر]

آنحضرت ﷺ ایک سفر میں تھے کہ آپ ﷺ نے ایک بکری پکانے کا حکم دیا۔ ایک شخص نے کہا کہ اس کا ذبح کرنا میرے ذمے، دوسرے نے کہا کہ اس کی کھال اتارنا میرے ذمے، ایک اور نے کہا کہ اس کا پکانا میرے ذمہ رہا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”جلانے کی لکڑی لانا میرے ذمے“۔ اس جماعت نے عرض کیا کہ آنحضرت ﷺ کی بجائے ہم اس کام کو کر لیں گے۔ فرمایا کہ ”جاننا ہوں کہ تم میری بجائے اس کام کے لئے کافی ہو لیکن میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں کوئی امتیاز روا جانوں اور تم پر کسی قسم کا تفوق چاہوں۔ بلاشبہ حق تعالیٰ اپنے بندہ کی اس خصلت کو کہ وہ اپنے دوستوں اور رفیقوں پر اپنے کو متمیز بنائے ناپسند کرتا ہے“۔ اس کے

بعد آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور لکڑیاں اکٹھی کر لائے۔

آنحضرت ﷺ ایک سفر میں تھے، اپنے اونٹ سے نماز کے لئے اترے پھر اونٹ کی طرف گئے۔ بعض صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کدھر تشریف لے جا رہے ہیں؟ فرمایا: ”اپنے اونٹ کی نعل بندی کرنے جا رہا ہوں“۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہم اس کا پیر باندھ دیتے ہیں۔ فرمایا کہ ”تم میں سے کسی کو کسی سے مدد نہیں طلب کرنی چاہئے خواہ وہ مسواک کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو“۔

### [آدابِ مجلس]

آنحضرت ﷺ اٹھتے بیٹھے ہمیشہ اللہ کا ذکر کرتے۔ جب کسی جماعت کے پاس پہنچتے تو جہاں جگہ پاتے وہیں بیٹھ جاتے، یعنی مجلس کے شروع حصہ میں ہی تشریف فرما ہو جاتے اور صدر مجلس کا کبھی قصد نہ فرماتے اور اسی خصلت کو اختیار کرنے کی تاکید تمام مسلمانوں کو فرماتے۔ اپنے ہم نشینوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصہ نصیب عطا فرماتے یعنی اس کے حسب حال سلوک فرماتے، ہر شخص کی تکریم کرتے اور اس پر توجہ فرماتے۔ آنحضرت ﷺ کا ہر ہم نشین ہمیشہ یہی سمجھتا کہ وہی آنحضرت ﷺ کے نزدیک گرامی تر ہے۔ اپنی توجہ اور رخ مبارک سے ہر ایک کے ساتھ بشارت سے پیش آتے اور ہر ایک یہی سمجھتا کہ وہ سب سے زیادہ معزز و مکرم ہے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ جاتا تو آنحضرت ﷺ اس مجلس سے اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک وہ شخص نہ اٹھ جاتا سوائے یہ کہ کوئی ضرورت پیش آ جاتی تو اس سے اجازت مانگتے۔ کسی شخص سے ایسی کوئی بات نہ کہتے جو اسے ناگوار ہوتی۔ کسی کی بد خوئی اور بے ادبی کا مقابلہ نہ فرماتے بلکہ اس کو معاف فرمادیتے اور اس سے درگزر کر دیتے۔

### [عیادت و مرحمت]

بیماروں کی عیادت فرماتے اور فقیروں کو وہ ست رکھتے اور ان کے ساتھ ہمنشین فرماتے



اور ان کے جنازے میں تشریف لے جاتے۔ کسی فقیر کو اس کے فقر کے سبب حقیر نہ سمجھتے اور کسی بادشاہ کی بادشاہی سے رعب و ہیبت نہ کھاتے۔ ہر نعمتِ الہی کو خواہ چھوٹی ہو بزرگ سمجھتے اور اس کی قدر فرماتے اور کسی خصلت کو برے نام سے کبھی یاد نہ فرماتے۔ کسی کھانے کی کبھی برائی نہ کرتے، اگر اس کی رغبت ہوتی تناول فرمالیتے ورنہ اسے چھوڑ دیتے۔ ہمسایوں کے احوال کی خبر داری فرماتے اور ان کا اعزاز و اکرام فرماتے۔

### [خوش مزاجی]

آنحضرت ﷺ تمام انسانوں سے زیادہ خوش مزاج تھے اور آپ ﷺ کے چہرہ انور پر ہمیشہ تبسم اور تازگی رہتی، بشاشت کبھی رخ انور سے جدا نہ ہوتی۔ کوئی وقت ایسا نہ گذرتا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی نہ کوئی عمل نہ کرتے رہتے، سوائے ضروری حاجات میں مشغولیت کے اوقات کے۔ دو چیزوں میں اختیار دیا جاتا تو ہمیشہ آسان ترین چیز اختیار فرماتے، سوائے اس صورت کے جب اس میں قطع رحمی کی صورت پیدا ہو جاتی۔ اگر قطع رحمی کا معاملہ ہوتا تو اس سے اور تمام انسانوں سے دور ترین ہوتے یعنی انتہائی کوشش سے اس سے احتراز فرماتے۔

### [اپنے کام خود کرتے]

اپنے جوتے / پاپوش خود گانٹھ لیتے، اپنے لباس میں خود پیوند لگا لیتے، گھوڑے، اونٹ اور خچر، گدھے (دراز گوش) پر سوار ہوتے تو اپنی پیٹھ کے پیچھے اپنے کسی غلام یا کسی اور کو بٹھا لیتے جسے ردیف کہتے ہیں۔ اپنے گھوڑے کے چہرے کو اپنی آستین کے کنارے سے یا اپنی چادر کے گوشہ سے پونچھ دیتے۔

### [فال نیک لیتے]

آنحضرت ﷺ فال نیک پسند فرماتے مگر بدشگونی کو ناپسند کرتے۔ فال کا مطلب یہ

ہے کہ کوئی کسی کام کو کرنے پر آمادہ ہو اور کوئی نیک کلمہ کان میں پڑ جائے جیسے کوئی یا راشد اور یا سالم کہہ دے اور وہ اس کو سن کر خوش وقت ہو جائے۔ طیرہ بدشگون سے عبارت ہے کہ جیسے حیوانات دائیں یا بائیں سے نکل جائیں یا کووں وغیرہ کی کائیں کائیں سنائی دے۔

### [مسنون دعائیں]

جب کوئی پسندیدہ چیز حاصل ہوتی تو اسے اچھا گردانتے اور الحمد للہ رب العالمین فرماتے اور جب کوئی ناپسندیدہ چیز سے سابقہ پڑ جاتا تو فرماتے: ”الحمد لله على كل حال“۔ کھانے سے فراغت ہوتی اور کھانا آنحضرت ﷺ کے سامنے سے اٹھالیا جاتا تو دعا پڑھتے: ”الحمد لله الذي اطعمنا وسقانا واروانا وجعلنا من المسلمين“۔

### [آدابِ نشست و عبادت]

آنحضرت ﷺ کی زیادہ تر نشست و برخاست قبلہ رو ہوتی، ذکر بہت فرماتے اور بیہودہ بات کبھی زبان سے نہ نکلتی۔ نماز خوب لمبی کرتے اور خطبہ چھوٹا پڑھتے اور ہر مجلس میں اللہ تعالیٰ سے سو مرتبہ مغفرت طلب کرتے یعنی استغفار فرماتے۔ نماز پڑھنے کے دوران گریہ و زاری کے سبب سینہ مبارک سے تانبہ کی پتیلی کے کھولنے/جوش کھانے کی مانند آواز سنی جاتی۔ آنحضرت ﷺ دو شنبہ، پنجشنبہ کو اور ہر ماہ میں تین دن اور عاشورا کا روزہ ضرور رکھتے اور بہت کم ایسا ہوا کہ جمعہ کے روز بے روزہ رہے ہوں، رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے میں اتنی کثرت سے روزے نہیں رکھتے تھے جتنے ماہ شعبان میں رکھتے تھے۔

### [خصائصِ نبوی]

آنحضرت ﷺ کے خواص میں ایک خاصیت یہ تھی کہ آپ ﷺ کی آنکھیں تو سوتی تھیں مگر آنحضرت ﷺ کا دل کبھی نہ سوتا کیونکہ وہ وحی کے انتظار میں جانبِ قدس متوجہ رہتا

تھا۔ جب آنحضرت ﷺ سوتے تو سانس کی آمد و رفت تو سنائی دیتی مگر خراٹے کبھی نہ سنائی دیتے۔ یہ صورت ناپسندیدہ ہے اور بعض سونے والوں سے وہ سنائی دیتے ہیں۔ کوئی اچھا خواب دیکھتے تو اس کو بیان فرمادیتے اور ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو فرماتے: ”هو الله لا شريك له“۔ جب کسی جگہ سونے اور آرام فرمانے کے لئے لیٹتے تو دعا پڑھتے: ”رب وقنی عذابک یوم تبعث عبادک“ (میرے پروردگار! اپنے عذاب سے اس دن مجھے بچائیو جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا)، بیدار ہوتے تو فرماتے: ”الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور“ (اللہ کی تمام حمد جس نے ہم کو مارنے کے بعد جلا دیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے)۔

### [سنتِ ہدیہ و طعام]

صدقہ کبھی نہیں کھاتے مگر ہدیہ تناول فرما لیتے تھے۔ صدقہ یہ ہے کہ ثواب کی طلب میں فقیروں کو دیتے ہیں اور اس شخص کی خصوصیت اس کو منظور نہیں ہوتی اور ہدیہ یہ ہے کہ اس شخص کے اکرام کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ہدیہ بھیجتا تو آنحضرت ﷺ اس کے عوض میں اس جیسا یا اس سے بہتر ہدیہ اس شخص کو عنایت فرمایا کرتے۔ کھانے میں کسی قسم کا تکلف نہ فرماتے اور فاقہ اور بھوک کی شدت میں شکم مبارک پر پتھر باندھ لیتے تاکہ بے طاقت نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو زمین کے خزانوں کی کلید عطا فرمائی مگر اسے قبول نہ کیا اور آخرت کو اختیار فرمایا۔ آنحضرت ﷺ روٹی سرکہ کے ساتھ کھا لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ سرکہ بہترین سالن ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے مرغ (ماکیان) اور سرخاب (حباری) کا گوشت کھایا ہے جو معروف پرندہ ہے۔ کدو/لوکی اور دستِ بکری کا گوشت مرغوب تھا۔ فرماتے تھے کہ زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے بدن پر مالش کرو کہ اس کا درخت بلاشبہ مبارک ہے۔ آنحضرت ﷺ صرف تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور فراغت کے بعد ان کو چاٹ لیتے

تھے۔ آنحضرت ﷺ نے جو کی روٹی خشک خرما کے ساتھ، اور خر بوزہ تر کھجور کے ساتھ، اور تر کھجور کے ساتھ کھیرا (باد رنگ)، اور مکھن (مسکہ) کے ساتھ تر کھجور کھائی ہے۔ شیرینی اور شہد سے بہت رغبت تھی۔ پانی بیٹھ کر پیتے تھے اور پینے کے دوران تین بار برتن کو دہن مبارک سے جدا کر کے سانس لیتے تھے۔ جب باقیماندہ پانی اصحابِ مجلس کو دینا چاہتے تھے تو دائیں جانب سے آغاز فرماتے تھے۔ ایک بار دودھ نوش فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ جب بھی کوئی چیز کھاؤ تو دعا پڑھو: ”اللهم ارزقنا خیرا منہ“۔ جب پانی یا دودھ پیتے تو اس کے بعد کہو: ”اللهم بارک لنا فیہ وزدنا منہ“ اور ارشاد فرمایا کہ سوائے دودھ کے اور کوئی چیز کھانے اور پینے دونوں کی کفایت نہیں کرتی یعنی وہ دونوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔

### [لباسِ نبوی]

آنحضرت ﷺ بالعموم اونی کپڑے (جامہ پشمین) پہنتے تھے اور پیروں میں ایسے جوتے پہنتے تھے جو دوختہ اور پیوند والے ہوتے تھے اور پہننے میں تکلف نہیں کرتے تھے۔ ملبوسات میں آنحضرت ﷺ کو قمیص بہت محبوب تھی۔ جب نیا لباس پہنتے تو فرماتے: ”اللهم لک الحمد کما البستہ واسئلک خیرہ و خیر ما صنع لہ“ (اے اللہ: تیری ہی حمد ہے جیسا کہ تو نے پہنایا اور اس کی خیر مانگتا ہوں اور جس کے لئے وہ لباس بنایا گیا ہے اس کی خیر طلب کرتا ہوں)۔ سبز لباس سے خوش ہوتے تھے، کبھی کبھی ایک چادر بھی اوڑھتے/ استعمال کرتے تھے اس طرح کہ اس کا کوئی حصہ آنحضرت ﷺ کے جسم پر بندھانہ ہوتا اور اس کے دونوں کنارے دونوں شانوں کے درمیان پڑتے ہوتے اور اسی کیفیت سے ایک چادر میں نماز ادا کرتے۔ آنحضرت ﷺ عمامہ و دستار بھی اس طرح باندھتے کہ اس کا ایک حصہ یعنی شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکتا ہوتا۔ جمعہ کے روز سرخ چادر پہنتے، بعض نے کہا ہے کہ وہ چادر سرخ دھاریوں سے کڑھی

ہوتی۔ چاندی کی انگوٹھی بھی پہنتے کہ جس کا نقش تھا: ”محمد رسول اللہ“، اسے سیدھے ہاتھ کی چھوٹی انگلی (خنصر) میں پہنتے اور کبھی بائیں کی چھوٹی انگلی میں بھی پہن لیتے۔ خنصر تمام انگلیوں میں سب سے چھوٹی کو کہتے ہیں۔ خوشبو بہت پسند فرماتے اور بدبو سے سخت ناخوش ہوتے۔ فرمایا کرتے: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے عورتیں اور خوشبو محبوب بنا دی ہیں اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھ دی ہے۔“ مختلف قسم کی خوشبوؤں میں قیمتی خوشبو استعمال فرماتے، وہ خوشبو مرکب ہوتی یا صرف مشک کی ہوتی، بخور بھی لیتے تھے جو عود اور کافور پر مشتمل ہوتا۔

### [ طہارت اور زیب و زینت ]

اشد کا سرمہ استعمال فرماتے جو تمام اقسام سرمہ میں اعلیٰ ہوتا ہے۔ کبھی داہنی آنکھ میں تین بار سرمہ لگاتے اور دو بار بائیں آنکھ میں لگاتے۔ کبھی روزہ کی حالت میں بھی سرمہ لگا لیتے۔ سر مبارک اور ریش مبارک میں تیل اکثر لگاتے اور ایک دن کا ناغہ کر کے تیل استعمال فرماتے، سرمہ طاق عدد کی رعایت سے لگاتے تھے، کنگھی کرنے، جوتے پہننے، طہارت کرنے اور تمام کاموں میں داہنی جانب سے ابتدا کرنا پسند فرماتے، آئینہ بھی دیکھتے تھے، سفر میں بھی چند چیزیں آنحضرت ﷺ سے جدا نہیں ہوتی تھیں جیسے شیشہ، تیل، سرمہ دانی، آئینہ، سنگھا، قینچی، مسواک، سوئی اور دھاگا۔

آنحضرت ﷺ ہر رات تین بار مسواک کرتے: ان میں سے ایک بار جب سونے جاتے، جب سو کر تہجد کے لئے بیدار ہوتے اور جب نماز فجر کے لئے باہر تشریف لاتے۔ آنحضرت ﷺ حجامت یعنی فصد بھی کھلواتے یعنی خون نکلاتے تھے۔

### [ مزاج نبوی ]

آنحضرت ﷺ مزاج بھی فرماتے اور مزاج میں بھی سچ بات کے سوا کچھ اور نہ کہتے:

ایک بار ایک شخص خدمتِ اقدس میں آیا اور کہا: یا رسول اللہ! مجھے ایک اونٹ پر سوار کر دیجئے [سواری کا ایک اونٹ عطا فرمائیے]۔ فرمایا: تجھے میں ایک اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔ اس نے عرض کیا: اونٹنی کا بچہ میرے کس کام کا؟ وہ میرا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔ اس وقت لوگوں نے اس کو بتایا کہ ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

۲- دوسری بار ایک عورت نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ! میرا شوہر بیمار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: تمہارا شوہر وہی شخص ہے نا جس کی آنکھ میں سفیدی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی مراد دیدے کی سفیدی سے تھی جو ہر آنکھ میں ہوتی ہے۔ مگر اس عورت نے اس سے بری / مذموم سفیدی کو سمجھا جو دیکھنے سے مانع ہوتی ہے۔ وہ عورت واپس گئی اور اس نے اپنے شوہر کی آنکھ کھولی۔ شوہر نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا کہ میری آنکھ چیرتی ہے۔ اس نے کہ مجھے آنحضرت ﷺ نے خبر دی ہے کہ تمہاری آنکھ میں سفیدی ہے۔ شوہر نے کہا: کوئی شخص ایسا نہیں جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو۔

۳- ایک اور عورت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کیجئے کہ وہ مجھے جنت میں داخل فرمادے۔ فرمایا: اے فلاں کی ماں، جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہ جائے گی۔ وہ عورت روتی ہوئی آنحضرت ﷺ کی مجلس سے واپس لوٹی۔ فرمایا کہ اسے بتادو کہ جنت میں بہ حالتِ پیری کوئی نہ داخل ہوگا یعنی ہر شخص از سر نو جوان ہو جائے گا اور حالتِ جوانی میں جنت میں جائے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے ”انسانہن انشاء ۵ فجعلنہن ابکارا ۵ عربا اترابا ۵“۔ اس حدیث کے اقتضا کے بموجب اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے مومن عورتوں کو دوسری بار پیدا کیا یعنی حشر میں اور ان کو جوان دختر بنا دیا، واللہ اعلم۔

(عیون الاثر، ۲/۴۲۱-۴۲۸: ”ذکر جمل من اخلاقه علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام“ میں

آغاز آیت قرآنی: ”وانک لعلیٰ خلق عظیم“ (اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر۔ قلم: ۴) سے ہوتا ہے۔ اس کے

بعد حدیث حضرت عائشہؓ ہے اور متعدد صحابہ کرام کی مختلف روایات ہیں جو بالترتیب یوں ہیں: ۱- حضرت ابوذر،

حضرت براء، حضرت ابو عمران، حضرت ابن عمر، حضرت انس (دوبارہ)، حضرت عمران بن الحصین، حضرت ابوسعید

خدری، حضرت عائشہ و انس (بار بار)، حضرت قیس بن سعد وغیرہ رضی اللہ عنہم۔ پورا بیانیہ مختلف ہے جبکہ نور العیون،

۴/ب-۸/الف: خلاصۃ السیر، ۲۰-۲۹ کا بیانیہ بہت مماثلت رکھتا ہے اور وہ مختلف احادیث نبوی سے مرتب کیا

گیا ہے۔ کتب حدیث میں اخلاق نبوی کے ابواب کے علاوہ وہ دوسرے ابواب و کتب میں پائی جاتی ہیں)۔

### [ ازواجِ مطہرات ]

☆ آنحضرت ﷺ سب سے پہلے حضرت خدیجہ بنت خویلد کو اپنے نکاح میں لائے

اور پہلے یہ قصہ آچکا ہے۔

☆ اس کے بعد حضرت سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا۔ جب وہ آنحضرت ﷺ کے

پاس بڑی عمر کی ہو گئیں اور آنحضرت ﷺ نے ان کو طلاق دینی چاہی تو انھوں نے اپنی باری

حضرت عائشہؓ کو دے دی اور کہا کہ مجھے مردوں سے کوئی مطلب نہیں لیکن میں آنحضرت

ﷺ کی ازواج میں شمار ہو کر حشر کے دن اٹھنا چاہتی ہوں۔

☆ ان کے بعد حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیقؓ سے مکہ میں ہجرت سے دو سال پہلے

نکاح کیا اور ایک قول کے مطابق ہجرت سے تین سال پہلے شوال کے مہینے میں نکاح کیا اور وہ

اس وقت چھ سال کی تھیں اور مدینہ میں شوال ۲ھ میں ان کے ساتھ شب زفاف منائی جب وہ نو

سال کی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ نے وفات پائی تو وہ اٹھارہ سال کی تھیں۔ انھوں نے مدینہ میں

۱۷ رمضان ۵۸ھ میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئیں اور اس کے علاوہ دوسری تاریخ بھی

نقل کی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے سوا اور کسی کنواری سے شادی نہیں کی۔  
ان کی کنیت ام عبداللہ ہے۔

☆ اس کے بعد حضرت حفصہ بنت عمر فاروقؓ کو نکاح میں لائے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو طلاق دے دی تو حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ رجوع فرمائیں کیونکہ حضرت حفصہؓ بڑی روزہ دار اور بڑی نماز گزار ہیں۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ پر مہربانی کی خاطر رجوع فرمایا تھا۔ واللہ اعلم۔

☆ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ سے آپ ﷺ نے اس وقت نکاح کیا جب وہ حبشہ میں تھیں اور ان کا مہر آنحضرت ﷺ کی طرف سے پادشاہ حبشہ نجاشی نے ادا کیا جو چار سو دینار تھا اور ان کے نکاح کے متولی حضرت عثمانؓ بن عفان تھے اور ایک قول میں حضرت خالد بن سعید بن العاص تھے۔ انھوں نے ۴۴ھ میں وفات پائی۔

☆ حضرت ام سلمہؓ سے نکاح فرمایا۔ ان کی وفات سنہ ۶۲ھ میں ہوئی اور وہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے اعتبار سے آخری زوجہ مطہرہ تھیں اور ایک قول کے مطابق سب میں آخری زوجہ حضرت میمونہ تھیں [یعنی ازواج مطہرات میں سب سے آخر میں وفات پانے والی تھیں]۔

☆ حضرت زینب بنت جحشؓ سے نکاح فرمایا۔ وہ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی کی دختر تھیں۔ پہلے وہ آنحضرت ﷺ کے مولیٰ حضرت زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں۔ انھوں نے ان کو جب طلاق دے دی تو وہ ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں۔ سنہ بیس میں وفات پائی۔ آنحضرت ﷺ کے بعد وہ ازواج میں سے سب سے پہلے وفات پانے والی تھیں۔ وہ پہلی خاتون تھیں جن کو تابوت پر اٹھایا گیا یعنی ان کی نعش کو کہ جنازہ پر چند مضبوط لکڑیاں لگائی گئی تھیں



جنہوں نے اسے گہوارہ کی شکل دے کر اسے زیادہ پردہ دار اور ستر والا بنا دیا تھا۔

☆ حضرت جویریہ بنت حارثؓ سے آپ ﷺ نے نکاح کیا۔ وہ غزوہ بنی مصطلق میں اسیر ہو گئی تھیں اور حضرت ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں پڑیں۔ حضرت جویریہؓ نے ان سے مکاتبت کر لی اور خدمت آنحضرت ﷺ آئیں تاکہ رقم مکاتبت میں کچھ آپ ﷺ سے مانگیں۔ وہ حسین و جمیل خاتون تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے [حضرت ثابتؓ سے] فرمایا: کیا اس سے بہتر کام نہ کروں۔ تمہارا مکاتبت کا مال ادا کروں اور تم کو ایک عورت بھی دے دوں۔ جب وہ اس پر راضی ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے وہ رقم ادا کر دی اور ان سے نکاح کر لیا۔ سنہ ۵۶ھ میں وفات پائی۔

☆ حضرت صفیہؓ سے نکاح کیا جو کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں تھیں اور غزوہ خیبر میں قیدی بن گئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا اور آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔ سنہ ۵۰ھ میں وفات پائی۔

☆ حضرت میمونہؓ سے نکاح فرمایا۔ وہ حضرات خالد بن ولید اور عبداللہ بن عباسؓ کی خالہ ہیں۔ انہوں نے اسی مقام پر وفات پائی جہاں آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا تھا۔ اس مقام کا نام سرف ہے، ان کی وفات ۵۱ھ میں اور ایک قول کے مطابق ۶۶ھ میں ہوئی اور آخری قول کے مطابق وہ آنحضرت ﷺ کی ازواج میں سب کے بعد وفات پانے والی تھیں۔

رسول اکرم ﷺ نے حضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے ۳ھ میں نکاح کیا تھا۔ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس دو تین ماہ سے زیادہ نہ رہیں اور حیات نبوی ہی میں وفات پائی۔

### [دیگر ازواج نبوی]

ان کے علاوہ ایک جماعت ازواج ایسی بھی ہے کہ جن سے آنحضرت ﷺ نے نکاح کیا یا ان کو پیغام دیا مگر معاملہ انجام تک نہ پہنچا، ان میں سے:

☆ ایک حضرت فاطمہ بنت ضحاک ہیں کہ جن سے آنحضرت ﷺ نے نکاح کیا اور جب آیتِ تخیر نازل ہوئی تو ان کو آپ ﷺ نے اختیار دے دیا کہ آنحضرت ﷺ کی صحبت میں رہیں یا دنیا اختیار کریں۔ انھوں نے دنیا اختیار کر لی لہذا آنحضرت ﷺ نے ان کو جدا کر دیا۔ بعد میں ان کو سخت اندوہ نے گھیرا اور وہ کہا کرتیں کہ بڑی بد بخت ہوں کہ میں نے دنیا اختیار کر لی۔

☆ ان ہی میں ایک شراف نامی ہمشیرہ حضرت دحیہ کلبیہ ہیں کہ ان کو بیوی بنایا مگر ان سے تعلقِ زن و شوہر نہیں قائم فرمایا۔

☆ حضرت خولہ بنت ہزل ہیں جنھوں نے اپنا نفس آنحضرت ﷺ کو پیش کیا تھا یعنی بغیر مہر کے نکاح میں آئی تھیں۔

☆ ایک قول کے مطابق اپنا نفس ہبہ کرنے والی حضرت ام شریک تھیں۔

☆ حضرت اسماء جونہی ان کو کہا جاتا ہے۔ جب آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف دستِ مبارک بڑھایا تو انھوں نے کہا ”اعوذ باللہ منک“ (آپ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں) لہذا آنحضرت ﷺ نے ان کو الگ کر دیا۔

☆ عمرہ بنت یزید، ایک غفاری خاتون اور عالیہ بنت ظبیان۔ ان سب کو تعلق سے قبل طلاق دے دی۔

☆ بنت الصلت بھی تھیں جو رسولِ اکرم ﷺ کے پاس پہنچنے سے قبل انتقال کر گئیں۔

☆ ایک دوسری خاتون جن کے پاس آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: مجھے اپنا نفس ہبہ کر دو (ہبی لی نفسک)۔ انھوں نے کہا کہ ہر عورت جو اپنے نفس کی خود مالک ہے وہ اپنے آپ کو آزار میں مبتلا نہیں کرتی لہذا رسولِ اکرم ﷺ نے ان کو بھی الگ کر دیا۔

☆ ایک خاتون کو آپ ﷺ نے پیغام دیا مگر اس کے باپ نے بتایا کہ اس کو سفید

داغ ہیں، ویسے دوسری کوئی علت نہیں ہے لہذا سفید داغ کی وجہ سے رشتہ نہ ہو سکا۔

☆ ایک عورت کو پیغام دیا تو اس کے باپ نے اس کی صفات بیان کیں اور پھر اضافہ کیا کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوئی۔ فرمایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی کچھ خبر نہیں لہذا آپ ﷺ نے اسے ترک کر دیا۔

آنحضرت ﷺ کی تمام ازواج کا مہر پانچ سو درہم تھا، ہر ایک زوجہ مطہرہ کا۔ یہ قول تمام اقوال میں صحیح ترین ہے۔ اس کا اطلاق البتہ حضرت صفیہؓ اور حضرت ام حبیبہؓ پر نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے گذر چکا۔

(عیون الاثر ۲/۳۸۱-۳۹۴: ”ذکر ازواجه و سراریہ سلام اللہ علیہ و علیہن“۔ بحث کا

آغاز حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث سے ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے تمام نکاح حضرت جبریل علیہ السلام

کی لائی ہوئی وحی کے مطابق کئے، خواہ خود آپ ﷺ کے متعدد نکاح ہوں یا آپ کی بناتِ طاہرات کے نکاح

ہوں۔ پھر تاریخی ترتیب سے سب ازواجِ مطہرات کا ذکر کیا ہے اور حضرت خدیجہؓ کے بارے میں صرف یہ جملہ لکھا

ہے کہ ان کے نکاح کا ذکر پہلے آچکا۔ اس فضل/باب میں بہت تفصیل ہے، متعدد روایات ہیں اور ان میں سے

قریب قریب ہر ایک کے بارے میں اختلافی اقوال بھی ہیں اور ان کے ماخذ بھی۔ یہ بیانیہ بھی خاصا مختلف

ہے۔ نور العیون، ۸/الف-۹ب؛ خلاصۃ السیر، ۳۶-۴۰: دونوں کا بیانیہ خاصا یکساں ہے)۔

### اولادِ آنحضرت ﷺ

☆ میں ایک قاسمؓ ہیں اور آنحضرت ﷺ کی کنیت انھیں کے نام پر تھی لہذا

آنحضرت ﷺ کو ابو القاسم کہتے تھے۔

☆ عبداللہؓ: ان کے دو لقب طیب و طاہر تھے۔ ایک قول میں ہے کہ طیب طاہر کے

علاوہ [دوسرے فرزند] تھے۔

☆ زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ اور حضرت فاطمہؓ آنحضرت ﷺ کی دختروں میں

سب سے چھوٹی تھیں۔

تمام بیٹوں کا اسلام سے پہلے بچپن میں انتقال ہو گیا تھا البتہ دختروں نے اسلام کا زمانہ پایا اور مسلمان ہوئیں۔ یہ پوری جماعتِ اولاد سب کی سب حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھی۔

☆ اس کے بعد حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے مدینہ میں حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے اور ستر (۷۰) دن کے بچے تھے کہ وفات پا گئے اور ایک قول میں وہ سات ماہ کے تھے اور ایک اور قول میں سولہ ماہ کے ہو کر فوت ہوئے۔

آنحضرت ﷺ کی تمام اولاد سوائے حضرت فاطمہؓ کے آنحضرت ﷺ کی حیات ہی میں وفات پا گئی۔ صرف حضرت فاطمہؓ نے آنحضرت ﷺ کے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا۔

### [صاحبزادیاں]

☆ حضرت زینبؓ: حضرت ابوالعاصؓ کے نکاح میں تھیں اور ان سے ایک فرزند علیؓ نامی پیدا ہوئے جو بچپن ہی میں فوت ہو گئے، اور ایک دختر حضرت امامہؓ نام کی تھیں، جب وہ جوان ہوئیں تو امیر المومنین علیؓ نے ان سے حضرت فاطمہؓ کے بعد نکاح کر لیا۔ حضرت علیؓ کے بعد حضرت مغیرہ بن نوفل بن حارث نے ان سے نکاح کیا اور اس رشتہ سے یحییٰؓ نام کا ایک فرزند تولد ہوا۔

☆ حضرت فاطمہؓ امیر المومنین حضرت علیؓ کے نکاح میں تھیں۔ ان سے حسنؓ، حسینؓ، محسنؓ، رقیہؓ، زینبؓ، ام کلثومؓ پیدا ہوئے۔ محسنؓ کا بچپن میں انتقال ہو گیا اور رقیہؓ بھی بلوغ سے قبل چل بسیں۔ حضرت زینبؓ سے حضرت عبداللہ بن جعفر نے نکاح کیا اور ان سے ایک فرزند علیؓ نام کے پیدا ہوئے مگر جلد ہی وفات پا گئے۔ حضرت ام کلثومؓ سے امیر المومنین حضرت عمرؓ نے نکاح کیا اور ان سے زید نامی ایک فرزند پیدا ہوئے۔ حضرت عمرؓ کے بعد وہ حضرت عون بن جعفرؓ کی بیوی بن گئیں اور ان کے بعد محمد بن جعفر کی اور ان کے بعد عبداللہ بن جعفر کی بیوی بنیں۔

☆ حضرت رقیہ بنت آنحضرت ﷺ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے پاس تھیں۔ ان

سے ایک فرزند پیدا ہوئے جن کا نام عبداللہؑ تھا اور ان کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا۔ حضرت رقیہؓ نے اس روز وفات پائی جس دن حضرت زید بن حارثہ [کذا = حارثہ] فتح بدر کی خوشخبری لے کر مدینہ آئے تھے۔

☆ ان کے بعد حضرت عثمانؓ نے حضرت ام کلثومؓ بنت رسول اکرم ﷺ سے نکاح کیا۔ ان کا بھی حضرت عثمانؓ کے عقد کے دوران ہی ماہ شعبان ۹ھ میں انتقال ہو گیا۔ حضرت عثمانؓ سے پہلے رقیہ عتبہ کے پاس تھیں اور ام کلثوم عتبہ کے پاس، وہ دونوں ابولہب کے فرزند تھے۔

(عیون الاثر ۲/۳۶۳-۳۶۷: ”ذکر اولادہ ﷺ“ کی فصل معجزات نبوی کے بعد اور ازواج مطہرات سے کافی پہلے ہے۔ وہ ابن سعد کی روایت پر بنیادی طور سے مبنی ہے اور خاصی تفصیل رکھتی ہے، ان کے علاوہ دوسرے ماخذ اور ان کی روایات بھی ہیں۔ بیانیہ میں اولاد کی ترتیب وغیرہ کافی مختلف ہے۔ نور العیون ۹/ب-۱۰ الف؛ خلاصۃ السیر، ۴۰-۴۱: دونوں کا بیانیہ قریب قریب یکساں ہے)۔

آنحضرت ﷺ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کے اسماء گرامی

حارث، قثم، زبیر، حمزہ، عباسؓ، ابوطالب، عبدالکعبہ، جحل، ضرار، غیداق، ابولہب، صفیہؓ، عاتکہ، اروی، ام حکیم، برہ، امیمہ۔ اس جماعت سے صرف تین اشخاص - حمزہؓ، عباسؓ اور صفیہؓ - نے اسلام قبول کیا۔

(عیون الاثر ۲/۳۶۹-۳۸۰ مع فصل فوائد: ”ذکر اعمامہ و عماتہ ﷺ“ کا آغاز ابوطالب عبدمناف سے ہوتا ہے۔ وہ بہت مفصل اور مدلل باب ہے۔ متعدد ماخذ حدیث و سیرت کا ذکر ہے۔ حضرت عباس کے حالات بہت مفصل ہیں۔ نور العیون، ۱۰/الف-۱۰/ب؛ خلاصۃ السیر، ۴۲-۴۳)۔

آنحضرت ﷺ کے موالی کے اسماء

زید بن حارثہ اور ان کے فرزند اسامہؓ، ثوبانؓ، ابوکبشہؓ، وہ غزوہ بدر میں شریک تھے اور

جس دن حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے اس دن ان کا انتقال ہوا۔ ایسے، شقران۔ ایک قول کے مطابق آنحضرت نے ان کو اپنے والد ماجد سے وراثت میں پایا تھا، اور ایک اور قول میں ان کو حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے آپ ﷺ نے خرید فرمایا تھا۔ رباحؓ، یسارؓ اور ان کو عرینہ والوں نے قتل کر دیا تھا۔ ابورافعؓ جن کو حضرت عباسؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا اور جس وقت انھوں نے حضرت عباسؓ کے اسلام لانے کی خبر پہنچائی تھی آنحضرت ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا تھا اور آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنی باندی سلمیٰؓ سے بیاہ دیا تھا۔ ان سے ایک فرزند عبداللہ نامی پیدا ہوئے جو حضرت امیر المومنین علیؓ کے کاتب بنے۔ ابو موسیٰ بہہ، فضالہؓ اور ان کا انتقال شام میں ہوا اور رافعؓ۔ مذکورہ بالا جماعت کو آنحضرت ﷺ نے آزاد کر دیا تھا۔

☆ مدِ عمؓ: جن کو رفاعہ جذامی نے خدمتِ اقدس میں ہدیہ کیا تھا اور ان کی غزوہ وادی

القریٰ میں شہادت ہوئی تھی۔

☆ کر کرہ: ان کو ہوذہ بن علی یمامی نے بطور پیشکش نذر کیا تھا اور آنحضرت ﷺ نے

ان کو آزاد کر دیا تھا۔

☆ زیدؓ: جو ہلال بن یسار کے جد تھے، عبیدؓ، طہمانؓ، مابور قبلی جو مقوقس کے ہدیہ تھے،

واقدؓ یا ابو واقد، ہشامؓ، ابو ضمیرؓ جو غزوہ حنین کے فے میں ہاتھ لگے تھے اور ان کو بھی آپ ﷺ نے

آزاد فرما دیا تھا۔ ابو عسیبؓ جن کا نام احمر تھا، ابو عبیدؓ اور سفینہؓ جو پہلے حضرت ام سلمہؓ کے غلام

تھے، بعد میں ان کو آزاد کر دیا مگر شرط لگادی کہ جب تک وہ زندہ رہیں آنحضرت ﷺ کی خدمت

کریں۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر وہ شرط نہ لگاتیں تب بھی آنحضرت ﷺ سے کبھی جدا نہ ہوتا اور

ابو ہندؓ، انجشہؓ کہ وہ اونٹوں کے حدی خواں تھے اور ابو امامہؓ۔ بعض اہل سیر نے ان سے زیادہ

کے نام گنائے ہیں۔

## آنحضرت ﷺ کی باندیوں کے اسماء

سلمیٰ، ام رافعہ، امیمہ، ام ضمیر، ماریہ، شیرین، ام ایمن کہ جن کا نام برکہ تھا اور جو

آنحضرت ﷺ کو گود میں کھلایا کرتی تھیں، اور چھ افراد بنو قریظہ کے اور میمونہ بنت سعد، خضرہ،

اور خویلہ۔

(عیون الاثر ۲/۳۹۷-۴۰۰: "ذکر موالی رسول اللہ" میں زیادہ تفصیلات ہیں اور

روایات کے ماخذ بھی ہیں۔ اسی میں باندیوں کا ذکر بھی شامل ہے اور ان کے لئے الگ سرخی نہیں لگائی ہے۔

نور العیون، ۱۰/ب؛ خلاصۃ السیر، ۴۴)۔

## خادمان آنحضرت ﷺ کے اسماء گرامی

۱- انس بن مالک، ۲- ۳: ہند و اسماء، دختران حارثہ، ۴- ربیعہ بن کعب اسلمی،

۵- عبداللہ بن مسعود، ۶- عقبہ بن عامر، ۷- بلال، ۸- سعد، ۹- ذومجر یا ذومخبر جو حضرت نجاشی

کے بھتیجے یا بھانجے تھے، ۱۰- بکیر بن شداد لیشی، ۱۱- ابوذر غفاری۔

(عیون الاثر، ۲/۳۹۵-۳۹۶: "ذکر خدم رسول اللہ ﷺ" میں بھی اسماء گرامی زیادہ

ہیں مگر ان میں روایات و ماخذ بھی ہیں؛ نور العیون، ۱۰/ب-۱۱/الف؛ خلاصۃ السیر، ۴۴-۴۶)۔

## آنحضرت ﷺ کے پاسبانوں کے اسماء

۱- سعد بن معاذ نے بدر کے دن پاسبانی کی، ۲- ذکوان بن عبد قیس اور ۳- محمد بن

مسلمہ انصاری دونوں نے غزوہ احد میں پاسبانی کی، ۴- زبیر نے خندق کے غزوہ میں، ۵- عباد

بن بشر و سعد بن ابی وقاص اور ابو ایوب و بلال نے وادی القریٰ میں آپ ﷺ کی محافظت کی۔

جب آیت کریمہ: ﴿وَاللّٰهُ يَعْصَمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (اور اللہ تجھ کو بچائے گا لوگوں

سے، مادہ: ۶۷) نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے کسی کو نگاہ بانی کا ذمہ دینے کا سلسلہ موقوف کر دیا۔

(عیون الاثر، ۲/۴۰۲۔ مختصر ترین فصل ہے۔ نور العیون سے کافی مشابہ ہے۔ آخر میں گردن

مارنے والوں اور مؤذنوں کا بھی ذکر ہے، جو حضرت شاہ نے ساقط کر دیا ہے؛ نور العیون ۱۱/الف؛ خلاصہ

السیر، ۳۶-۳۷)۔

## سفیرانِ نبوی کے اسماء

۱۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمیریؓ کو نجاشی کی طرف روانہ فرمایا۔ نجاشی ہر بادشاہِ حبشہ کا

لقب ہوتا ہے ویسے ان کا نام اصمہ تھا۔ اصمہ کا عربی زبان میں ترجمہ عطیہ ہوتا ہے۔ انھوں نے

آنحضرت ﷺ کے نامہ مبارک کو دونوں آنکھوں سے لگایا اور اپنے تخت سے اتر آئے اور

زمین پر بیٹھ گئے اور اسلام لے آئے۔ آنحضرت ﷺ کی حیات میں ۹ھ میں انھوں نے وفات

پائی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھی۔

۲۔ حضرت وحیہ کلبیؓ کو بادشاہِ روم، جس کا نام ہرقل تھا، کے پاس روانہ فرمایا۔ اس کو دلائل سے

آنحضرت ﷺ کی نبوت ثابت ہوگئی تو اس نے اسلام لانے کا قصد کیا لیکن اس کی قوم نے اس سے

اتفاق نہ کیا لہذا ڈر گیا کہ اگر اسلام لاتا ہے تو سلطنت ہاتھ سے جاتی ہے چنانچہ اسلام لانے سے باز رہا۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو بادشاہِ فارس/ ایران کسریٰ کے پاس بھیجا۔ کسریٰ نے

آنحضرت ﷺ کا نامہ مبارک پارہ پارہ کر دیا لہذا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”خدا تعالیٰ

اس کی پادشاہی کو بھی پارہ پارہ کر دے“ اور وہ جلد ہی مارا گیا۔

۴۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کو مقوقس کی طرف روانہ کیا۔ مقوقس اس شخص کا لقب

ہوتا ہے جس کے تصرف میں مصر اور اسکندریہ ہوں۔ وہ اسلام کے قریب آ گیا تھا کہ اس نے

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ہدیہ میں ماریہ قبظیہ اور شیرین کے علاوہ دلدل نامی ایک سفید

نچر اور ایک قول کے مطابق ہزار دینار اور بیس ملبوسات بھی بھیجے تھے۔



۵- حضرت عمرو بن العاصؓ کو دو پادشاہانِ عمان، جیفر و عبداللہ - پسرانِ جلندی - کے پاس بھیجا، وہ دونوں مسلمان ہو گئے اور انھوں نے حضرت عمروؓ کے رعیت سے زکاۃ وصول کرنے اور ان کے درمیان فیصلے کرنے میں رخنہ نہیں ڈالا۔ حضرت عمروؓ ان ہی کے درمیان رہے تا آنکہ آنحضرت ﷺ نے وفات پائی۔

۶- حضرت سلیط بن عمرو گورنیس یمامہ ہوزہ بن علی کے پاس روانہ فرمایا۔ اس نے حضرت سلیطؓ کا اکرام کیا اور پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کون سی چیز پسندیدہ ہے تاکہ وہی چیز خدمتِ اقدس میں بھیجوں اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ میں اپنی قوم کا خطیب و شاعر ہوں لہذا مجھے امرِ خلافت میں تصرف کا حق عطا فرمائیے، لیکن آنحضرت ﷺ نے اسے قبول نہ فرمایا اور ہوزہ مسلمان نہ ہوا۔

۷- حضرت شجاع بن وہبؓ کو بادشاہِ بلقاء حارث غسانی کی طرف روانہ فرمایا۔ بلقاء شام کے ایک شہر کا نام ہے۔ اس نے آنحضرت ﷺ کا نام مبارک پھینک دیا اور کہا کہ میں ایک لشکر لے کر اس طرف جاتا ہوں لیکن بادشاہِ روم نے اس کو اقدام کرنے سے روک دیا۔

۸- حضرت مہاجر بن ابی امیہؓ کو یمن میں حارث حمیری کے پاس روانہ فرمایا۔

۹- حضرت علاء بن الحضرمیؓ کو پادشاہِ بحرین منذر بن ساویٰ کے پاس بھیجا اور وہ

مسلمان ہو گئے۔

۱۰- حضرات ابو موسیٰ اشعریؓ و معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور اس کے پادشاہ

اور رعیت دونوں بلا جنگ و جدال مسلمان ہو گئے۔

کاتبینِ آنحضرت ﷺ کے اسماءِ گرامی

۱- خلفاء اربعہ، ۵- عامر بن فہیرہ، ۶- عبداللہ بن ارقم، ۷- ابی بن کعب، ۸- ثابت

بن قیس بن شماس، ۹- خالد بن سعید، ۱۰- حنظلہ بن ربیع، ۱۱- زید بن ثابت، ۱۲- معاویہ،

۱۳- شرجیل بن بن حسنہ، رضی اللہ عنہم۔

(عیون الاثر، ۲/۴۰۱-۴۰۲ میں روایات اور تفصیلات زیادہ ہیں بالخصوص حافظ ابو محمد میاطی کی

روایات، نور العیون، ۱۲/الف؛ خلاصة السیر، ۴۸)۔

## نجبائی نبوی کے اسماء گرامی

یعنی ان بزرگوں کے نام جن پر عنایت مخصوص تھی جیسے خلفائے اربعہ، حمزہ، جعفر، ابوذر،

مقداد، سلمان، حذیفہ، عبداللہ بن مسعود، عمار اور بلال۔

(عیون الاثر ۲/- میں یہ فصل نہیں ہے؛ نور العیون، ۱۲/الف؛ خلاصة السیر، ۴۸؛ نیز

حجة الله البالغة ۲/۸۸ وما بعد، بحث بر مقامات واحوال میں حدیث نبوی نقل کی ہے کہ ہر ایک نبی کے

سات نجباء یار قبا تھے مگر مجھے چودہ عطا کئے گئے ہیں۔ ان کے نام مختلف ہیں: حضرت علی، ان کے دونوں

فرزندان گرامی، جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، عبداللہ بن مسعود، ابوذر، اور مقداد

برولیت حضرت علی؛ نیز رحمة الله الواسعہ، ۴/۳۷۹-۳۸۰ وما بعد)۔

## عشرہ مبشرہ کے اسماء گرامی

۱-۴: خلفائے اربعہ، ۵- سعد بن ابی وقاص، ۶- زبیر بن بن عوام، ۷- عبدالرحمن بن

عوف، ۸- طلحہ بن عبید اللہ، ۹- ابو عبیدہ بن الجراح، ۱۰- سعید بن زید۔

(عیون الاثر، ۲/۴۰۳: "العشرۃ من اصحابہ والحواریون واهل الصفة": میں بھی صرف

نام ہی ہیں؛ نور العیون، ۱۲/ب؛ خلاصة السیر میں عشرہ مبشرہ کی فصل نہیں ہے)۔

## آنحضرت ﷺ کے حیوانات کے نام

گھوڑوں میں دس راسیں تھیں اور یہاں اختلاف بھی ہے: ۱- سبک: اس پر غزوہ احد

میں سوار ہوئے تھے۔ اس کی پیشانی اور تمام پیر سفید تھے سوائے دست راست کے کہ وہ بدن کا

ہمرنگ تھا۔ اس کی فریبی مناسب اور ہمواری بدن موزوں تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر مسابقت کی اور سب سے آگے نکل گئے لہذا انتہائی خوش ہوئے۔

☆ مرتجز وہ گھوڑا تھا جس کے بارے میں حضرت خزیمہ بن ثابتؓ نے گواہی دی تھی۔

☆ لزاز مقوقس کے ہدایا میں سے ایک تھا۔ لحیف ربیعہ کا ہدیہ تھا۔ طرف فروہ جذامی کا

ہدیہ تھا، ورد حضرت تمیم داریؓ کا ہدیہ تھا، ضرلیس و ملاوح اور سبجہ جس کو یمن کے تاجروں سے خرید

فرمایا تھا اور اس پر تین بار مسابقت کی تھی اور اپنا دست مبارک اس کے چہرے پر پھیر کر فرمایا

تھا: ”ما انت الابرار“، بحر اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کا دہن کشادہ اور کھال / جلد عمدہ ہو۔

استرا / خچروں میں تین راس تھیں: دلدل مقوقس کے ہدایا میں سے تھا اور وہ پہلا خچر تھا

جس پر زمانہ اسلام میں آپ ﷺ نے سواری فرمائی تھی۔ فضہ نامی کو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے

قبول فرمایا تھا اور ابلیہ نامی بادشاہ ایلہ کا ہدیہ تھا۔

دراز گوش: آنحضرت ﷺ کی سرکار میں ایک دراز گوش / گدھا تھا جس کو آپ

ﷺ یعفور کے نام سے یاد کرتے تھے۔

گائے: روایات میں یہ نہیں آتا ہے کہ سرکار کی خدمت میں گاؤں / گائے کی قسم کی کوئی چیز تھی۔

اونٹنیاں: آنحضرت ﷺ کے پاس بیس دودھاری اونٹنیاں تھیں۔ وہ مدینہ کے

قریب ایک گاؤں غابہ نامی میں چرتی / رہتی تھیں۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے ایک دودھاری

اونٹنی بنو عقیل کے مویشی سے خرید کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجی تھی۔

آنحضرت ﷺ کے پاس قصواء نامی ایک ناقہ تھی جس پر آپ ﷺ نے ہجرت کی

تھی۔ جب آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو سوائے قصواء کے اور کوئی اس کا بار

برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ راویوں کا کہنا ہے کہ عضباء / جدعاء بھی اسی کے نام تھے۔ ایک بار ایک

اعرابی کے ساتھ اونٹ کی دوڑ میں اعرابی کا اونٹ اس سے آگے نکل گیا تو وہ مسلمانوں پر شاق گذرا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی چیزوں میں سے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ صرف ایک وقت تک غالب رکھتا ہے اور پھر اسے مغلوب کر دیتا ہے۔

بکریاں:- آنحضرت ﷺ کی سرکار میں سو بکریاں تھیں اور ایک بکری ایسی تھی جس کا دودھ نوش فرمانے کے لئے آنحضرت ﷺ کی خاطر سے خاص طور سے مہیا کیا گیا تھا اور ایک سفید مرغ (خروسی) بھی تھا۔

(عیون الاثر، ۲/۴۰۹-۴۱۲: ”ذکر خیلہ علیہ افضل الصلاة والسلام و مالہ من الدواب والنعم“۔ یہ فصل نور العیون سے کافی مشابہ ہے۔: نور العیون ۱۲/ب-۱۱۳ الف؛ خلاصۃ السیر، ۲۸-۵۰ میں دو فصول ہیں: دواب، نعم پر الگ الگ)۔

### [اسلحے]

تلواریں: آنحضرت ﷺ کے پاس نو تلواریں تھیں۔ ان میں سے ایک ذوالفقار نامی تلوار بنو الحجاج کے اموال کے غنائم بدر میں سے ہاتھ آئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اسی کے بارے میں خواب دیکھا تھا کہ اس کے ایک کنارے میں شکستی آگئی ہے اور اس کی یہ تعبیر فرمائی تھی کہ مسلمانوں کو شکست ہوگی اور وہ صورت احد کے دن امر واقعہ بن گئی۔

تین تلواریں بنو قینقاع کے اموال سے ہاتھ آئی تھیں [جن کے نام تھے]: قلعی، تبار اور حنف۔ ان ہی تلواریں میں سے مجدم اور رسوب نامی بھی تھیں۔ ایک اور تلوار اپنے والد ماجد سے وراثت میں پائی تھی۔ عصب نامی تلوار حضرت سعد بن عبادہ نے ہدیہ کی تھی۔ اور قضیب نامی وہ اولین تلوار تھی جس کو آنحضرت ﷺ نے سب سے پہلے حائل کیا تھا۔

نیزے:- آنحضرت ﷺ کے پاس چار نیزے تھے: ایک کا نام معنی تھا اور باقی

تین نیزے بنوقینقاع سے ہاتھ آئے تھے اور ایک چھوٹا نیزہ (نیم نیزہ) بھی تھا جو آنحضرت ﷺ کے سامنے عیدین میں لے جایا جاتا تھا۔

عصا: - ایک ہاتھ لانا ایک ڈنڈا (چوبکی) تھا اور ایک نیم عصا تھا جس کا نام عرجون تھا اور ایک باریک پتلا ڈنڈا (چھڑی) تھی جس کو مشوق کہتے تھے۔

کمانیں: چار کمانیں اور ایک ترکش تھا اور ایک ترکش (ترسی) جس کو کرگس کی شکل کا بنایا گیا تھا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ آیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے دونوں دست مبارک اس تصویر پر جیسے ہی رکھے وہ صورت معدوم ہو گئی۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تلوار کا دستہ اور نعل (نعل و قبیعہ) چاندی کے تھے اور منہال اور ہنال کے درمیان چاندی کے چند حلقے تھے۔ دستہ کے قریب کے حصہ کو چاندی سے بناتے ہیں اسے قبیعہ کہتے ہیں، اور نعل اس چیز کو کہتے ہیں جو تلوار کی باریک جانب کو چاندی اور دوسری چیز سے بناتے ہیں۔

زر ہیں: - آنحضرت ﷺ کے پاس دوزر ہیں تھیں جو بنوقینقاع کے اسلحہ جات میں سے تھیں اور بطور غنیمت ہاتھ آئی تھیں۔ ایک کا نام سعدیہ تھا اور دوسری کا فضہ۔ ایک اور زرہ تھی جس کو ذات الفضول کہتے تھے۔ اس کو آپ ﷺ نے حنین کے دن زیب تن فرمایا تھا۔ راویوں کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس حضرت داؤد علیہ السلام کی وہ زرہ بھی تھی جو انھوں نے جالوت کے قتل کے دن پہن رکھی تھی۔

خود: - آنحضرت ﷺ کے پاس ایک خود بھی تھا جس کو ذوالسبوغ کہتے تھے۔

کمر بند: - آنحضرت ﷺ کے پاس ایک کمر بند تھا جو چڑے کا تھا اور اس میں

چاندی کے تین حلقے تھے۔

علم: - علم/ نشان آنحضرت ﷺ سفید تھا۔

(عیون الاثر، ۲/۴۰۵-۴۰۸: ”ذکر سلاحہ علیہ السلام“ اور ”ذکر فوائد“.....: ماثور نامی تلوار کے

ذکر سے یہ فصل شروع ہوتی ہے۔ یہ وہ تلوار تھی جس کو آپ ﷺ نے اپنے ولد ماجد سے وراثت میں پایا تھا اور اس کو لے کر مدینہ آئے تھے۔ اس وضاحت کے بعد دوسری تلواروں کا ذکر ہے۔ اس کے بعد ترتیب سے دوسرے جن اسلحہ کا ذکر ہے وہ ہیں: درع (زرہ)، قسی (کمائیں)، جعبہ (ترکش)، حربہ البعہ نامی وغیرہ دوسرے حربے، مغفر (خود)، ریا ت (علم)، فسطاط (خیمہ)، محجن (ٹیڑھے سروالا ڈنڈا) مخصرہ (ٹیک لگانے کی چھڑی)، قضیب (عصا)، اسی میں دوسرے متروکات کا ذکر بھی ہے جیسے ظروف و ملبوسات وغیرہ: نور العیون، ۱۳/الف-۱۳/ب: خلاصۃ السیر، ۵۰-۵۱۔ دونوں میں ملبوسات نبوی کا ذکر سلاح کے بعد آتا ہے اور وہ دو الگ فصول میں ہے)۔

## ملبوسات

جب آنحضرت ﷺ نے وفات پائی تو حبرہ کے دو لباس چھوڑے۔ حبرہ یمن کی چادروں کی ایک قسم ہے۔ ایک یمانی ازار، دو صحاری جامے، ایک صحاری قمیص، ایک حولی قمیص، ایک یمنی جبہ، ایک علمدار چادر (خمیصہ)، ایک سفید گلیم (گلیمی)، چند چھوٹی ٹوپیاں جو بہت اونچی نہ تھیں اور تین یا چار تھیں، اور ایک ورس کارنگا ہوا الحاف تھا۔

## ظروف

آنحضرت ﷺ کے پاس ایک چمڑے کا ظرف تھا جس میں آپ ﷺ آئینہ، کنگھی

جو ہاتھی دانت کی تھی، سرمہ دانی، قینچی اور مسواک رکھا کرتے تھے۔

بستر:۔ آنحضرت ﷺ کا چمڑے کا تھا جس میں روئی کی بجائے کھجور کی پیتیاں بھری تھیں۔

ایک پیالہ (قدح) تھا جس کو چاندی کے تاروں سے تین جگہ سے مضبوط کرنے کے

لئے باندھ دیا گیا تھا، اور ایک پتھر کا پیالہ تھا، ایک بڑی لگن (آوندی) تانبہ (صفر) کی تھی جس

میں مہندی اور رسمہ بناتے تھے تاکہ آنحضرت ﷺ اپنے سر مبارک پر اس وقت لگایا کریں

جب گرمی کا اثر سر مبارک میں پائیں۔

ایک پیالہ شیشہ کا تھا، اور ایک پتیلی / تانبہ کی بڑی لگن غسل کے لئے مہیا کی گئی تھی۔ ایک بڑا پیالہ تھا، ایک پیانہ تھا جس سے صدقہ فطر مارتے تھے اور وہ ایک صاع کا چوتھائی حصہ تھا۔ چاندی کی ایک انگوٹھی تھی جس کا نگینہ بھی اسی کا تھا اور اس پر کلمہ ”محمد رسول اللہ“ کندہ تھا۔ ایک قول میں وہ لوہے کی تھی اور نگینہ کی جگہ کو چاندی کے ایک حلقہ سے باندھ کر مضبوط کر دیا گیا تھا۔ دو سادہ موزے نجاشی نے آنحضرت ﷺ کے لئے بطور ہدیہ بھیجے تھے جن کو آنحضرت ﷺ پہنا کرتے تھے۔ ایک گلیم آنحضرت ﷺ سیاہ رنگ تھی، اور ایک عمامہ تھا جس کو صحاب کہتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے پاس دو لباس (جامے) نماز جمعہ کے لئے خاص تھے۔ وہ ان کپڑوں کے علاوہ تھے جو تمام دنوں میں پہنتے تھے، اور دو رومال تھے جن سے وضو کے بعد آپ ﷺ روئے مبارک پونچھتے تھے۔

(عیون الاثر، ۲/۴۰۶-۴۰۷: فصل / باب سلاح میں یہ بھی شامل ہے۔ ان متروکات نبوی کا ذکر ترتیب وار یہ ہے: قدح (پیالے، تور، رکوۃ، مغسل ربعة اسکندرانیہ (ہدیہ مقوقس)، خفاف (موزے)، نعلین شریفین، خاتم، اس کے بعد ملبوسات کا ذکر ہے: ملبوسات حبرہ، ازارِ عمانی، صحاری ملبوسات، صحاری قمیص، حولی قمیص، جبہ یمانی، سفید لباس (کساء)، چھوٹی بڑی ٹوپیاں، ازار، خمیصہ، ملحفہ، جمعہ کی سرخ چادر، صحاب نامی عمامہ جو حضرت علیؓ کو ہدیہ کر دیا اور ایک سیاہ عمامہ، چادر، فراش اور رومال وغیرہ: نور العیون، ۱۳/ب۔ ۱۳/الف: خلاصۃ السیر، ۵۱-۵۲)۔

## معجزات نبوی

۱۔ آنحضرت ﷺ کے جملہ معجزات میں سے ایک قرآن ہے اور وہ بزرگ ترین معجزہ

ہے۔ کوئی انسان اس کی جیسی ایک سورت نہیں بنا سکتا۔

۲- آپ ﷺ نے گذشتہ واقعات کی خبر دی اور آئندہ واقعات کی پیشگوئی فرمائی۔

۳- ان میں سے ایک شق صدر ہے کہ بچپن میں ملائکہ نے آنحضرت ﷺ کا سینہ

مبارک چیرا تھا اور اس کو ایمان و علم سے بھر دیا تھا۔

۴- ان ہی معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قوم کو اسراء کے واقعہ

اور بیت المقدس جانے کے قصہ سے آگاہ کیا تو کفار نے تکذیب کی اور آنحضرت ﷺ سے

اس کی بعض علامات، جو آپ ﷺ نے دیکھی نہ تھیں، پوچھیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے بیت

المقدس کو آنحضرت ﷺ کے سامنے منکشف کر دیا تا کہ قوم اس کے بارے میں جو چیز پوچھے

آنحضرت ﷺ اسے صحیح صحیح بیان فرمادیں۔

۵- ان ہی میں سے چاند کو دو ٹکڑے کرنا ہے یعنی معجزہ شقِ قمر۔

۶- ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قریش نے باہم معاہدہ کیا کہ آنحضرت ﷺ کو قتل

کر دیں۔ جب آنحضرت ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو اس جماعت (قاتلان) کی

نظریں زمین میں گڑ گئیں اور ان کی تھوڑیاں ان کے سینوں پر لٹک گئیں۔ آنحضرت ﷺ ان

کے سامنے آئے اور ان کے سروں پر کھڑے ہو کر ایک مشت مٹی لے کر اور یہ دعا پڑھ کر کہ چہرے

برباد ہوں ان کے چہروں پر پھینک دی۔ ان میں سے جس کسی کو اس مٹی کے یہ سنگریزے لگے وہ

غزوہ بدر میں ضرور مقتول ہوا۔

۷- ان معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ حنین کے غزوہ میں آنحضرت ﷺ نے ایک

مشتِ خاک دشمنوں کے چہروں پر پھینکی اور اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو شکست دی۔

۸- ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ غارِ (ثور) میں چھپ گئے تو



مکڑی نے غار کے دہانے پر جالاتن دیا تا کہ قوم کو گمان ہو کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔

۹- ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب سراقہ بن جعشم نے آنحضرت ﷺ کا ہجرت

کے وقت تعاقب کیا تو اس کے گھوڑے کے پیر زمین میں دھنس گئے حالانکہ زمین سخت تھی۔

۱۰- ان میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک بے بیائی بکری / پٹھیا

کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا کہ ابھی تک اس کو جوڑا نہ لگا تھا اور اس بے بیائی بکری نے دودھ دیا۔ اسی

طرح حضرت امِ معبد کی بکری نے بھی دودھ دیا تھا حالانکہ وہ بھی دودھاری نہ تھی۔

۱۱- ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کے لئے دعا کی کہ

اللہ تعالیٰ ان کے سبب اسلام کو عزت دے، بس ویسا ہی واقع ہوا۔

۱۲- ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے لئے دعا

کی کہ اللہ تعالیٰ ان سے گرمی اور سردی کی تاثیر دور رکھ دے، اور ایک بار لعابِ دہن ان کی آنکھ میں

لگا دیا جب کہ وہ آشوبِ چشم سے پریشان تھے، بس اسی وقت شفا ہو گئی اور اس کے بعد کبھی اس

آنکھ میں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

۱۳- ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمانؓ کی آنکھ میں زخم لگا کہ وہ پانی

بن کر رخسار پر بہہ گئی۔ آنحضرت ﷺ نے اس آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اور وہ آنکھ ان کی

دونوں آنکھوں میں بہترین نگاہ والی اور خوبصورت ترین بن گئی۔

۱۴- ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے

لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو تاویلِ قرآن اور فقہ فی الدین (دین کی فہم) عنایت فرمائے چنانچہ

ایسا ہی واقع ہوا۔

۱۵- ان معجزات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت جابرؓ کی کھجوروں میں برکت کی دعا

کی حالانکہ وہ بہت تھوڑی تھیں لیکن وہ اتنی زیادہ ہو گئیں کہ حضرت جابرؓ نے اپنے قرض خواہوں کا حق/قرض ادا کر دیا اور سولہ سترہ وسق کھجوریں پھر بھی بچ رہیں۔

۱۶- ان میں سے ایک ہے کہ حضرت جابرؓ کے سست رفتار اونٹ کے لئے جو سب سے

پیچھے رہتا تھا دعا کی تو وہ سب کے آگے نکل گیا۔

۱۷- ان میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت انسؓ کے لئے لمبی عمر اور کثرت مال و اولاد کی

دعا فرمائی اور ایسا ہی واقعہ میں ہوا۔

۱۸- ان میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں نے بارش کی دعا کی درخواست کی۔ آپ

ﷺ کی دعا سے ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی۔ دوبارہ اس کے بند ہونے کی دعا کی درخواست

کی اور وہ آپ ﷺ کے کہنے سے فوراً بند ہو گئی۔

۱۹- ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عتبہ بن ابی لہب کو ہلاک ہونے کی

جو بد عادی اور ایک شیر نے اسے شام کے ایک علاقے ”زوراء“ میں مار ڈالا۔

۲۰- ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک اعرابی کو اسلام لانے کی

دعوت دی تو اس نے کہا: کیا کوئی آپ کی باتوں کا گواہ بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں یہ

درخت گواہی دے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس درخت کو طلب فرمایا اور وہ چل کر آپ

ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اس سے گواہی طلب کی اور اس نے تین بار گواہی دی اور پھر وہ

اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

۲۱- ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دو درختوں کو ایک جگہ اکٹھا ہونے کا

حکم دیا لہذا وہ جمع ہو گئے اور پھر الگ الگ ہو گئے۔

۲۲- ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت انسؓ کو حکم دیا کہ وہ کھجور

کے بعض درختوں کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ تم کو آنحضرت ﷺ طلب فرما رہے ہیں لہذا وہ آئے اور آپس میں جڑ گئے۔ جب قضائے حاجت سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے حضرت انسؓ سے کہا کہ ان سے کہہ دو کہ اپنی جگہ واپس جائیں اور وہ اپنی جگہ واپس چلے گئے۔

۲۳- ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خواب میں ایک درخت کو زمین پھاڑتے ہوئے چلتے دیکھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جب آنحضرت ﷺ بیدار ہوئے تو صحابہ کرام کو قصہ سنایا۔ فرمایا کہ اس درخت نے اپنے پروردگار سے درخواست کی تھی کہ وہ خود چل کر آئے اور مجھے سلام کرے تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی اجازت دے دی۔

۲۴- ان میں سے یہ بھی ہے کہ پتھروں اور درختوں نے اس شب جس میں آپ ﷺ مبعوث ہوئے آپ ﷺ کو سلام کیا: ”السلام علیک یا رسول اللہ“۔

۲۵- ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھے مبعوث ہونے سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔

۲۶- ان میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کے لئے ایک منبر بنایا گیا تو وہ ستون جس پر آپ ﷺ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے رونے اور نالہ و فریاد کرنے لگا [آپ ﷺ نے منبر سے اتر کر اس پر دست مبارک رکھا تو اس کا گریہ بند ہوا]۔

۲۷- ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک میں سنگریزے تسبیح پڑھتے تھے اور اسی طرح ایک بار کھانے نے تسبیح پڑھی تھی۔

۲۸- ان میں سے ایک یہ ہے کہ کافروں نے آنحضرت ﷺ کو زہر دینے کی خاطر بکری کے گوشت کو زہر آلود کر دیا تھا اور اسی پارہ گوشت / بکری نے آپ ﷺ کو زہر دیا تھا کہ اس میں زہر ہے۔

۲۹- ان معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک اونٹ نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ اس کے مالکان اسے چارہ کم دیتے ہیں اور کام زیادہ لیتے ہیں [آپ ﷺ کی ہدایت پر مالکوں نے ظلم بند کر دیا]۔

۳۰- ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک ہرنی نے آنحضرت ﷺ سے التجا کی کہ اسے قید سے نجات دلا دیں تاکہ وہ اپنے دو بچوں کو دودھ پلا سکے اور اس کے بعد وہ لوٹ آئے گی۔ لہذا آنحضرت ﷺ نے اسے آزاد کر دیا اور اس نے کلمہ شہادت پڑھا۔

۳۱- ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ غزوہ بدر میں آپ ﷺ نے خبر دے دی تھی کہ فلاں کافر اس جگہ قتل ہوگا اور فلاں اس جگہ، ان مقتولین میں سے کسی نے بھی اس جگہ سے سرِ مو تجاوز نہ کیا جس کی تعیین آنحضرت ﷺ نے اس کے لئے کر دی تھی۔

۳۲- ان میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں سے ایک جماعت سمندر میں غزوہ/جہاد کرے گی اور حضرت ام حرام [بنت ملحان خنزرجی] ان میں سے ایک ہوں گی اور حقیقت میں ایسا ہی ہوا۔

۳۳- ان میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ [آپ ﷺ نے پیشگوئی کی تھی کہ حضرت عثمانؓ کو آزمائش پیش آئے گی۔ چنانچہ یہ صورت واقع ہوئی اور حضرت موصوف اسی بلاء میں شہید ہوئے۔

۳۴- ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ میرے بعد تم کو یہ صورت حال پیش آئے گی کہ دوسروں کو تم پر (امراء) ترجیح دیں گے اور یہ صورت حال حضرت معاویہؓ کے زمانے میں پیدا ہوئی۔

۳۵- ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حسنؓ کے حق میں فرمایا: میرا

یہ بیٹا سید ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے سب مسلمانوں کے دو بزرگ گروہوں کے درمیان صلح

کرادے گا اور سچ سچ ایسا ہی ہوا۔

۳۶- ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی کہ اسود غنسی رات میں قتل ہوگا اور اس کا قاتل کون ہوگا؟ اور قاتل و مقتول دونوں یمن کے ایک شہر صنعاء میں تھے [یعنی مدینہ منورہ سے ہزاروں میل دور]۔

۳۷- ان میں سے یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ثابت بن قیسؓ کے بارے میں فرمایا: یعیش حمیدا ویقتل شہیدا: وہ زندگی عمدہ گذاریں گے اور شہید ہو کر مارے جائیں گے۔ چنانچہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۳۸- ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص مرتد ہو کر مشرکوں سے جاملا۔ آنحضرت ﷺ کو خبر ملی کہ وہ مر گیا۔ ارشاد فرمایا کہ زمین اسے قبول نہ کرے گی۔ چنانچہ ہر بار اسے دفن کرتے اور زمین اسے باہر پھینک دیتی۔

۳۹- ان معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص نے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے بہانہ کیا کہ میں سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا کہ اس میں تو انانی نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے دائیں ہاتھ کو اٹھا کر منہ تک لے جانے کے قابل نہ رہا۔

۴۰- ان میں سے ایک یہ ہے کہ فتح مکہ کے روز آپ ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ بہت سے بت کعبہ کے ارد گرد معلق تھے۔ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی۔ اس چھڑی سے آپ ﷺ اشارہ کرتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: ﴿جاء الحق وزهق الباطل﴾ (..... آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ۔ اسراء: ۸۱) اور وہ بت گرتے جاتے تھے۔

۴۱- ان میں ایک حضرت مازن بن عمروؓ کا قصہ بھی ہے۔ اس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ

انہوں نے ایک بت کے جوف لپٹن سے یہ کلمات سنے: ”یا مازن! اسمع تسر، ظہر خیر و

بطن شر، بعث نبی من مضر، بلین اللہ الا کبر، فذع نحتا من حجر، تسلیم من حر سقر“  
 (اے مازن، سنو اور خوش ہو جاؤ، خیر ظاہر ہو گیا اور شر دُب گیا، مضر میں سے ایک نبی مبعوث ہوا، اللہ کے بڑے  
 دین کے ساتھ، لہذا تم پتھر کا بت چھوڑ دو جہنم کی آگ سے بچ جاؤ گے)۔ دو بار یہ کلمات سنئے: ”اقبل الی و  
 اقبل، تسمع مالا یجہل، ہذا نبی مرسل، بو حی منزل، فآمن بہ تعدل، من حر نار  
 تشعل، و قودھا بالجدل“ (میرے پاس آؤ اور مان لو، سنو جو غیر معروف نہیں ہے۔ یہ نبی مرسل ہیں اور  
 وحی منزل کے ساتھ آئے ہیں، ان پر ایمان لے آؤ تو محفوظ رہو گے، جہنم کی آگ سے جو بھڑک رہی ہے جس کا  
 ایندھن بڑی بڑی چٹانیں ہیں)۔ اس صورت حال نے ان کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا۔

(عیون الاثر ۱/۱۰۳-۱۰۴ میں یہ تمام اشعار/مقنی عبارتیں اور روایت تفصیل کے ساتھ موجود

ہے: خبر مازن بن العصبۃ)۔

۴۲- ان ہی معجزات میں سے ایک حضرت سواد بن قارب کا قصہ ہے۔ اس قصہ کا حاصل  
 یہ ہے کہ وہ جاہلیت میں ایک کاہن تھے اور جنات ان کو مستقبل کے واقعات کی خبریں دیا کرتے  
 تھے۔ ایک جن ان کو مسلسل تین راتوں تک آنحضرت ﷺ کی بعثت کی خبر دیتا اور آپ ﷺ کے  
 دین کی پیروی کرنے کی ہدایت کرتا رہا۔ وہ اس خبر کے بموجب حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

(عیون الاثر، ۱/۱۰۰-۱۰۲ اوما بعد: ”خبر سواد بن قارب“ میں کافی مفصل روایت اور متعدد

اشعار موجود ہیں)۔

۴۳- ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک بھیڑے نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کی

گواہی دی۔

۴۴- ان معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غزوہ خندق میں ایک

صاع جو میں ایک ہزار لوگوں کو کھانا کھلایا اور وہ سب سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے زیادہ بچ رہا۔

۴۷- ان میں سے ایک یہ ہے کہ لشکر کی رسد ختم کے قریب ہوگئی تو آنحضرت ﷺ نے باقی ماندہ رسد کو جمع کیا اور اس میں برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد اس کو تمام لشکر میں بانٹ دیا اور وہ سب لوگوں کے لئے کافی ہوگئی۔

۴۸- ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ خدمت آنحضرت ﷺ میں ایک مٹھی کھجور لائے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لئے اس کھجور میں برکت کی دعا فرما دیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اس کو میں نے محفوظ کر لیا اور جتنا بھی اس میں سے نکالتا وہ ختم نہ ہوتی۔ چند وقت تو راہِ الہی میں خرچ کر دئے اور ہمیشہ اس میں سے کھاتا اور کھلاتا رہتا آنکہ حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تب وہ برکت جاتی رہی۔

۴۹- ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک پیالہ خرید پر تمام اہل صفہ کی دعوت کی۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں بھی حاضر ہوا اور سامنے آیا تاکہ مجھے بھی بلائیں۔ قوم سیر ہو کر اٹھ گئی اور پیالہ میں کچھ خرید باقی نہ رہی سوائے تھوڑے ریزوں کے جو پیالہ کے ارد گرد کنارے لگے رہ گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو جمع کیا تو وہ ایک لقمہ بن گیا۔ اس کو اپنی انگلیوں پر رکھا اور فرمایا کہ تم بھی کھاؤ اللہ کے نام کی برکت سے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ کہ خدا کی قسم میں نے اتنا کھایا کہ سیر ہو گیا۔

۵۰- ان معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہوا اور پیاسی قوم نے اس سے وضو کیا اور ان کی تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔

۵۱- ان میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ لائے جس میں صرف پانی تھا اور آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ اپنی مبارک انگلیاں اس پیالہ میں ڈال دیں لیکن اس میں اتنی گنجائش نہ تھی لہذا آنحضرت ﷺ نے صرف چار انگلیاں اس میں ڈالیں

اور فرمایا کہ صحابہ کرام کو بلاؤ۔ چنانچہ سب نے وضو کر لیا اور وہ ستر اور اسی نفر کے درمیان تھے۔

۵۲- ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ غزوہ تبوک کے دوران ایک چھوٹے سے

چشمہ پر وارد ہوئے جس میں صرف ایک آدمی کو سیراب کرنے بھر پانی تھا جبکہ پورا لشکر پیاسا تھا۔

لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں شکایت کی تو اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور فرمایا کہ اس تیر

کو اس چشمہ/ پانی میں گاڑ دو۔ بس پانی ابل پڑا اور تمام اہل لشکر سیراب ہو گئے۔ ان کی تعداد تیس ہزار تھی۔

۵۳- ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک جماعت/ قوم نے آنحضرت ﷺ کی خدمت

میں آ کر شکایت کی کہ ان کے کنوئیں کا پانی کھارا ہے۔ آنحضرت ﷺ اپنے اصحاب کرام کی

ایک جماعت کے ساتھ تشریف لے گئے اور ان کے کنوئیں کی جگت پر کھڑے ہوئے اور اپنا

لعاب دہن اس میں ڈالا۔ اس کنوئیں میں میٹھا پانی جاری ہو گیا۔ جتنا پانی کھینچتے ختم نہ ہوتا۔

۵۴- ان میں سے ایک یہ معجزہ ہے کہ ایک عورت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں

اپنے بیمار بچے کو لے کر حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کے سر پر دستِ شفقت پھیرا تو اس کے

سر کے بال ہموار ہو گئے اور اس کی بیماری دور ہو گئی۔ اہل یمامہ نے جب یہ سنا تو ان کے باسیوں

کی ایک عورت اپنے چھوٹے بچے کو مسیلمہ کذاب کے پاس لے گئی اور اس نے اس بچے کے سر پر

ہاتھ پھیر دیا تو وہ بچہ بیمار ہو گیا اور وہ بیماری اس کی نسل میں باقی رہی۔

۵۵- ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوہ بدر میں حضرت عکاشہؓ کی تلوار ٹوٹ گئی تو آنحضرت

ﷺ نے ایک لکڑی عطا فرمادی اور وہ لکڑی تلوار بن گئی [جس سے وہ جہاد کرتے رہے]۔

۵۶- ان میں سے ایک یہ ہے کہ خندق کھودنے کے دوران ایک چٹان ایسی آ گئی کہ

صحابہ کرام نے اس پر ہر چند کدال چلائی مگر اس پر ذرا اثر نہ ہوا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے

اپنے دستِ مبارک میں کدال لے کر جو چلائی تو وہ تودہ خاک کی مانند ریزہ ریزہ ہو گئی۔



۵۷- ان میں سے ایک یہ معجزہ ہے کہ حضرت ابو رافعؓ کے ٹوٹے ہوئے پاؤں پر

دست مبارک پھیرا اور وہ صحیح ہو گیا گویا اس کو کبھی کوئی بیماری ہی نہ لگی تھی۔

آنحضرت ﷺ کے معجزات ان سے کہیں زیادہ ہیں، ان کا احاطہ یا تو ایک کتاب

کر سکتی ہے یا ایک دفتر میں وہ جمع کئے جاسکتے ہیں۔

(عیون الاثر ۲/۳۵۹-۳۶۲: "ذکر نبدة من معجزاته عليه السلام"۔ اس فصل کا آغاز

ایک تمہیدی جملہ سے ہوتا ہے کہ یہاں جن معجزات کا ذکر ہم کر رہے ہیں وہ پہلے آچکے ہیں لیکن منتشر حالت میں

لہذا یہاں ان کو مجموعی طور سے بیان کرتے ہیں جیسا کہ اس سے قبل کے باب میں بیان کیا ہے۔

معجزات کی یہ فصل خاصی مختصر ہے اور اس کی زبان اور اس کا بیان نور العیون سے مشابہ ہے۔ بلکہ

دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ عیون الاثر میں البتہ ایک آدھ فقرہ زیادہ ہے جیسے حضرت حسنؓ کے بارے میں کہ انھوں

نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر کے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کا خون بہانے سے لوگوں کو بچالیا۔ بہر حال اول

تا آخر دونوں یکساں ہیں: نور العیون، ۱۲/الف-۱۵/ب؛ خلاصۃ السیر، ۲۹-۳۶ [نویں فصل]۔

## وفاتِ نبوی

آنحضرت ﷺ نے ترسٹھ سال کی عمر شریف پا کر وفات پائی۔ اس کے علاوہ دوسری

عمریں بھی روایت کی گئی ہیں۔ دن دو شنبہ کا تھا اور وقت تھا کہ چاشت میں گرمی آگئی تھی، تاریخ

بارہ ربیع الاول تھی۔ چودہ روز آپ ﷺ بیمار رہے، اور چہار شنبہ کی رات میں مدفون ہوئے۔

جب موت نزدیک آگئی اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس پانی کا ایک پیالہ تھا جس میں اپنا

دست مبارک بار بار داخل کرتے اور اس سے چہرہ انور کو پونچھتے جاتے اور فرماتے جاتے:

"اللهم اعنی علی سكرات الموت" (اے اللہ! مجھ پر تکالیفِ موت آسان فرما)۔

جب وفات ہوگئی تو حاضرین نے آنحضرت ﷺ کو حبرہ کی ایک چادر سے ڈھانپ

دیا۔ ایک قول کے مطابق فرشتوں نے یہ چادر بنی تھی۔ اس وقت بعض صحابہ کرام نے ”فرط بے طاقی“ سے آنحضرت ﷺ کی موت سے انکار کر دیا۔ یہ حضرت عمرؓ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت عثمانؓ گنگ اور ششدر رہ گئے اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ فرط اندوہ سے بیٹھ گئے۔ تمام صحابہ کرام میں حضرات عباسؓ و ابو بکرؓ سے زیادہ کوئی ”ثابت تر“ نہ رہا۔

اس کے بعد حجرہ کے دروازہ سے لوگوں نے سنا کہ آنحضرت ﷺ کو غسل نہ دو کہ آپ ﷺ طاہر و مطہر ہیں۔ دوبارہ دوسری آواز لوگوں نے یہ سنی کہ تم آنحضرت ﷺ کو غسل دو کیونکہ پہلی ندا شیطان کی تھی اور میں خضر ہوں۔ خضر علیہ السلام نے اصحاب نبوی کو ان کلمات کے ذریعہ تعزیت دی: ”ان فی اللہ عزاء من کل مصیبة، و خلفا من کل ہالک، و درکا من کل فائت، فباللہ فنقوا، والیہ فارجعوا، فان المصاب من حرم الثواب“ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے ہمتا میں ہی ہر مصیبت کی تعزیت و تسلی ہے اور ہر مرنے والے کا جانشین ہے اور ہر محرومی یا فوت ہونے والے کا نعم البدل ہے، لہذا اللہ ہی پر اعتماد رکھو اور اسی کی طرف رجوع کرو کیونکہ اصل مصیبت زدہ تو وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے)۔

غسل دینے کی کیفیت میں اصحاب کے درمیان یہ اختلاف رونما ہوا کہ غسل دیتے وقت آنحضرت ﷺ کے تن مبارک سے کپڑے اتاریں یا کپڑوں ہی میں غسل دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر غنودگی طاری کر دی اور اسی دوران ایک ہاتف نے انھیں بتایا کہ کیسے غسل دیں۔ اس نے ہدایت کی کہ آنحضرت ﷺ کو کپڑوں میں ہی غسل دیں۔ وہ بحالت بیداری آئے اور ویسا ہی کیا۔ غسل کے نگران و ذمہ دار حضرات علیؓ، عباسؓ اور ان کے دو فرزند فضلؓ و قثمؓ اور آنحضرت ﷺ کے دو مولیٰ شقرانؓ اور اسامہؓ تھے اور اس وقت حضرت اوس انصاریؓ بھی حاضر رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ کے شکم مبارک پر ہاتھ رکھا لیکن کچھ بھی باہر نہ آیا، بے ساختہ بول اٹھے: ”صلی اللہ علیک: لقد طبت حیا و میتا:“ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر درود

بھیجے، آپ ﷺ زندگی اور موت دونوں میں پاکیزہ تھے۔

تین سفید سحولی کپڑوں کا کفن آپ ﷺ کو دیا گیا۔ سحول یمن کے ایک گاؤں کا نام ہے۔ ان کپڑوں میں کرتہ اور عمامہ نہ تھا، بلکہ تین چادریں تھیں کہ ان میں آنحضرت ﷺ کو لپیٹ دیا اور ان کو نہ پھاڑا اور نہ سلا۔

آنحضرت ﷺ پر تنہا تنہا صحابہ کرام نے نماز جنازہ پڑھی۔ ان کی کسی نے امامت نہیں کی۔ آنحضرت ﷺ کے جسم اطہر کے نیچے قبر میں ایک سرخ چادر (قطیفة) کو بچھایا گیا جس کو زندگی میں آنحضرت ﷺ پہنا کرتے تھے۔ حضرت شقرانؓ نے اس کو قبر شریف میں بچھایا۔ آنحضرت ﷺ کی قبر میں لحد بنائی گئی اور اس کو پچی اینٹوں سے مضبوط کیا گیا۔ پہلے اصحاب میں اختلاف ہوا تھا کہ لحد والی قبر بنائیں یا سیدھی (شق)۔ صحابہ میں سے ایک لحد والی بناتے تھے اور دوسرے شق والی۔ لہذا انھوں نے اس پر اتفاق کیا کہ جو صحابی پہلے آجائیں وہی اپنا کام انجام دیں۔ لحد بنانے والے پہلے آگئے اور انھوں نے لحدی قبر بنادی۔ یہ سب حضرت عائشہؓ کے حجرے میں واقع ہوا۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرات ابو بکرؓ و عمرؓ بھی بعد میں مدفون ہوئے۔

(عیون الاثر ۲/۲۲۹-۲۳۶: ”ذکر مصیبة الاولین والآخرین من المسلمین: وفاة

رسول اللہ ﷺ“۔ یہ باب نسبتاً مفصل ہے اور اس کا آغاز حجۃ الوداع سے رسول اکرم ﷺ کی واپسی کے

بیان سے ہوتا ہے۔ پھر مرض الوفا کے آغاز اور طول کا ذکر ہے اور وفات، تکفین و تدفین کے علاوہ اس سے

متعلقہ امور بھی آئے ہیں۔ ان میں مراثنی بھی ہیں، روایات کے ماخذ بھی اور متعدد احادیث صحابہ کے حوالے

بھی۔ بنیادی معلومات بہر حال یکساں ہیں؛ نور العیون، ۱۵/ب-۱۶/الف؛ خلاصۃ السیر، ۵۲-۵۴

میں زبان و بیان اور ترتیب واقعات کی یکسانیت ملتی ہے۔)

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ وسلم۔

# منتخب کتابیات



## منتخب كتابيات

- | قرآن مجيد                             | الله تعالى  |
|---------------------------------------|---|
| شرح نهج البلاغة، قاهره ١٩٥٩ء          | ابن ابى الحديد (عبد الحميد بن هبة الله، م ٦٥٥/١٢٥٩) |
| اسد الغابة، تهران ١٩٣٨ء               | ابن اثير (عزالدين على بن محمد، م ٦٣٠/١٢٣٣)          |
| الكامل فى التاريخ، بيروت ١٩٦٥ء        |   |
| السيرة النبوية، رباط ١٩٦٤ء            | ابن اسحاق (محمد بن اسحاق، م ١٥٠/٤٦٤)                |
| كتاب الفتوح، حيدرآباد ١٩٦٨ء           | ابن اعثم كوفى (احمد بن عثمان، م ٣١٣/٩٢٦)            |
| جوامع الكلم الطيبة، بيروت ١٩٤٦ء       | ابن تيمية (احمد بن عبد الحليم، م ٦٥٢/١٢٥٣)          |
| مجموعة فتاوى شيخ الاسلام              |   |
| المنتقى من اخبار المصطفى، قاهره ١٩٣١ء |   |
| منهاج السنة، قاهره ١٩٥٨ء              |   |
| سيرة عمر بن عبد العزيز، قاهره ١٩١٢ء   | ابن الجوزى (عبد الرحمن بن على، م ٥٩٤/١٢٠٠)          |
| صفة الصفوة، حيدرآباد ١٩٣٦ء            |   |
| المنتظم فى التاريخ، حيدرآباد ١٩٣٩ء    |   |
| الاصابة، قاهره ١٩٣٨ء                  | ابن حجر عسقلانى (احمد بن على، م ٨٥٢/١٢٣٨)           |
| تهذيب التهذيب، حيدرآباد ١٩١١ء         |   |

- فتح الباری، ریاض ١٩٩٤ء
- لسان المیزان، حیدرآباد ١٩١١ء
- تطہیر الجنان، قاہرہ غیر مورخہ
- الصواعق المحرقة، بیروت ١٩٦٥
- جمہرۃ انساب العرب، قاہرہ ١٩٢٨ء
- جوامع السیرة، قاہرہ ١٩٥٦ء
- کتاب الفصل فی الملل والنحل،  
قاہرہ ١٩٠٢-١٨٩٩ء
- المہند، قاہرہ ١٩٢٩ء
- کتاب العبر، بیروت ١٩٥٦ء
- المقدمة، مطبعہ مصطفیٰ محمد، قاہرہ غیر مورخہ
- وفیات الاعیان، بولاق ١٨٥٩ء
- کتاب الاشتقاق، قاہرہ ١٩٥٨ء
- الطبقات الکبریٰ، بیروت ٥٨-١٩٥٤
- عیون الاثر فی فنون المغازی و  
الشمائل والسير، بیروت ١٩٨٦ء
- کتاب الفخری، قاہرہ ١٨٩٩ء
- قضاة دمشق الشام، دمشق ١٩٥٦ء
- الاستیعاب، حیدرآباد ١٩٠٠ء
- ابن حجر ہیثمی (احمد بن محمد، م ٩٤٢/١٥٦٦)
- ابن حزم (علی بن احمد، م ٢٥٦/١٠٦٣)
- ابن حنبل (احمد بن محمد، م ٢٣١/٨٥٥)
- ابن خلدون (عبدالرحمن بن محمد، م ٨٠٣/١٣٠٦)
- ابن خلکان (احمد بن محمد، م ٦٨١/١٢٨١)
- ابن درید ازدی (محمد بن حسن، م ٣٢١/٩٣٣)
- ابن سعد (محمد بن سعد، م ٢٣٠/٨٢٥)
- ابن سید الناس (محمد بن محمد، م ٤٣٣/١٣٣٣)
- ابن لقطقی (محمد بن علی بن طباطبا، م ٤٠٩/١٣٠٩)
- ابن طولون (محمد بن علی، م ٩٥٣/١٥٣٦)
- ابن عبدالبر (یوسف بن عبداللہ، م ٢٦٣/١٢٦٠)

- الدرر في اختصار المغازي و السير،  
قاہرہ ١٩٦٦ء
- ابن عبدالحکم (عبدالرحمن بن عبداللہ، م ٢٥٩/٨٤٠)
- كتاب فتوح افريقيا والاندلس،  
الجیریا ١٩٢٧ء
- ابن عبدالحکم (عبداللہ، م ٢١٣/٨٢٩)
- سيرة عمر بن عبدالعزیز، قاہرہ ١٩٢٧ء
- العقد الفريد، قاہرہ ١٩٣٠ء
- ابن عبد ربہ (احمد بن محمد، ٣٢٨/٩٣٠)
- احكام القرآن، قاہرہ ١٩٥٧ء
- ابن العربي (قاضي محمد بن عبداللہ، م ٥٣٣/١١٣٨)
- تاريخ مدينة دمشق، دمشق ١٩٥١ء مابعد
- ابن عساکر دمشقی (علی بن حسن، م ٥٤١/١١٤٦)
- تهذيب التاريخ الكبير، دمشق ٣٢-١٩١١ء
- ابن العماد حنبلي (عبدالحی بن محمد، م ١٠٨٩/١٦٨٤)
- شذرات الذهب، قاہرہ ١٣٥٠ء
- ابن قتيبة (عبداللہ بن مسلم دینوری، ٢٤٦/٨٨٩)
- الشعر والشعراء، لائیڈن ١٩٠٢ء
- عيون الاخبار، قاہرہ ١٩٢٥ء
- كتاب المعارف، قاہرہ ١٩٦٠ء
- ابن قيم الجوزية (محمد بن ابوبکر، م ٤٥١/١٣٥٠)
- اعلام الموقعين، قاہرہ غیر مورخہ
- بلوغ السؤل، الھند ١٨٤٥ء
- زاد المعاد، قاہرہ ١٩٤١ء
- ابن کثیر (اسمعیل بن عمر، م ٤٤٣/١٣٤٣)
- البداية والنهاية، قاہرہ ١٩٣٢ء
- السيرة النبوية، بیروت ١٩٨٣ء
- الفصول في سيرة الرسول، دمشق ٣-١٣٠٢ھ



- ابن الكلبي (هشام بن محمد، م ٢٠٢/٨١٦)
- ابن ماجه (محمد بن يزيد، م ٢٤٣/٨٨٦)
- ابن مرتضى (احمد بن يحيى، م ٨٢٠/١٢٣٤)
- ابن منظور (محمد بن مكرم، م ٤١١/١٣١١)
- ابن النديم (محمد بن اسحاق، م ٢٣٥/٨٢٩)
- ابن هشام (عبد الملك بن هشام، م ٢١٨/٨٣٣)
- ابو حنيفة دينورى (احمد بن داود، م ٢٨٢/٨٩٥)
- ابوداؤد (سليمان بن الاشعث، م ٢٤٥/٨٨٨)
- ابوزرعة دمشقى (عبدالرحمن بن عامر، م ٢٨٢/٨٩٥)
- ابوعبيد قاسم بن سلام (م ٢٢٢/٨٣٦)
- ابوالفرج اصفهاني (على بن حسين، م ٣٥٦/٩٦٩)
- ابونعيم اصفهاني (احمد بن عبدالله، م ٢٣٠/١٠٣٩)
- ابويوسف (يعقوب بن ابراهيم، م ١٨٢/٨٩٨)
- ازرقى (محمد بن عبدالله، م ٢٢٢/٨٥٨)
- اشعري (على بن اسمعيل، م ٣٣٠/٩٢١)
- الباني (ناصر الدين، م ١٢٢٠/١٩٩٩)
- كتاب الاصنام، ليزنك ١٩٢١ء
- السنن، قاهره ١٩٥٢ء
- طبقات المعتزلة، بيروت ١٩٦١ء
- لسان العرب، بيروت ٦-١٩٥٥ء
- الفهرست، قاهره ١٩٦٨ء؛ لاهور ١٩٨٨ء
- السيرة النبوية، قاهره ١٩٢٥ء
- كتاب الاخبار الطوال، لايبزث ١٨٨٨ء
- السنن، قاهره ١٩٢٢ء
- شيرة رسول الله ﷺ و تاريخ
- الخلفاء الراشدين، دمشق ١٩٨٠ء
- كتاب الاموال، قاهره ١٩٣٢ء
- كتاب الاغانى، لايبزث ١٩٠٠ء
- مقاتل الطالبين، نجف ١٩٣٢ء، ١٩٥٦ء
- حلية الاولياء، قاهره ٣٨-١٩٣٢ء
- دلائل النبوة، حيدرآباد دكن ١٩٥٠ء
- كتاب الخراج، قاهره ١٩٣٣ء
- اخبار مكة المشرفة، بيروت ١٩٦٣ء
- مقالات الاسلاميين، استانبول ١٩٣٠ء
- سلسلة الاحاديث الصحيحة،

دمشق ۱۳۹۹ھ

- التاریخ الكبير، حیدرآباد دکن ۱۹۳۱ء  
بخاری (محمد بن اسمعیل، م ۲۵۶/۸۷۰)
- الجامع الصحیح، قاہرہ ۱۹۵۵ء  
بغدادی (عبدالقاہر بن طاہر، م ۴۲۹/۱۰۳۷)
- الفرق بین الفرق، قاہرہ ۱۹۱۰ء  
بغدادی (محمد بن حبیب، م ۲۳۵/۸۲۹)
- کتاب المحبر، حیدرآباد دکن ۱۹۳۲ء  
بلاذری (احمد بن یحییٰ بن جابر، م ۲۷۹/۸۹۲)
- کتاب المنمق، حیدرآباد دکن ۱۹۶۳ء  
یروشلم، چہارم ۱۹۳۸ء؛ پنجم ۱۹۳۶ء
- انساب الاشراف، اول، قاہرہ ۱۹۵۹ء  
فتوح البلدان، قاہرہ ۱۹۳۲ء
- کتاب المنمق، حیدرآباد دکن ۱۹۶۳ء  
ترمذی (محمد بن عیسیٰ، م ۲۷۹/۸۹۲)
- الجامع الصحیح، حص ۱-۷۱، ۱۹۶۹ء  
الشمائل النبویة، قاہرہ ۱۸۶۳ء وما بعد
- البيان والتبيين، قاہرہ ۱۹۳۸ء  
جاحظ (عمر بن بحر، م ۲۵۵/۸۶۸)
- العثمانية، قاہرہ ۱۹۵۸ء  
کتاب البخلاء، قاہرہ ۱۹۵۸ء
- طبقات فحول الشعراء، قاہرہ ۱۹۵۲ء  
جمعی (محمد بن سلام، م ۲۳۱/۸۳۵)
- کتاب الوزراء والکتاب، قاہرہ ۱۹۳۸ء  
جہشیاری (محمد بن عبدوس، م ۳۳۱/۹۳۲)
- انسان العيون فی سیرة الامین  
حلبی (علی بن برہان الدین، م ۱۰۴۴/۱۶۳۳)
- المأمون، (سیرت حلبیہ) قاہرہ ۱۹۶۳ء  
خلیفہ بن خیاط (م ۲۴۰/۸۵۴)
- کتاب التاریخ، دمشق ۱۹۶۷ء  
کتاب الطبقات، دمشق ۶۷-۱۹۶۶ء

الخميس في احوال انفس النفيس ،  
قاہرہ ١٨٨٥ء

ديار بكرى (حسين بن محمد، م ٩٦٦/١٥٥٩)

تاريخ الاسلام، قاہرہ ١٩٤٣ء

ذہبی (محمد بن احمد، م ٤٢٨/١٣٣٤)

تذكرة الحفاظ، حيدرآباد دکن ١٥-١٩١٣ء

ميزان الاعتدال، قاہرہ ١٩١٠ء

زبيرى (مصعب بن عبد الله، م ٢٣٦/٨٥١)

نسب قریش، قاہرہ ١٩٥٣ء

سمهودى (على بن عبد الله، م ٩١١/١٥٠٥)

وفاء الوفاء، قاہرہ ٩-١٩٠٨ء

الروض الانف، قاہرہ (غير مورخه)

سہیلی (عبدالرحمن بن عبد الله، م ٥٨١/١١٨٥)

سبل الهدى والرشاد في سيرة

شامى (محمد بن يوسف دمشقى، م ٩٢٢/١٥٣٥)

خير العباد (سيرة شامى)، قاہرہ ١٩٤٥ء

تاريخ الرسل والملوك، قاہرہ ١٩٦٠ء

طبرى (محمد بن جرير، م ٣١٠/٩٢٣)

تهذيب الآثار، رياض ١٩٨٢ء

جامع البيان عن تاويل آى القرآن

(تفسير طبرى)، قاہرہ ١٩٦٠ء

المنتقى في اخبار ام القرى، بيروت ١٩٦٢ء

فاكہى (محمد بن اسحاق، م ٢٤٢/٨٨٦)

كتاب الشفاء، قاہرہ ١٩٥٠ء

قاضى عياض (بن موسى الكهسى، م ٥٢٢/١١٢٤)

الجامع لاحكام القرآن، قاہرہ ١٣٨٤ھ

قرطبى (محمد بن احمد، م ٦٤١/١٢٤٢)

معرفة اخبار الرجال، كربلا ١٩٦٢ء

كشى (محمد بن عمر، م ١٠٠/١٠٠٠)

الاكتفاء في مغازى المصطفى

كلاعى (سليمان بن موسى، م ٦٣٢/١٢٣٦)

- والثلاثة الخلفاء، قاہرہ ۱۹۷۰ء  
 کتاب الامراء والولایة والقضاة،  
 لائیڈن ۱۹۱۲ء
- الموطا، قاہرہ ۱۹۵۱ء؛ دیوبند غیر مورخہ وغیرہ  
 الاحکام السلطانیة، قاہرہ ۱۸۸۱ء
- کتاب التبیہ والاشراف، لائیڈن ۱۸۹۲ء  
 مروج الذهب، قاہرہ ۱۹۲۷ء
- الجامع الصحیح، قاہرہ ۱۹۵۵ء  
 امتاع الاسماع، قاہرہ ۱۹۳۱ء
- السنن، کانپور ۱۸۸۲ء  
 ریاض الصالحین، دمشق ۱۹۷۶ء
- شرح صحیح مسلم، قاہرہ ۱۹۲۸ء  
 کتاب المغازی، لندن ۱۹۶۶ء
- ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، لاہور ۱۹۷۶ء  
 البدور البازغہ، حیدرآباد سندھ ۱۹۷۰ء
- تاویل الاحادیث، حیدرآباد سندھ ۱۹۶۶ء  
 التفہیمات الالہیہ، حیدرآباد سندھ ۱۹۷۳ء
- حجة الله البالغة، دہلی ۱۹۵۳ء؛ دیوبند  
 ۲۰۰۵ء اور مختلف طباعتیں
- کنڈی (محمد بن یوسف، م ۳۵۰/۹۶۱)
- مالک بن انس (م ۱۷۹/۷۹۵)
- ماوردی (علی بن محمد، م ۳۵۰/۱۰۵۸)
- مسعودی (علی بن حسین، م ۳۳۵/۹۵۶)
- مسلم بن حجاج قشیری (م ۲۶۱/۸۷۵)
- مقریزی (احمد بن علی، م ۸۳۵/۱۳۳۲)
- نسائی (احمد بن شعیب، م ۲۰۳/۹۱۵)
- نووی (یحییٰ بن شرف الدین، م ۶۷۶/۱۲۷۷)
- واقفی (محمد بن عمر، م ۲۰۷/۸۲۲)
- ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶/۱۷۶۲)

الخير الكثير، قاهره ١٩٤٢ء

شرح تراجم ابواب صحيح البخارى،

حيدرآباد ١٩٣٩ء

عقد الجيد، لاهور ١٩٦٥ء وغيره

غاية الانصاف فى بيان اسباب الاختلاف

بيروت ١٩٨٤ء

فتح الخبير، لکھنؤ ١٣١٢ھ

فتح الرحمن بترجمة القرآن، لاهور وغيره

الفوز الكبير، دہلی ١٩٦٣ء وغيره مع تراجم

قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین، دہلی ١٣٢٠ھ

المسوی / المصنفی، کراچی ١٩٨٠ء وغيره

مقدمہ در فن ترجمہ قرآن، دہلی غیر مورخہ

ہمعات، حيدرآباد سندھ ١٩٦٢ء

ارشاد الاريب، لائيدن ٣١-١٩٠٤ء

معجم البلدان، بيروت ١٩٥٦ء

كتاب الخراج، لائيدن ١٨٩٦ء

تاريخ اليعقوبى، بيروت ١٩٦٠ء

كتاب البلدان، لائيدن ١٨٦٠ء،

قاهره ١٩٥٥ء

ياقوت حموى (م ٦٢٦/١٢٢٩)

يحيى بن آدم (٨١٨/٢٠٣)

يعقوبى (احمد بن ابى يعقوب، م ٢٨٣/٨٩٤)

## اہم ثانوی کتابیں

- ابوالکلام آزاد  
رسول رحمت، دہلی ۱۹۸۲ء
- احمد امین  
فجر الاسلام، قاہرہ ۱۹۶۴ء
- اکرم ضیاء عمری  
ضحی الاسلام، قاہرہ ۱۹۶۴ء
- المجتمع المدني في عهد النبوة،  
مدینہ ۱۹۸۳ء
- ڈی، سی، ڈینیٹ (D.C. Dennett)  
السيرة النبوية الصحيحة، قطر ۱۹۹۱ء
- Conversion and Poll-Tax  
in Early Islam; کیمبرج ۱۹۵۰ء
- ڈینیل پائپس (Daniel Pipes)  
اردو ترجمہ از غلام رسول مہر، لاہور ۱۹۷۱ء
- Slave Soldiers and Islam,  
یٹیل یونیورسٹی پریس ۱۹۸۱ء
- ریوبن لیوی (Ruben Levy)  
دی سوشل اسٹرکچر آف اسلام،  
کیمبرج ۱۹۵۰ء
- سید امیر علی  
A Short History of the  
Saracens، لندن ۱۹۵۱ء

- سید سلیمان ندوی
- سیرۃ النبی، دارالمصنفین، اعظم گڑھ  
۱۹۷۶ء جلد سوم تا جلد ہفتم
- رحمۃ للعالمین، دہلی، ۱۹۸۰ء
- شاہ محمد سلیمان منصور پوری
- تاریخ اسلام، اعظم گڑھ ۱۹۵۳ء
- شاہ معین الدین احمد ندوی
- سیرۃ النبی، اعظم گڑھ ۱۹۷۶ء
- شبلی نعمانی
- (اول، دوم)
- الفاروق، دارالمصنفین اعظم گڑھ ۱۹۹۳ء
- صالح احمد علی
- تنظیمات الرسول الاداریۃ فی  
المدينة، بغداد ۱۹۶۰ء
- عبدالعزیز دوری
- بحث فی نشأة علم التاریخ  
عند العرب، بیروت ۱۹۶۰ء
- فرانز روزنٹھال (Franz Rosenthal)
- History of Muslim*  
*Historiography*، لائیڈن ۱۹۵۲ء
- فرانسکو جبریلی
- اے شارٹ ہسٹری آف دی عربس،  
لندن ۱۹۶۵ء
- فلپ کے ہٹی (P.K.Hitti)
- دی ہسٹری آف دی عربس، لندن  
۱۹۶۹ء
- محمد اینڈ رائز آف اسلام، لندن ۱۹۰۵ء
- سیرۃ المصطفیٰ، دیوبند، غیر مورخہ
- مارگولیتھ، ڈی، ایس
- محمد ادریس کاندھلوی

حیاء محمد ﷺ، قاہرہ ۱۹۵۲ء

عہد نبوی کا نظام حکمرانی، حیدرآباد

۱۹۴۹ء

محمد رسول اللہ، لاہور ۱۹۸۲ء (اردو)

(انگریزی)

نبی اکرم کی سیاسی زندگی، کراچی ۱۹۴۹ء

Organisation of Government

Under the Prophet ﷺ

دہلی ۱۹۸۷ء، لاہور ۱۹۸۸ء

تاریخ تہذیب اسلامی، نئی دہلی، جلد

اول ۱۹۹۳ء، جلد دوم ۱۹۹۸ء

عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت،

دہلی ۱۹۸۸ء،

Arab Kingdom and its

Fall، لندن ۱۹۷۳ء

محمد ایٹ مکہ، آکسفورڈ ۱۹۵۳ء؛

محمد ایٹ مدینہ، آکسفورڈ ۱۹۵۶ء

دی لائف آف محمد، ایڈنبرا ۱۹۲۳ء

The Caliphate، بیروت ۱۹۶۳ء

محمد حسین بیگل

محمد حمید اللہ

محمد یسین مظہر صدیقی

ولہاسن (Wellhausen)

ولیم موننگمری واٹ (W.M. Watt)

ولیم میور (William Muir)



## تصانیف پروفیسر محمد یسین منظر صدیقی

۱- خلجی خاندان، اردو ترجمہ، ہسٹری آف دی خلجیز، مولفہ کے۔ ایس۔ لال، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۰ء

۲- عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں، ادارہ فروغ اردو، لاہور (پاکستان) ۱۹۸۴ء

۳- عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت، ادارہ فروغ اردو، لاہور (نقوش، رسول نمبر ۵، ۱۲) ۱۹۸۴ء؛ القاضی پبلیشرز، نئی دہلی، ۱۹۸۸ء

۴- نبوی غزوات و سرایا کی اقتصادی اہمیت، ادارہ فروغ اردو، لاہور (نقوش، رسول نمبر ۱۱) ۱۹۸۴ء

۵- الهجمات المغرصة على التاريخ الاسلامى (عربی)، دار الصحوة، قاہرہ، ۱۹۸۸ء

6-Organisation of Government Under The

Prophet, Idarah-i-Adabiyat-i Delli, Delhi, 1987;

Islamic Publications, Lahore, 1988.

۷- قضایا کتابۃ التاریخ الاسلامی و حلولہا (عربی) الجامعہ السلفیہ، وار انسی،

۱۹۸۹ء؛ دہلی ۱۹۹۱ء

۸- تاریخ تہذیب اسلامی (جلداول)، فاؤنڈیشن فار ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ، نئی دہلی، ۱۹۹۴ء

۹- عہد نبوی کا نظام حکومت، ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، علی گڑھ، ۱۹۹۴ء؛ التفیصل

پبلیشرز، لاہور، ۱۹۹۵ء

۱۰- اللہ اپنے کلام میں، ادارہ فروغ اردو (نقوش قرآن نمبر ۱)، لاہور، ۱۹۹۸ء

۱۱- اندلس میں علوم قراءت کا ارتقاء، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۱۹۹۸ء

۱۲- بسم اللہ الرحمن الرحیم- حمد اولین، ادارہ فروغ اردو (نقوش، قرآن نمبر ۲)، لاہور، ۱۹۹۸ء

۱۳- تاریخ تہذیب اسلامی (جلد دوم)، قاضی پبلیشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز، نئی دہلی، ۱۹۹۸ء

۱۴- تفسیر سورۃ الحمد- عہد بہ عہد، ادارہ فروغ اردو (نقوش، قرآن نمبر ۲)، لاہور، ۱۹۹۸ء

۱۵- سورۃ الحمد کی تفسیر ربانی، ادارہ فروغ اردو (نقوش، قرآن نمبر ۱)، لاہور، ۱۹۹۸ء

۱۶- غزوات نبوی کی اقتصادی جہات، ادارہ مطالعات اسلامی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۱۹۹۹ء

۱۷- شاہ ولی اللہ کا فلسفہ سیرت، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۲۰۰۰ء

۱۸- توحید الہی اور مفسرین کرام، نقوش قرآن نمبر ۳، لاہور، ۲۰۰۰ء

۱۹- بنو ہاشم اور بنو امیہ کے معاشرتی تعلقات، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۲۰۰۱ء

۲۰- حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی - شخصیت و حکمت کا ایک تعارف، ادارہ علوم اسلامیہ،

مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۲۰۰۱ء

۲۱- الامام الشاہ ولی اللہ الدہلوی - عرض موجز لِحیاتہ و فکرہ، ادارہ

علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۲۰۰۱ء

۲۲- سرسید اور علوم اسلامیہ، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۲۰۰۱ء

23-Shah Waliullah Dehlavi - An Introduction to  
his Illustrious Personality and Achievements,

Institute of Islamic Studies, AMU, Aligarh, 2001

۲۴- حجۃ اللہ البالغہ- ایک تجزیاتی مطالعہ، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۲۰۰۲ء

۲۵- الفاروق- ایک مطالعہ، ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۲۰۰۲ء

26- *Catalogue of Arabic Manuscripts in Aligarh*

*Muslim University, India, Vol. 1, Al-Furqan*

Islamic Heritage Foundation, London, 2002. (In

Arabic with an introduction in English)

۲۷- عبدالمطلب ہاشمی: رسول اکرم ﷺ کے دادا، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۲۰۰۴ء

۲۸- وحی حدیث، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۲۰۰۴ء

۲۹- شاہ ولی اللہ کی خدمات حدیث، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، پھلت، ۲۰۰۴ء

۳۰- مکی اسوۂ نبوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، دہلی، ۲۰۰۵ء

31-The Prophet Muhammad ﷺ -A Role Model

for Muslim Minorities, The Islamic Foundation,

Leicestershire (U.K), 2006

۳۲- رسول اکرم ﷺ اور خواتین: ایک سماجی مطالعہ، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۲۰۰۶ء

۳۳- شاہ ولی اللہ کا رسالہ سیرت: سرورالحزب ون فی ترجمۃ نورالعیون، شاہ ولی اللہ

اکیڈمی، پھلت، ۲۰۰۶ء

۳۴- مصادر سیرت نبوی، انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشنل اسٹڈیز، نئی دہلی (زیر طبع)

متعدد کتب زیر طبع



## ”شاہ ولی اللہ کا رسالہ سیرت: سرور الخزون فی ترجمہ نور العیون“

ایک شاندار اسلامی روایت کا تنقیدی مطالعہ ہے۔ بظاہر اس کے متن مؤلفین ہیں مگر درحقیقت وہ سیرت نبوی کی تلخیص نگاری کی ہزار سالہ مساعی کا ایک معنی آفرین گنجینہ ہے۔ امام ابن سید الناس (م ۷۳۴/۱۳۳۳) کا خلاصہ سیرت نور العیون بنیادی متن ہے جو ان کے پیشرووں بالخصوص امام محبت طبری (م ۶۹۴/۱۲۹۴) کا عطیہ خاص ہے۔ نور العیون کا فارسی ترجمہ حضرت شاہ کی تالیف لطیف ہے اور اس کا اردو ترجمہ خاکسار کی سعی مشکور ہے۔

ایک مبسوط تنقیدی تقدیم میں سرور الخزون کی تاریخ تالیف کی تعیین کی گئی ہے۔ سیرت نگاری کے بنیادی رجحانات میں خلاصہ نگاری کا مقام و مرتبہ، اس کی افادیت و روایت اور اس کے تسلسل و توازن کا پتہ لگایا گیا ہے، پیشرووں کے عطایا سے متاخرین کی بہرہ مندی کی حقیقت اجاگر کی گئی ہے۔ اصل مؤلفین کرام کے متون سے فارسی ترجمہ کے متن کا موازنہ کیا گیا ہے اور اردو ترجمہ میں افادہ و استفادہ کے تسلسل سے تجزیاتی بحث کی گئی ہے۔ امتیازات و عطایا کے ساتھ تسامحات کو بھی منظر عام پر لایا گیا ہے کہ اسلامی روایت حق کی حمایت ہے۔

**مولانا پروفیسر محمد سلیم مظہر صدیقی** ندوی عالم، لکھنوی فاضل، جامعہ گریجویٹ اور علیگ دکتور ہیں۔ قدیم دینی اداروں کے پروردہ و پرداختہ ہیں اور جدید عصری جامعات کے تراشیدہ و تربیت یافتہ۔ قدیم صالح اور جدید نافع کی جامعیت نے ان کے نقطہ نظر اور طریق نگارش میں توازن و تنقید پیدا کی ہے۔ قرآن و حدیث، فقہ و تصوف اور سیرت و تاریخ ان کے خصوصی مطالعات کے میدان ہیں۔ ان موضوعات پر ان کی چالیس کے قریب کتابیں اور دوسو سے اوپر تحقیقی و تنقیدی مقالات ہیں۔ اہل فکر و نظر نے ان کی تحسین و تعریف کی ہے اور صاحبان اقتدار نے انعامات سے نوازا ہے۔ سیرت نبوی اور ولی اللہی فکر پر ان کی تحریریں جدید نگارش کی نمائندہ ہیں۔ انھوں نے دونوں میادین میں نئی جہات کی طرف رہنمائی کی ہے۔